ماہنامہ
جہدِ حق

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

HRCP

جلد نمبر 21......شمارہ نمبر08...اگست 2014......قیمت5روپے

Monthly JEHD-E-HAQ - August 2014 - Registered No. CPL-13

جمہوریت: پہلے جمہور

ایوان جمہور، لاہور، 25 جولائی 2014 ''پنجاب میں مقامی حکومت، مسائل اور امکانات''
کے موضوع پر HRCP نے ایک مشاورت کا انعقاد کیا

فہرست

شعبہ صحت کے لئے بجٹ	4
کراچی میں امن عامہ کا قیام بہتر نظم ونسق کے ذریعے ہی ممکن ہے	5
اہداف کے حصول میں کراچی آپریشن ناکام	7
فہم وفراست کا افلاس	9
احمدیوں کے لئے گنجائش نہیں ہے	10
''پہلے اپنے گھر کی خبرلو''	11
تھرپارکر......لاوا اُبلا تو سب کچھ خاکستر ہو جائے گا	12
اقلیتیں	13
قانون نافذ کرنے والے ادارے	14
ایک خوش آئند فیصلہ	15
عورتیں	16
4 لڑکیوں سے اجتماعی جنسی تشدد	17
کاری، کارو کہہ کر مارڈالا	19
جنسی تشدد کے واقعات	20
برا قانون نافذ کرنے کا خبط	27
انتشار کے خالق	28
تعلیم	29
صحت	30
خودکشی کے واقعات	31
انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس	39
''دوسری بیوی! نہیں نہیں''	49
جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط	50

تحفظ سے متعلقہ حالیہ اقدام قابل مذمت ہے

اِس ہفتے پارلیمان میں منظور ہونے والے ''تحفظ پاکستان ایکٹ'' کوعوام کے حقوق پر بیہمانہ حملہ قرار دیتے ہوئے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) نے حکومت کی جانب سے جابرانہ ریاست کے نمونے کو دیدہ ودانستہ اختیار کرنے کے عمل کی مذمت کی ہے۔

جمعہ کو یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کوشدید افسوس ہے کہ پارلیمان ایک استبدانہ قانون سازی، تحفظ پاکستان بل'' کی منظوری کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بطور آرڈی نینس اس تباہ کن قانون کے پہلے مسودے کے نفاذ سے لے کر اب آٹھ ماہ تک کا عرصہ اس سیاہ اقدام کو سفید بنانے کی جدوجہد میں صرف کیا گیا تھا۔ اگرچہ سینٹ نے قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو تفویض کردہ اختیارات کے بے جا استعمال پر چند حدود وقیود عائد کی ہیں مگر یہ ایک کڑوی گولی کو انتہائی شیریں ظاہر کرکے پیش کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اب بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی فرد کو مشتبہ ٹھہرا کر اس پر فائرنگ کردیں اور ان کے پاس لوگوں کو 60 دنوں سے بھی زائد عرصہ تک زیرحراست رکھنے کا بے لگام اختیار موجود ہے۔

سکیورٹی ایجنسیوں کے اہداف کی فہرست میں 'جنگجوؤں' اور 'باغیوں' جیسے الفاظ کے اضافے نے اس اقدام کو پہلے سے بھی زیادہ بھیانک کردیا ہے۔ مسودہ قانون کی ڈھیلی زبان اور حکومت کو شیڈویل میں نئے جرائم شامل کرنے کا اختیار دینے کے باعث اس قانون کے ناجائز استعمال کے خدشات میں اضافہ ہوگیا ہے، بالخصوص بلوچستان جیسے علاقوں میں جہاں سیاسی اختلاف کو طویل عرصہ سے بغاوت سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ ایک ایسا قانون بنا کر جو عوام کے شہری حقوق کو براہ راست نشانہ بناتا ہے، حکومت نے انصاف اور جمہوریت دونوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو 'غیرملکی دشمنوں' کی بجائے معصوم عوام کے لیے زیادہ اذیت کا سبب بنے گا۔

ایچ آرسی پی کا جمہوریت اور انسانی حقوق کی پاسداری پر یقین رکھنے والوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اُس وقت تک اس اقدام کی مزاحمت کرتے رہیں جب تک حکام دانشمندی کا مظاہرہ نہ کریں اور اپنی غلطی کا ازالہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ کریں۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔04 جولائی 2014]

گوجرانوالہ میں احمدیوں کا قتل قابل مذمت ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) نے گوجرانوالہ میں بلوائی حملے میں احمدی برادری کے چار افراد کے قتل اور پانچ گھروں کو نذرآتش کئے جانے کی شدید مذمت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اس واقعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے ظلم اور بربریت اپنے عروج پر ہے۔

پیر کو جاری کردہ ایک بیان میں کمیشن نے کہا: ''ایچ آرسی پی گوجرانوالہ میں تضحیک مذہب کے الزام کے تحت جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے چار افراد کے قتل پر شدید غم زدہ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چار دیگر احمدیوں کو تشویش ناک حالت میں ہسپتال داخل کرایا گیا ہے۔ ملک اور بالخصوص پنجاب کی موجودہ صورتحال میں تضحیک مذہب کا الزام، چاہے یہ بے بنیاد ہی کیوں نہ ہو، ان بیہمانہ ہلاکتوں سے سردمہری برتنے کا باعث بنتا ہے۔ ہلاک ہونے والے افراد پر تو بالواسطہ طور پر بھی تضحیک مذہب کا الزام عائد نہیں کیا گیا تھا۔ ان کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ احمدی تھے۔ خواتین اور بچوں کو ان کے عقیدے کی بنا پر ان کے گھروں میں آگ لگانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ظلم اور بربریت اپنے عروج پر ہے۔

متاثرہ کمیونٹی، حقوق کا احترام کرنے والے شہری اور سول سوسائٹی اس ہجوم کے احتساب کا مطالبہ کرتے ہیں جس نے مقتولین اور زخمیوں کی آہ وپکار پر خوشی سے نعرے لگائے۔ تاہم اگر انصاف کی امیدوں پر کچھ حد تک بھی پورا اترا جاتا تو ہجوم میں شامل کئی افراد کو اس بھیانک کارروائی کا حصہ بننے سے روکا جاسکتا تھا۔

علاوہ ازیں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نفرت اور عدم رواداری کے ہاتھوں اس حد تک اندھے ہوچکے ہیں کہ بچوں کے سفاکانہ قتل کو بھی باجواز سمجھتے ہیں جس کی مثال ہمیں گوجرانوالہ کے وقوعے سے ملی ہے۔ ایچ آرسی پی کے لیے زیادہ تشویشناک امر یہ ہے کہ ان دونوں رجحانات میں سے کسی ایک پر بھی قابو پانے کی کوشش کی جارہی۔ ہجوم لوگوں کے گھر جلانے کے بعد جو کہ تضحیک مذہب کے ملزم بھی نہیں تھے، ٹیلی ویژن کے کیمرہ کے سامنے آنے کے لیے ناچ رہا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے وقوعے کا تضحیک مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور اس کا مقصد پہلے سے ستم زدہ کمیونٹی کو نشانہ بنانا تھا۔ اس لیے گوجرانوالہ یا پاکستان میں کسی بھی جگہ قیام پذیر نشانہ بننے والی کمیونٹی کے اراکین کے احساسات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہونا چاہئے۔ ایچ آرسی پی کا مطالبہ ہے کہ اس امر کی مکمل تحقیقات کرائی جائے کہ جب ہجوم متاثرہ احمدی مقام کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کرنے سے پہلے متعدد احمدی مقامات کے گرد گھومتا رہا تو پولیس کارروائی کرنے میں ناکام کیوں رہی تھی۔ ہجوم کے اراکین اور اُن کو اشتعال دلانے والے افراد کی شناخت ہونی چاہئے اور انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ سب سے اہم بات یہ کہ اگر ہم مہذب معاشرے کے طور پر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو موثر اور بامعنی اقدامات کے ذریعے ان ہلاکتوں کا باعث بننے والے تعصب اور عدم رواداری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔

[پریس ریلیز۔لاہور۔28 جولائی 2014]

فہرست

شعبہ صحت کے لئے بجٹ 4

کراچی میں امن عامہ کا قیام بہتر نظم ونسق کے ذریعے ہی ممکن ہے 5

اہداف کے حصول میں کراچی آپریشن ناکام 7

فہم وفراست کا افلاس 9

احمدیوں کے لئے گنجائش نہیں ہے 10

"پہلے اپنے گھر کی خبر لو" 11

تھر پارکر......لاوا اُبلا تو سب کچھ خاکستر ہو جائے گا 12

اقلیتیں 13

قانون نافذ کرنے والے ادارے 14

ایک خوش آئند فیصلہ 15

عورتیں 16

4 لڑکیوں سے اجتماعی جنسی تشدد 17

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا 19

جنسی تشدد کے واقعات 20

برا قانون نافذ کرنے کا خبط 27

انتشار کے خالق 28

تعلیم 29

صحت 30

خودکشی کے واقعات 31

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس 39

"دوسری بیوی! نہیں نہیں" 49

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط 50

تحفظ سے متعلقہ حالیہ اقدام قابل مذمت ہے

اِس ہفتے پارلیمان میں منظور ہونے والے "تحفظ پاکستان ایکٹ" کو عوام کے حقوق پر بہیمانہ حملہ قرار دیتے ہوئے، پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے حکومت کی جانب سے جابرانہ ریاست کے نمونے کو دیدہ ودانستہ اختیار کرنے کے عمل کی مذمت کی ہے۔

جمعہ کو یہاں جاری ہونے والے ایک بیان میں کمیشن نے کہا؛ "پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو شدید افسوس ہے کہ پارلیمان ایک استبدانہ قانون سازی، تحفظ پاکستان بل" کی منظوری کو روکنے میں ناکام رہی ہے۔ یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بطور آرڈی نینس اس تباہ کن قانون کے پہلے مسودے کے نفاذ سے لے کر اب آٹھ ماہ تک کا عرصہ اس سیاہ اقدام کو سفید بنانے کی جدوجہد میں صرف کیا گیا تھا۔ اگرچہ سینٹ نے قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں کو تفویض کردہ اختیارات کے بے جا استعمال پر چند حدود وقیود عائد کی ہیں مگر یہ ایک کڑوی گولی کو انتہائی شیریں ظاہر کرکے پیش کرنے کے سوا اور کچھ نہیں۔ قانون نافذ کرنے والے اداروں کو اب بھی یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی فرد کو مشتبہ ٹھہرا کر اس پر فائرنگ کردیں اور ان کے پاس لوگوں کو 60 دنوں سے بھی زائد عرصہ تک زیر حراست رکھنے کا بے لگام اختیار موجود ہے۔

سکیورٹی ایجنسیوں کے اہداف کی فہرست میں 'جنگجوؤں' اور 'باغیوں' جیسے الفاظ کے اضافے نے اس اقدام کو پہلے سے بھی زیادہ بھیانک کردیا ہے۔ مسودہ قانون کی ڈھیلی زبان اور حکومت کو شیڈویل میں نئے جرائم شامل کرنے کا اختیار دینے کے باعث اس قانون کے ناجائز استعمال کے خدشات میں اضافہ ہوگیا ہے، بالخصوص بلوچستان جیسے علاقوں میں جہاں سیاسی اختلاف کو طویل عرصہ سے بغاوت سے تعبیر کیا جارہا ہے۔ ایک ایسا قانون بنا کر جو عوام کے شہری حقوق کو براہ راست نشانہ بناتا ہے، حکومت نے انصاف اور جمہوریت دونوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ یہ ایک ایسا فیصلہ ہے جو 'غیر ملکی دشمنوں' کی بجائے معصوم عوام کے لیے زیادہ اذیت کا سبب بنے گا۔

ایچ آر سی پی کا جمہوریت اور انسانی حقوق کی پاسداری پر یقین رکھنے والوں سے مطالبہ ہے کہ وہ اُس وقت تک اس اقدام کی مزاحمت کرتے رہیں جب تک حکام دانشمندی کا مظاہرہ نہ کریں اور اپنی غلطی کا ازالہ کرنے کی ضرورت محسوس نہ کریں۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 04 جولائی 2014]

گوجرانوالہ میں احمدیوں کا قتل قابل مذمت ہے

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے گوجرانوالہ میں بلوائی حملے میں احمدی برادری کے چار افراد کے قتل اور پانچ گھروں کو نذر آتش کئے جانے کی شدید مذمت کی ہے۔ اور کہا ہے کہ اس واقعے سے یہ ظاہر ہوتا ہے ظلم اور بربریت اپنے عروج پر ہے۔

پیر کو جاری کردہ ایک بیان میں کمیشن نے کہا؛ "ایچ آر سی پی گوجرانوالہ میں تضحیک مذہب کے الزام کے تحت جماعت احمدیہ سے تعلق رکھنے والے چار افراد کے قتل پر شدید غم زدہ ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ چار دیگر احمدیوں کو تشویش ناک حالت میں ہسپتال داخل کرایا گیا ہے۔ ملک اور بالخصوص پنجاب کی موجودہ صورتحال میں تضحیک مذہب کا الزام، چاہے یہ بے بنیاد ہی کیوں نہ ہو، ان بہیمانہ ہلاکتوں سے سردمہری برتنے کا باعث بنتا ہے۔ ہلاک ہونے والے افراد پر تو بالواسطہ طور پر بھی تضحیک مذہب کا الزام عائد نہیں کیا گیا تھا۔ ان کا واحد جرم یہ تھا کہ وہ احمدی تھے۔ خواتین اور بچوں کو ان کے عقیدے کی بنا پر ان کے گھروں میں آگ لگانا یہ ظاہر کرتا ہے کہ ظلم اور بربریت اپنے عروج پر ہے۔

متاثرہ کمیونٹی، حقوق کا احترام کرنے والے شہری اور سول سوسائٹی اس ہجوم کے احتساب کا مطالبہ کرتے ہیں جس نے مقتولین اور زخمیوں کی آہ وپکار پر خوشی سے نعرے لگائے۔ تاہم اگر انصاف کی امیدوں پر کچھ حد تک بھی پورا اترا جاتا تو ہجوم میں شامل کئی افراد کو اس بھیانک کارروائی کا حصہ بننے سے روکا جاسکتا تھا۔

علاوہ ازیں ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنی نفرت اور عدم رواداری کے ہاتھوں اس حد تک اندھے ہوچکے ہیں کہ بچوں کے سفاکانہ قتل کو بھی باجواز سمجھتے ہیں جس کی مثال ہمیں گوجرانوالہ کے وقوعے سے ملی ہے۔ ایچ آر سی پی کے لیے زیادہ تشویشناک امر یہ ہے کہ ان دونوں رجحانات میں سے کسی ایک پر بھی قابو پانے کی کوشش کی جارہی۔ ہجوم لوگوں کے گھر جلانے کے بعد جو کہ تضحیک مذہب کے ملزم بھی نہیں تھے، ٹیلی ویژن کے کیمرہ کے سامنے آنے کے لیے ناچ رہا تھا جس سے ثابت ہوتا ہے کہ پورے وقوعے کا تضحیک مذہب کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور اس کا مقصد پہلے سے ستم زدہ کمیونٹی کو نشانہ بنانا تھا۔ اس لیے گوجرانوالہ یا پاکستان میں کسی بھی جگہ قیام پذیر نشانہ بننے والی کمیونٹی کے اراکین کے احساسات کا اندازہ لگانا مشکل نہیں ہونا چاہئے۔ ایچ آر سی پی کا مطالبہ ہے کہ اس امر کی مکمل تحقیقات کرائی جائے کہ جب ہجوم متاثرہ احمدی مقام کو نشانہ بنانے کا فیصلہ کرنے سے پہلے متعدد احمدی مقامات کے گرد گھومتا رہا تو پولیس کارروائی کرنے میں ناکام کیوں رہی تھی۔ ہجوم کے اراکین اور اُن کو اشتعال دلانے والے افراد کی شناخت ہونی چاہئے اور انہیں انصاف کے کٹہرے میں لایا جائے۔ سب سے اہم بات یہ کہ اگر ہم مہذب معاشرے کے طور پر زندہ رہنا چاہتے ہیں تو موثر اور بامعنی اقدامات کے ذریعے ان ہلاکتوں کا باعث بننے والے تعصب اور عدم رواداری کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا ہوگا۔

[پریس ریلیز۔ لاہور۔ 28 جولائی 2014]

شعبہ صحت کے لئے بجٹ

مقامی سطح کے پروگراموں پر توجہ دی جائے

عارف آزاد

جون وہ مہینہ ہوتا ہے جب نئے سالانہ بجٹ کی دستاویزات تیار کرکے پیش کی جاتی ہیں۔ یہ سلسلہ وفاقی بجٹ سے شروع ہوکر صوبائی بجٹوں کے اعلان پر اختتام پذیر ہوتا ہے۔

اس برس وفاقی بجٹ میں شعبہ صحت کے لئے 26 ارب 80 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم پچھلے سال کی رقم سے ذرا سی زیادہ ہے۔ گزشتہ برس اس شعبہ کے لئے 25 ارب روپے کی رقم رکھی گئی تھی۔ اگر افراط زر کو پیش نظر رکھا جائے تو پھر یہ اضافہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے برابر ہوگا۔ یہ رقم طویل عرصہ سے چلنے والے قومی صحت کے بیس پروگراموں پر خرچ کی جائے گی ان میں ہیپاٹائٹس، ملیریا اور تپ دِق پر قابو پانے کے پروگرام شامل ہیں

اس سال ایک بار پھر پولیو ویکسی نیشن پروگرام پر زور دیا گیا ہے۔ بیرون ملک پاکستان کے تشخص کو بہتر کرنے اور پولیو ویکسی نیشن کے مسئلہ کو حل کرنے میں حکومت کی بدترین ناکامی کے باعث پولیو ویکسی نیشن پروگرام زیادہ اہمیت اختیار کر گیا ہے۔

جہاں تک صوبائی بجٹوں کا تعلق ہے تو خیبر پختونخوا کی حکومت نے سال کے بجٹ میں صحت کے شعبہ کے لئے 8 ارب اٹھائیس کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے جو 67 رواں منصوبوں اور 26 نئی سکیموں پر خرچ کی جائے گی۔ ملیریا، تپ دِق اور کینسر پر قابو پانے اور اس کے علاج کے لئے مختص کی جانے والی رقم کے علاوہ بیس کروڑ روپے کی رقم ایسی ماؤں کی حوصلہ افزائی کے لئے رکھی گئی ہے جو اپنے بچوں کو ویکسی نیشن کروائیں گی۔ اسی طرح ملک میں ناقص اور ناکافی خوراک کے تیزی کے ساتھ بڑھتے ہوئے مسئلہ سے نمٹنے کے لیے بھی رقم مختص کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ ڈھائی کروڑ روپے کی رقم صوبے میں ذیابیطس کے مریضوں کو انسولین کے مفت ٹیکے دینے کے لیے رکھی گئی ہے۔ یہ قدم لائق تعریف ہے لیکن یہ کہے بغیر بھی نہیں رہا جاسکتا کہ ذیابیطس کے مریضوں کی بھاری تعداد کے پیش نظر یہ رقم بے حد ناکافی ہے۔

سندھ حکومت نے صحت کے شعبہ کے لئے 43 ارب اٹھاون کروڑ روپے کی رقم مختص کی ہے جو پچھلے برس کی نسبت بیس فیصد زیادہ ہے۔ اس سال کے بجٹ میں زیادہ توجہ ادویات کی فراہمی، ہسپتالوں کی مرمت اور پرائمری ہیلتھ کیئر کی دیکھ بھال پر دی گئی ہے۔ ایک ارب 76 کروڑ روپے کی رقم کنٹراسپٹو پریوالینس کی شرح کو تین برسوں کے اندر اندر 30 فیصد سے 45 فیصد تک بڑھانے پر خرچ کی جائے گی۔ اس وباء نے ایک بار پھر پورے صوبے کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا۔ پنجاب حکومت نے اپنے نئے سالانہ بجٹ میں 121.8 ارب روپے کی رقم صحت کے لئے مختص کی ہے جو پچھلے برس کی نسبت 20.4 فیصد زیادہ ہے۔ حالیہ بجٹ میں زیادہ توجہ ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ مراکز صحت کو بہتر بنانے اور انہیں ترقی دینے پر مرکوز کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ میڈیکل ایجوکیشن میں توسیع کو بھی ترجیح دی گئی ہے۔ غذائیت سے متعلق پروگراموں کو صوبہ بھر میں پھیلایا جارہا ہے تاکہ پورے صوبے میں ناقص اور کم غذا کے مسئلہ پر قابو پایا جاسکے۔ ایک اور اچھی بات یہ ہے کہ صوبے بھر میں ایمرجنسی، زچگی اور نومولود بچوں کے لئے 24 گھنٹے سہولتیں مہیا کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے اور اس مقصد کے لئے قابل تعریف رقم رکھی گئی ہے۔

حقیقت میں بجٹ میں اضافہ کس قدر ہوا، یہ ہمیں تبھی معلوم ہوگا جب ہم یہ جان پائیں گے کہ مختص کردہ تمام کی تمام رقم خرچ ہوئی یا نہیں۔ یہ نہ صرف حکومتی اخراجات کا اندازہ لگانے اور عملدرآمد کرانے کی حکومتی صلاحیت کو جاننے کے لئے ضروری ہے بلکہ اس سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ منصوبے اور سکیمیں، جن کے لئے مختص رقوم میں یہ اضافہ کیا گیا تھا، اہداف پر پورا اتریں بھی یا نہیں۔

مزید برآں واٹر اینڈ سینی ٹیشن (صاف پانی کی فراہمی اور گندے پانی کی نکاسی) سیکٹر کے لئے ایک ارب اکہتر کروڑ اٹھارہ لاکھ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ آلودہ پانی کے استعمال سے صحت کے متعدد مسائل پیدا ہوتے ہیں ان پر قابو پانے کے لئے یہ ایک صحت مند سرمایہ کاری ہے۔ بلوچستان نے بھی شعبہ صحت کے لئے 14 ارب 14 کروڑ روپے کی رقم بجٹ میں مختص کی ہے۔ جو پچھلے برس کی نسبت 26 فیصد زیادہ ہے۔ نئے بجٹ کا مرکزی نکتہ ویکسی نیشن، ہیپاٹائٹس کنٹرول کے ساتھ ساتھ رواں سکیموں اور غریب مریضوں میں مفت ادویات کی تقسیم ہے۔

صحت سے متعلق امور کے لئے مختص بجٹ میں اضافے کی اچھی خبروں کے باوجود چار باتوں پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ پہلی بات یہ کہ بجٹوں کا پہلا راؤنڈ پچھلے برس کی نسبت اس سال صحت کے بجٹ میں اضافہ تو بتاتا ہوا نظر آتا ہے لیکن ایک صوبے میں بجٹ کی رقم میں بڑھوتری کی شرح دوسرے صوبے سے مختلف ہے اور یہ کیفیت چاروں صوبوں میں ہے۔ مزید برآں ہر صوبے میں ہر افسر دوسرے افسر سے مختلف رقم یا تخمینہ بتاتا ہے۔ گزشتہ بجٹ میں خرچ ہونے والی رقم سے یہ رقم زائد معلوم ہوتی ہے۔ تاہم اگر مجوزہ اضافے کو گزشتہ برس کے شعبہ صحت کے غیر صرف شدہ بجٹ کے تناظر میں دیکھا جائے تو موجودہ بجٹ میں ظاہر کیا گیا اضافہ کچھ زیادہ حوصلہ افزا نہیں لگتا۔

حقیقت میں بجٹ میں اضافہ کس قدر ہوا، یہ ہمیں تبھی معلوم ہوگا جب ہم یہ جان پائیں گے کہ مختص کردہ تمام کی تمام رقم خرچ ہوئی یا نہیں۔ یہ نہ صرف حکومتی اخراجات کا اندازہ لگانے اور عملدرآمد کرانے کی حکومتی صلاحیت کو جاننے کے لئے ضروری ہے بلکہ اس سے یہ بھی پتہ چل جائے گا کہ وہ منصوبے اور سکیمیں، جن کے لئے مختص رقوم میں یہ اضافہ کیا گیا تھا، اہداف پر پورا اتریں بھی یا نہیں۔

دوسری بات یہ کہ تمام بجٹوں میں سکیموں کے لئے رقوم مختص کرنے کی پریکٹس کو ماضی کی طرح جاری رہنے دیا گیا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ ہم مرض کی وجوہات جاننے کی بجائے اس کی علامات پر پیسہ پھینکنے کے عمل کے ذریعے مسئلہ کو حل کرنا چاہتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم صحت کے مسائل کو نئے، زیادہ یک سوئی اور طویل المدت سوچ کو پروگرام کی باقاعدہ جانچ پڑتال سے جوڑ کر کام کریں۔

تیسری بات یہ کہ تمام بجٹ امراض کی روک تھام کی بجائے ان کے علاج معالجے کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ امراض کی روک تھام کا ذکر بجٹوں میں کیا ہی نہیں جاتا۔ اس کا اظہار بجٹوں میں پریونٹو پبلک ہیلتھ ایشوز کے بارے میں حکومتی عدم توجہی سے ہی ہوجاتا ہے۔ آئندہ برسوں کے بجٹوں کی تیاری کے وقت ان خامیوں کو دور کرنا ضروی ہے۔

چوتھی بات یہ کہ بڑھتی ہوئی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے شعبہ صحت کے بجٹوں میں عطیات سے حاصل ہونے والی رقم پر زیادہ تر انحصار کیا جاتا ہے۔ بہرحال اس انحصار پر توجہ دینے کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی چاہئے کہ عطیات پر انحصار کو ختم کرکے مقامی طور پر صحت کے قابل عمل پروگرام تیار کئے جائیں۔ (بشکریہ روزنامہ ڈان)

کراچی میں امن عامہ کا قیام بہتر نظم و نسق کے ذریعے ہی ممکن ہے

ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کے بنیادی مشاہدات پر مبنی مختصر رپورٹ

کراچی میں لاقانونیت، ریاستی اداروں کا ناکارہ پن اور شہریوں کی بے انت مشکلات کثیر جہتی سیاسی بحران کی علامات ہیں اور اس وقت تک اس کا حل ممکن نہیں جب تک سندھ کی دو مرکزی سیاسی جماعتیں آپس میں موثر تعاون کرنے کا سلسلہ شروع نہیں کرتیں اور مقامی حکومت کے ذمہ داروں سمیت بہتر نظم و نسق سے مستفید ہونے کے عوام کے حق کا احترام نہیں کرتیں۔

جمہوریت کو کراچی میں کڑی آزمائش کا سامنا ہے اور سیاسی جماعتوں کی خود غرضانہ خواہشات کے متعلق عوامی تاثر، جبری گمشدگیوں، اذیت رسانی، اور زیر حراست ہلاکتوں کو ختم کرنے میں ان کی عدم دلچسپی، پسماندہ طبقات کے معاشی استحصال اور لاچارگی و ناامیدی کے شدید احساس کی بدولت لوگ جمہوریت مخالف بنتے جا رہے ہیں۔ بہت سے لوگ آمرانہ نظم و نسق کی طرف واپسی کا مطالبہ کر رہے ہیں جبکہ وہ اس امر کو نظرانداز کر رہے ہیں کہ اس طرح کی واپسی ریاست کے مقدم ترین مفادات کے لیے مہلک ہے۔

یہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے فیکٹ فائنڈنگ مشن کے بنیادی مشاہدات ہیں۔ فیکٹ مشن 17 سے 20 جولائی تک حقائق کی چھان بین کرتا رہا۔ مشن کا مقصد کراچی میں امن و امان کی صورتحال خاص طور پر گزشتہ دس ماہ میں ہونے والی پیش رفت کا جائزہ لینا تھا جب سے سکیورٹی کی ذمہ داریاں رینجرز کے پاس ہیں۔ مشن نے ان اسباب پر بھی نظر ڈالی جن کی بدولت رینجرز کو کراچی میں آپریشن کرنے کی دعوت دی گئی تھی۔

فیکٹ فائنڈنگ مشن کے اراکین پولیس افسران، وکلاء، صحافی، ماہرین شہری ترقی، مزدوروں، ڈاکٹروں، اساتذہ، تاجروں، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے نمائندوں، پیشہ ور ماہرین اور ایسے افراد اور خاندانوں سے ملے جنہوں نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سکیورٹی ایجنسیوں کے اہلکاروں کے مظالم کی شکایت کی۔ مشن کے اراکین اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود ڈائریکٹر جنرل (ڈی جی) رینجرز سے ملاقات نہ کر سکے حالانکہ سول سوسائٹی کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کرنا ان کے لیے فائدہ مند ہو سکتا تھا۔ ڈی جی رینجرز سے ملاقات کا مقصد رینجرز کی کارروائیوں کے خلاف شکایات پر ان کا موقف لینا تھا۔

متعدد ملاقاتوں کے دوران، فیکٹ فائنڈنگ ٹیم کو کئی شکایات بھی موصول ہوئیں جن کا زیادہ تر تعلق ماورائے عدالت قتل، جبری گمشدگی، دیگر اقسام کی غیر قانونی اور من مانی حراست، دوران حراست اذیت رسانی اور وکلاء، اہل خانہ اور عموماً باضابطہ قانونی کارروائی تک رسائی سے انکار جیسے مسائل سے تھا۔

مشن کو کراچی میں صورتحال سے سول سوسائٹی کی لاتعلقی بارے میں بھی معلوم ہوا۔ اس کی وجہ شہریوں کے ساتھ رابطہ کاری کی گنجائش فراہم کرنے سے حکمرانوں کا انکار ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود مفاد عامہ پر چوکس نگران کار کے کردار سے سول سوسائٹی کی دستبرداری سے محض بدامنی، مذہب زدگی اور استحصال کی طاقتیں ہی توانا ہوں گی۔

فیکٹ فائنڈنگ مشن کے اراکین پولیس افسران، وکلاء، صحافی، ماہرین شہری ترقی، مزدوروں، ڈاکٹروں، اساتذہ، تاجروں، سیاسی و مذہبی جماعتوں کے نمائندوں، پیشہ ور ماہرین اور ایسے افراد اور خاندانوں سے ملے جنہوں نے قانون نافذ کرنے والے اداروں اور سکیورٹی ایجنسیوں کے اہلکاروں کے مظالم کی شکایت کی۔ مشن کے اراکین اپنی انتہائی کوششوں کے باوجود ڈائریکٹر جنرل (ڈی جی) رینجرز سے ملاقات نہ کر سکے حالانکہ سول سوسائٹی کو اپنے نقطہ نظر سے آگاہ کرنا ان کے لیے فائدہ مند ہو سکتا تھا۔ ڈی جی رینجرز سے ملاقات کا مقصد رینجرز کی کارروائیوں کے خلاف شکایات پر ان کا موقف لینا تھا۔

فیکٹ فائنڈنگ کے اختتام پر ایچ آر سی پی کے مشن نے درج ذیل مشاہدات کا اظہار کیا۔

آپریشن کے آغاز کے وقت، کراچی میں لاقانونیت کے خاتمے کے لیے بلاامتیاز کارروائی پر تقریباً تمام سیاسی جماعتوں نے اتفاق رائے کا اظہار کیا تھا اور معاشرے کے متعدد حلقوں نے بھی اسی چیز کا مطالبہ کیا تھا۔ تاہم مشن کو ملنے والے لوگوں کی عمومی رائے یہ تھی کہ جو کچھ کہا گیا تھا اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ یہ بار بار کہا گیا ہے کہ کراچی میں تشدد اور لاقانونیت کا مسئلہ پیچیدہ ہو گیا ہے کیونکہ شہر عام جرائم سے زیادہ دیگر جرائم کا شکار ہے۔ یہاں سیاسی جماعتوں کے سرپرست شدہ مجرمانہ گینگ سرگرم ہیں، طالبان اور فرقہ وارانہ عسکریت پسند گروہ ہیں، قبضے کی جنگیں لڑی جا رہی ہیں اور جرائم پیشہ گروہ منظم کارروائیاں کر رہے ہیں۔ دولت کے حصول اور دیگر مضر مفادات کے لیے متعدد مجرمانہ عناصر کے مابین روابط استوار ہیں۔ یہ کہا گیا کہ اگر ان تمام عناصر کے خلاف بلاامتیاز کارروائی نہ کی گئی تو صورتحال تبدیل نہیں ہو گی۔

آپریشن بغیر کسی منصوبہ بندی کے وقتی ضرورت کے تحت شروع کیا گیا تھا۔ اس وقت بظاہر خیال یہی تھا کہ کراچی میں لاقانونیت اور غارت گری میں ملوث عناصر پر پولیس قابو نہیں پا سکتی۔ پورے آپریشن میں پولیس کی کارکردگی بڑھانے کے لیے کچھ بھی نہیں کیا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ وقتی ضرورت کے تحت کیا گیا اقدام لامحدود حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ رینجرز اور پولیس کے مابین کام کے حوالے سے رابطہ سازی ضروری ہے جو کہ نہیں ہے۔ آپریشن کے باعث متعلقہ محکموں کو شکایات ارسال کرنے کے لیے ذرائع کی فراہمی کے سلسلے میں مکمل ناکامی کا سامنا ہے۔ آپریشن کی آزادانہ نگرانی نہیں ہو رہی۔ اس حوالے سے ایک کمیشن تشکیل کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا مگر وہ تاحال قائم نہیں کیا گیا۔ شکایات کے ازالے کے لیے قائم کی گئی کمیٹی کی ساکھ اتنی بُری ہے کہ جو شہری ایچ آر سی پی کو مسلسل اپنی شکایات جمع کروا رہے ہیں انہوں نے کمیٹی کے ساتھ رابطہ کرنے کی بھی زحمت گوارا نہیں کی۔

مشن نے ایسے خاندانوں سے درجنوں شکایات وصول کیں جن کے لوگ مبینہ طور پر قانون نافذ کرنے والی ایجنسیوں نے اٹھائے تھے اور وہ تب سے لاپتہ ہیں۔ ان میں سے بعض کو پولیس اسٹیشن لے جایا گیا تھا یا رینجرز کی گاڑیوں میں ڈالا گیا تھا جبکہ بعض افراد کے موبائل فون پر موصول ہونے والی آخری کال سکیورٹی ایجنسی کے عملے کی تھی۔ ایچ آر سی پی ان واقعات کو اس امید کے ساتھ متعلقہ محکموں کو ارسال کرے گا کہ متاثرین کے مسائل کے ازالے کے لیے کارروائی کی جائے گی۔ کوئی مہذب حکومت اپنے غمزدہ عوام کی تکالیف کو نظرانداز نہیں کر سکتی۔ جو ان کی اپنی پیدا کردہ نہیں ہے۔ جہاں تک مشتبہ مجرموں کا تعلق ہے تو ان کے ساتھ بھی قانون کے مطابق نبٹنا چاہیے۔

مشن کے ساتھ ملاقات کرنے والے لوگوں کے تاثرات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپریشن کے مقاصد حاصل نہیں ہو سکے۔ پولیس کے پیش کردہ اعداد و شمار بھی ظاہر کرتے ہیں کہ ماسوائے قتل کے دیگر جرائم کے اندراج میں کمی واقع نہیں ہوئی۔ درحقیقت، زیادہ تر دیگر جرائم کے وقوع پذیر ہونے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی اور یہ کہ اغواء برائے تاوان، دہشت گردانہ کارروائیوں وغیرہ میں معمولی حد تک اضافہ ہوا ہے۔

بعض پولیس افسران نے کہا کہ جرائم رپورٹنگ میں اضافہ پولیس پر لوگوں کے اعتماد کی عکاسی کرتا ہے جو ان کے مطابق پولیس سے رابطہ کررہے ہیں جبکہ پہلے وہ پولیس کے پاس نہیں آتے تھے۔ پولیس کا کہنا تھا کہ امن وامان کی صورتحال میں بعض پریشان کن عوامل ہیں اور بعض پولیس افسران کا کہنا ہے کہ جرم کے اعداد وشمار معیشت سے متناسب ہیں۔ پولیس کا کہنا تھا کہ وہ کراچی میں آپریشن نہیں کررہی تاہم صرف لوگوں کی حفاظت پر مامور ہے جو کہ انتہائی موثر ہے۔ انہوں نے اس امر کی نشاندہی کی کہ گزشتہ برس ستمبر میں آپریشن شروع ہونے سے لے کر اب تک پولیس کو جرائم پر قابو پانے کے لیے کسی قسم کے خصوصی اختیارات نہیں دیئے گئے اور خلاف ورزیوں کی روک تھام کے لیے تمام شعبہ جاتی تدابیر نافذ العمل تھیں۔ ان کا کہنا تھا کہ اس بار کارروائی سیاسی مداخلت اور سیاسی انتقام سے بالاتر ہے۔

پیشہ وارانہ ماہرین بالخصوص ڈاکٹروں کی ٹارگٹ کلنگ کا معاملہ سیاسی حکومت، پولیس، سکیورٹی فورسز، فوجی اور خفیہ ایجنسیوں کے سامنے لایا گیا تھا مگر ابھی تک حکام ان ہلاکتوں پر قابو پانے میں ناکام ہیں۔

مشن کو بتایا گیا ہے کہ بہت کم مجرم شارع عام پر جرم کا ارتکاب کرنے کی جرات کریں گے اگر انہیں یقین نہیں کہ وہ قانونی کارروائی سے بچ نکلیں گے۔ سزا سے استثنیٰ اور قانونی کارروائی کے نہ ہونے سے جرم اور لاقانونیت کو تقویت ملتی ہے۔ کئی حلقوں کا کہنا تھا کہ دھمکیوں اور اغواء برائے تاوان پر کنٹرول کے لیے پیشگی ادائیگی موبائل سموں کو ختم کرنے کے مطالبے پر توجہ نہیں دی گئی۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اراکین پارلیمان، پولیس اور شہریوں نے لاقانونیت کو روزمرہ زندگی کی ایک حقیقت کے طور پر تسلیم کرلیا ہے۔ دوکانداروں اور تاجروں کا خیال ہے کہ دھونس سے حاصل کردہ رقم محض کاروبار کی توسیع ہے اور وہ اسے کاروبار کے لازمی اخراجات سمجھتے ہیں جو کہ صارف کو منتقل ہو جاتے ہیں۔ شہری گلیوں میں سرزد ہونے والے جرائم کی رپورٹنگ نہیں کرتے جو کہ بڑھتے ہوئے نظر آرہے ہیں اور جو کہ پولیس یا سیاستدانوں کے لیے بھی پریشانی کا سبب نہیں ہیں۔ صاحب حیثیت لوگوں نے اغواء برائے تاوان کے خوف سے اپنے بچے بیرون ممالک بھیج رہے ہیں۔ امن عامہ کی صورتحال کے باعث کئی تاجروں نے اپنے کاروبار بیرون ممالک میں منتقل کردیئے ہیں۔

پیشہ ور ماہرین سمیت شہریوں کے ساتھ کئی نشستوں کے دوران ایچ آرسی پی کے مشن کے ساتھ اس عمومی رائے کا اظہار کیا گیا کہ کراچی کے مسائل کی وجہ یہ ہے کہ شہر میں جمہوریت کے نام پر ذاتی مفادات کے تحفظ پر مبنی نظام فروغ پا رہا ہے۔ انہیں یقین ہے کہ کراچی میں سیاستدان صرف اپنے مفادات کو تحفظ دیتے ہیں اور صرف ان کے تحفظ کے لیے حرکت میں آتے ہیں۔ بالخصوص کراچی اور بالعموم سندھ میں امن وامان کے مسائل اس وقت تک حل نہیں ہوسکتے جب تک مرکزی سیاسی جماعتیں اس مقصد کے لیے اپنے مفاد پرستانہ عزم کا اظہار کرتی رہیں گی۔ ان کا کہنا تھا کہ ان سیاسی جماعتوں نے ابھی تک اپنے تعاون کا طریقہ کار متعین نہیں کیا۔ یہ بھی کہا گیا کہ شہریوں کی انتہائی بنیادی ضروریات کا پورا نہ ہونے کا ایک بڑا سبب مقامی حکومتی نظام کی غیر موجودگی ہے۔ موثر جمہوری نظم ونسق اور موثر، نمائندہ اور جمہوری حکومتی اداروں کا جلد از جلد قیام ان مسائل کو کم کرنے کے لیے ضروری ہے جو کہ کراچی میں کاہلی اور امن عامہ کی صورتحال میں ابتری کا باعث ہیں۔ مرکزی سیاسی قوتوں کے مابین مفاہمت کی کمی نے انتظامیہ کو غیر فعال کردیا ہے جس سے تحفظ سمیت لوگوں کی بنیادی ضروریات متاثر ہوئی ہیں۔ بنیادی ضروریات کی فراہمی کا ریاستی نظام مرکزی شہری علاقوں میں بھی اس حد تک غیر موثر تھا کہ لوگ غیر رسمی ذرائع سے اپنی ضروریات پورا کرنے پر مجبور تھے۔ مشن نے سیاسی عناصر کے کردار یا مقننہ میں کسی ایسی بحث کا مشاہدہ نہیں کیا جس سے امن وامان کی سنگین صورتحال پر سوچ بچار کی عکاسی ہوتی ہو۔ کمیونٹیوں کو قانون کی پیروی کرنے والے شہریوں میں تبدیل کرنے کے لیے مجرمانہ عناصر کو ختم کرنے کے سلسلے میں جو پیش رفتیں ہوئی ہیں ان کی سرپرستی کے لیے کسی قسم کا سیاسی اقدام نہیں کیا گیا۔ شہریوں بالخصوص تاجروں نے لاقانونیت اور تشدد کے خاتمے میں حکام کی دلچسپی پر عدم اطمینان کا اظہار کیا۔ معاشرے کے بعض حلقے اس حد تک مایوس تھے کہ ان کے خیال میں کراچی میں فوج کی تعیناتی ہی صورتحال میں بہتری لاسکتی ہے۔ مگر سیاسی حلقوں میں یہ بے اطمینانی موجود نہیں تھی۔ اس امر پر اتفاق رائے کا اظہار کیا گیا کہ لوگوں کو روزگار کی فراہمی سے امن کی بحالی کی کوششیں بارآور ثابت ہوں گی اور عسکریت پسندوں اور دیگر مجرمانہ گروہوں میں بھرتی ہونے سے انکار کریں گے۔ صوبائی اور وفاقی حکومت کی جانب سے امن وامان کی صورتحال کی ذمہ داری کے معاملے پر تحفظات کا اظہار کیا گیا تھا۔ یہ کہا گیا کہ وفاقی اور صوبائی حکومت کا موقف یکساں نہیں ہے۔ متعدد شہریوں کا خیال تھا کہ اگر وزیر اعظم اور وفاقی وزیر داخلہ صورتحال میں مزید دلچسپی لیں اور چند دن کراچی میں قیام کریں تو تب ہی صورتحال بہتری آئے گی بجائے اس کے کہ وہ آئیں اور اسی دن واپس چلے جائیں۔

مشن کو ایسی متعدد شکایات موصول ہوئیں کہ پولیس کم از کم جونیئر افسران مجرموں کی پشت پناہی کرتے ہیں اور زیادہ تر یہ شکایات موصول ہوئی کہ پولیس جرم اور مجرموں کے خلاف کارروائی کرنے میں ناکام ہے۔ یہ کہا گیا کہ عوام کے احترام اور اعتماد کی خواہشمند پولیس فورس کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے تمام الزامات کی شفاف انداز میں تحقیقات کرے اور نتائج سے لوگوں کو آگاہ کرے۔

پولیس افسران نے شعبہ پولیس کو مثالی شعبہ بنانے پر آمادگی کا اظہار کیا۔ تاہم یہ اس وقت تک ناممکن ہے جب تک نیک نیت پولیس افسران کی آواز کو اہمیت نہیں دی جاتی۔ مدت ملازمت کے تحفظ کی کمی، بسا اوقات تبادلے/تعیناتیاں، تربیت اور آلات سمیت استعداد کے مسائل پولیس کی کارکردگی میں بنیادی رکاوٹیں قرار دیئے گئے۔ لوگوں میں یہ احساس پایا جاتا تھا کہ پولیس کو سیاسی، انتظامی اور عدالتی حلقوں کی جانب سے تنقید کا نشانہ بنایا جاتا ہے مگر ان کی خدمات کو تسلیم نہیں کیا جاتا جو بعض اوقات جان کی قربانی کا خطرہ مول لے کر انجام دی جاتی ہیں۔ جون میں دہشت گردوں کے قبضے سے کراچی ایئرپورٹ چھڑوانے میں پولیس کا کردار ایک مثال کے طور پر پیش کیا گیا۔ ستمبر میں آپریشن کے آغاز سے اب تک کم از کم 125 پولیس اہلکار ٹارگٹ کلنگ کا نشانہ بن چکے ہیں اور اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران مارے گئے ہیں۔ مشن سے ملاقات کرنے والے کئی لوگوں نے رینجرز پر سنگین الزامات عائد کئے۔ ایچ آرسی پی ان تمام شکایات کو متعلقہ حکام کو ارسال کرے گا تاکہ ان کا جلد از جلد ازالہ ہوسکے۔ ایک فورس کے طور پر پولیس اہم شخصیات کی حفاظت کی ذمہ داری تلے دبی ہوئی ہے۔ بعض اوقات کل 26,800 پولیس اہلکاروں میں سے 8,500 کو امن وامان کی ریگولر ذمہ داریوں سے ہٹ کر صرف اہم شخصیات کے تحفظ کی ذمہ داری انجام دینا پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ پولیس اہلکاروں کی مکمل حاضری کے وقت بھی شہریوں کے تحفظ اور امن عامہ برقرار رکھنے کے لیے نفری کم پڑ جاتی ہے۔ پولیس سے شہری کا تناسب 1525:1 تھا۔ پولیس سے انتہائی مسلح دہشت گردی پر قابو پانے کی توقع کی جاتی ہے جبکہ ان کے پاس موثر تربیت، بُلٹ پروف جیکٹوں، گاڑیوں اور زرہ بکتر گاڑیوں کی کمی ہوتی ہے۔ مشن کی قیادت ایچ آرسی پی کی چیئرپرسن زہرا یوسف کررہی تھیں اور اس میں شریک چیئرپرسن کامران عارف، سابق چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر، وائس چیئرپرسنز طاہر حسین خان (بلوچستان)، اسد اقبال بٹ (سندھ) کونسل اراکین حنا جیلانی، غازی صلاح الدین، رونلڈ ڈی سوزا، عظمیٰ نورانی، امرناتھ موٹومل اور اختر بلوچ، سیکرٹری جنرل آئی اے رحمان، سینئر کوآرڈی نیٹرز نجم الدین اور سید شمس الدین شامل تھے۔ انہیں ایچ آرسی پی کے متعدد اراکین اور رضا کاروں کی معاونت حاصل تھی۔

مشن وزیر اعلیٰ سندھ، سربراہ صوبائی پولیس اور ان کے سینئر ساتھیوں، کراچی ایوان تجارت کے قائدین، شہری ترقی کے سینئر ماہرین، سیاسی جماعتوں کے نمائندوں، ٹرانسپورٹرز، صحافیوں، وکلاء، ڈاکٹروں، مزدوروں، اساتذہ اور متاثر خاندانوں سے تعلق رکھنے والے مردوں خواتین کا شکر گزار ہے۔

اہداف کے حصول میں کراچی آپریشن ناکام

سیکرٹری جنرل HRCP کی پریس کانفرنس

انسانی حقوق کی پامالی سے متعلق بڑھتی ہوئی شکایات کی چھان بین کے لئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی کمیٹی کا اجلاس اس نتیجہ کے ساتھ پیر 21 جولائی کو اختتام پذیر ہوا کہ گزشتہ سال ستمبر میں کراچی میں رینجرز کا شروع کیا گیا آپریشن اپنے اہداف حاصل کرنے میں ناکام رہا۔

کمشن نے کراچی میں 17 جولائی سے 20 جولائی تک جاری رہنے والے اجلاس میں کراچی میں امن وامان کی صورتحال کا بھرپور جائزہ لیا۔ اس حوالے سے کمشن نے ذرائع ابلاغ، سول سوسائٹی، سیاسی جماعتوں، اقلیتوں، حکومت اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے علاوہ غیر انسانی سلوک کا نشانہ بننے والے افراد کے خاندانوں کے نمائندوں سے معلومات حاصل کیں۔کمشن کا کہنا تھا کہ ''آپریشن کے مقاصد پورے نہیں کئے جاسکے''۔

کراچی پریس کلب میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے سیکرٹری جنرل آئی۔اے۔رحمٰن نے اخبارنویسوں سے گفتگو کے دوران بتایا کہ قتل کے واقعات کے سوا جرائم میں کوئی قابل ذکر کمی دیکھنے میں نہیں آئی۔ جب یہ آپریشن شروع کیا گیا تھا تو اس کا مقصد شہر میں امن وامان بحال کرنا تھا۔لگتا ہے کہ اس حوالے سے کوئی مناسب منصوبہ بندی نہیں کی گئی۔

ڈی جی رینجرز کا کمیشن کی ٹیم کے ساتھ ملاقات سے انکار

مسٹر رحمان نے اس بارے میں افسوس کا اظہار کیا کہ رینجرز کے ڈائریکٹر جنرل نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم کے ساتھ ملاقات کرنے سے انکار کردیا۔''ہمیں ڈی جی رینجرز کے ساتھ ملاقات کی دعوت دی گئی تھی اور جب ہم مقررہ وقت پر رینجرز ہیڈکوارٹرز پہنچے تو ہمیں مین گیٹ پر بتایا گیا کہ ملاقات منسوخ کردی گئی ہے''۔مسٹر رحمان نے کہا۔

انہوں نے بتایا کہ ''ہمیں رینجرز کے خلاف کافی شکایات موصول ہوئی تھیں اور ہم ان کے بارے میں ڈی جی اور رینجرز کے دوسرے حکام کے ساتھ بات کرنا چاہتے تھے لیکن شاید رینجرز چیف کچھ زیادہ ہی مصروف اور غالباً بہت بڑے اور طاقتور شخصیت ہیں''۔

آپریشن ایڈہاک بنیادوں پر بغیر کسی منصوبہ بندی کے شروع کیا گیا تھا۔اس وقت خیال یہ تھا کہ پولیس لاقانونیت اور خون خرابے کے ذمہ دار عناصر پر قابو نہیں پاسکتی۔اس لئے یہ مشن رینجرز کے سپرد کیا گیا۔''آپریشن کے پورے عرصے کے دوران پولیس کی صلاحیت کو بڑھانے کی طرف کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایڈہاک ازم کی کوئی حد نہ رہی اور اسی سے کام چلایا گیا۔مسٹر رحمان نے مزید کہا کہ پولیس اور رینجرز کے درمیان جو تعلق اور رشتہ قائم ہونا چاہئے تھا وہ نہیں ہو پایا۔ پولیس کراچی میں کوئی آپریشن نہیں کررہی تھی بلکہ وہ تو محض نگرانی کی حد تک مصروف کار تھی۔مسٹر رحمان نے کہا کہ ''بہرحال۔سندھ پولیس کے سربراہ اور ان کی ٹیم

''ہمیں ڈی جی رینجرز کے ساتھ ملاقات کی دعوت دی گئی تھی اور جب ہم مقررہ وقت پر رینجرز ہیڈکوارٹرز پہنچے تو ہمیں مین گیٹ پر بتایا گیا کہ ملاقات منسوخ کردی گئی ہے''

نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو مطلع کیا کہ رینجرز آپریشن کے پچھلے 310 دنوں کے دوران جرائم میں کافی کمی آئی تاہم سٹریٹ کرائمز میں معتدبہ اضافہ ہوا ہے۔مسٹر رحمان نے کہا''لیکن لوگوں کا خیال پولیس کے دعوؤں کے برعکس ہے اور اس پر توجہ دینے کی ضرورت ہے''۔

نظم ونسق کا تعلق رینجرز سے نہیں

مسٹر رحمان نے تجویز کیا کہ رینجرز کا کردار عارضی ہونا چاہئے اور اسے گند صاف کرنے تک محدود رہنا چاہئے اس لئے کہ نظم ونسق پیراملٹری فورس کا کام نہیں ہوتا۔انہوں نے مزید کہا کہ جب پیراملٹری فورس کو حالات پر قابو پانے کے لیے بلایا گیا تو اس وقت کوئی حکمت عملی طے نہیں کی گئی تھی کہ رینجرز کتنا عرصہ شہر کے اندر کارروائیوں میں مصروف رہیں گے اور یہ بات ذہن نشین کرلینی چاہئے کہ اگر ایسی فورس کے قیام کا عرصہ غیر متعینہ رہا تو اس سے اس فورس کا نظم ونسق انتہائی کمزور ہوجائے گا۔ اس دوران دوسرے اداروں کو بھی تو مضبوط نہیں کیا گیا۔کراچی کے لئے 26 ہزار پولیس مین تھے جبکہ ان میں سے آدھے کو وی آئی پی ڈیوٹیوں پر مامور کیا گیا تھا۔

ایچ آر سی پی کی ٹیم،جس نے سندھ کے وزیراعلیٰ سے بھی ملاقات کی،نے کہا کہ آپریشن کے ''حق ملکیت'' پر صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے درمیان اختلافات موجود ہیں۔ٹیم کی طرف سے سامنے آنے والے حقائق کے مطابق دونوں حکومتوں کے خیالات اور سوچ ایک جیسے نہیں ہیں۔ایچ آر سی پی نے تجویز کیا کہ بجائے اس کے کہ وزیراعظم اور وفاقی وزیر داخلہ ''پل بھر'' کے لئے کراچی کا دورہ کریں، وہ کراچی میں کچھ روز قیام کریں،کراچی کے معاملات میں ''مزید دلچسپی'' لیں اور اپنے چندروزہ قیام کے دوران شہر کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کریں۔

تیزی کے ساتھ بڑھتی ہوئی انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا کہنا تھا کہ انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کوئی ایسا آزاد ادارہ موجود نہیں ہے جو لوگوں کی شکایات کا جائزہ لے اور متعلقہ حکام سے باز پرس کرے۔آپریشن کی آزادانہ نگرانی موجود نہیں ہے اور اس حوالے سے وہ کمشن قائم نہیں کیا گیا جس کا وعدہ کیا گیا تھا۔اس کے علاوہ جو تدارک کمیٹی قائم کی گئی تھی اس کی ساکھ بہتر نہیں ہے۔اس کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو تسلسل کے ساتھ جو شکایات موصول ہورہی ہیں ان میں سے کسی بھی شکایت کنندہ نے اس کمیٹی سے رابطہ تک نہیں کیا۔کمیشن کے مطابق یہ اس آپریشن کا سبب ہے کہ متعلقہ محکموں یا اداروں تک براہ راست شکایات پہنچانے میں ناکامی ہوئی ہے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم سے جن ستر خاندانوں نے ملاقاتیں کی ہیں، انہوں نے ٹیم کو بتایا کہ باوجود اس حقیقت کے کہ ان کے پیاروں کو قانون نافذ کرنے والے اداروں نے اٹھایا تھا، اب تک غائب ہیں اور بازیاب نہیں ہوپائے ہیں۔مسٹر رحمان نے کہا۔مسٹر رحمان کے مطابق ان لوگوں کا کہنا تھا کہ غائب افراد میں سے کچھ کو پولیس سٹیشنوں میں لے جایا گیا اور کچھ کو رینجرز کی گاڑیوں میں لے جاکر غائب کردیا گیا۔جبکہ ان میں سے چند لوگوں کے موبائل فونوں سے سکیورٹی ایجنسی کے اہلکاروں نے فون کئے تھے۔ستم کا نشانہ بننے والوں کے دکھوں کا مداوا کرنے اور سرکاری اہلکاروں کے خلاف مناسب اقدام کرنے کا مطالبہ کرتے ہوئے ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل نے کہا کہ کوئی بھی مہذب حکومت تکلیف کا سامنا کرنے والے لوگوں کے دکھوں کو نظر انداز نہیں

کرسکتی اورلوگ بھی وہ جو اپنی کسی غلطی یا جرم کے باعث اس عذاب میں مبتلانہیں ہوتے۔

لوٹ مار سے متعلق جرائم میں اضافہ

ایچ آر سی پی کی ٹیم، جس نے بزنس کمیونٹی کے رہنماؤں سے بھی ملاقات کی، نے کہا کہ لوٹ مار اور رقم کی جبری وصولی یا بھتہ خوری کی صورتحال کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ شہر کی صرف ایک مارکیٹ تحفظ حاصل کرنے کے لئے روزانہ ایک کروڑ روپے ادا کرتی ہے۔ 1995ء کے مقابلے میں یہ رقم کئی سو گنا زیادہ ہے۔ٹیم کے مطابق 1995ء میں انسانی حقوق کے اس ادارے کو بتایا گیا کہ پورے شہر کراچی سے 80لاکھ روپے روزانہ وصول کیا جاتا تھا۔ایچ آر سی پی نے افسوس کا اظہار کیا کہ دکاندار اور کاروباری حضرات حفاظتی رقم کی ادائیگی کو اپنے کاروباری اخراجات سمجھتے ہیں اس لئے کہ وہ یہ رقم بیچی جانے والی اشیاء کی قیمت میں شامل کرکے صارف سے وصول کرتے ہیں۔مسٹر رحمان نے بتایا کہ شہر کے کسی بھی علاقے میں جس سیاسی جماعت یا گروہ نے اپنا اثر ونفوذ قائم کیا، وہ بھتہ خوری کی تجارت میں پوری طرح ملوث ہیں۔

سیاسی جماعتوں نے کراچی کوترک کردیا

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کی ٹیم نے پاکستان پیپلز پارٹی، متحدہ قومی موومنٹ، عوامی نیشنل پارٹی، جماعت اسلامی اوردوسری سیاسی جماعتوں سے بھی ملاقاتیں کیں اور ان سے ہونے والی گفتگوؤں سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سیاسی جماعتوں نے کراچی کوترک کردیا ہے اسی لیے کہ وہ شہر کی صورتحال میں بہتری کے خواہشمند نظر نہیں آتے۔مسٹر رحمان نے کہا کہ تمام سیاسی جماعتوں نے جاری آپریشن پر عدم اعتماد کا اظہار کیا اورانہوں نے اس معاملے پر خاموش رہنا مناسب سمجھا۔انسانی حقوق کی اس تنظیم کو یقین ہے کہ کراچی میں جاری لاقانونیت، ریاستی اداروں کی تباہی اور شہریوں کی ختم نہ ہونے والی تکالیف، انتہائی پیچیدہ سیاسی

> ان سے ہونے والی گفتگوؤں سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ سیاسی جماعتوں نے کراچی کوترک کردیا ہے شاید اسی لیے کہ وہ شہر کی صورتحال میں بہتری کے خواہشمند نظر نہیں آتے۔

بحران کی علامات ہیں۔اوراس بحران سے اس وقت تک باہر نکلنا ممکن نہیں جب تک سندھ کی دونوں بڑی سیاسی جماعتیں اپنے درمیان نمائشی کی بجائے حقیقی تعاون پیدا نہیں کرتیں اورلوگوں کے گڈگورننس کے حق کا احترام نہیں کرتیں۔ اس میں موثر اور ذمہ دار مقامی حکومت کے ادارے شامل ہیں۔

ایچ آر سی پی کو یقین ہے کہ موثر مقامی حکومتی نظام کی عدم موجودگی نے شہر کے مسائل میں بے پناہ اضافہ کیا ہے۔کمیشن نے یہ اظہار بھی کیا کہ کراچی میں جمہوریت کو سخت آزمائش کا سامنا ہے اور سیاسی جماعتوں کے بارے میں عوامی رائے یہ ہے کہ سیاسی جماعتیں خودغرض ہیں، انہیں عوام کی نہیں اپنی بہتری سے غرض ہے۔جبری گمشدگی، اورحراست کے دوران ہونے والے تشدد، اموات اورغریبوں کے معاشی استحصال کے خاتمے سے ان سیاسی جماعتوں کو کوئی تعلق محسوس نہیں ہوتا۔اس کے نتیجے میں لاچارگی اور مایوسی کا احساس یہاں کے شہریوں کو جمہوریت اور سیاست سے دور، بہت دور لے جارہاہے۔

’’بہت سے لوگ مطلق العنانیت کی واپسی کی باتیں کرتے ہیں لیکن وہ ان واضح اشاروں کونظرانداز کردیتے ہیں کہ اگراب ایسا ہوا تو یہ ریاست کے اعلیٰ ترین مفاد کے لئے تباہ کن ثابت ہوگا۔ایچ آر سی پی کے ترجمان نے کہا۔ ترجمان نے کہا کہ اگرامن عامہ کی صورتحال تب تک بہتر نہیں ہوگی جب تک تمام مجرموں کے خلاف بلا استثناء اقدام نہیں کیا جاتا۔کمیشن کی ٹیم جن لوگوں سے ملی، وہ لوگ حکومتی اعلانات اورحکومتی اقدامات میں موجود فاصلے سے خوش نہیں ہیں‘‘۔

’’یہاں جرائم پیشہ گروہ ہیں جن کی حمایت سیاسی جماعتیں کرتی ہیں۔ یہاں پرطالبان اورفرقہ پرست عسکریت پسند گروہ ہیں، یہاں گروہی جنگیں اور منظّم جرائم پیشہ موجود ہیں‘‘۔ایچ آر سی پی کے سیکرٹری جنرل نے کہا۔

حقائق جانچنے والے مشن کی قیادت ایچ آر سی پی کی چیئرپرسن زہرہ یوسف کررہی تھیں جبکہ وفد میں شریک چیئرپرسن کامران عارف، سابقہ چیئرپرسن عاصمہ جہانگیر، وائس چیئرپرسن طاہر حسین خان اور اسد اقبال بٹ، بورڈ کے ارکان حنا جیلانی، غازی صلاح الدین، رولینڈ ڈی سوزا، عظمیٰ نورانی، امرناتھ موٹوکل، اختر بلوچ اورسیکرٹری جنرل آئی اے رحمٰن اور سینئرکوآرڈینیٹر نجم الدین اورسید شمس الدین شامل تھے۔

(رپورٹ امتیاز علی روزنامہ ڈان)

جہدحق پڑھنے والے توجہ کریں

- آپ نے اس شمارہ کا مطالعہ کیا جو خامیاں / کمزوریاں آپ کونظر آئی ہوں۔ان کی نشاندہی خط کے ذریعے سے کیجئے۔
- آپ بھی اپنے علاقے میں ہونے والی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی رپورٹ/اطلاع ہمیں اس رسالہ میں چھپنے والا رپورٹ فارم پُرکرکے بذریعہ ڈاک روانہ کرسکتے ہیں۔حقائق اچھی طرح سے تصدیق کرکے لکھیں۔
- ہرشمارہ کی قیمت مبلغ =/5روپیہ ہے
- سالانہ خریداروں کے لیے =/50روپیہ ایسے خریدار پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (Human Rights Commission of Pakistan) کے نام صرف =/Rs.50 کا منی آرڈر یا ڈرافٹ (چیک قبول نہیں کیا جائے گا) ہمارے ہیڈآفس کے پتہ پرروانہ کریں۔ پتہ یہ ہے:

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق

’’ایوان جمہور‘‘ 107 - ٹیپوبلاک،

نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور

HRCP کارکن متوجہ ہوں

’’جہدحق‘‘ کے لیے رپورٹ فارم کے مطابق کوائف پر مبنی رپورٹیں، خبریں، تصاویر اورانسانی حقوق کی خلاف ورزیوں سے متعلق دیگر مواد مہینے کے تیسرے ہفتہ تک پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے مرکزی دفتر میں پہنچ جانا چاہیے تاکہ یہ اگلے شمارے میں شائع کیا جاسکے۔

جہدحق کا تازہ شمارہ اورپچھلے شمارے اب ویب سائٹ پربھی موجود ہیں۔ پتہ:

www.hrcp-web.org

فہم وفراست کا افلاس

آئی۔اے۔رحمٰن

حقیقی مسائل کونظرانداز کیا جاتا ہے لیکن نعروں کے ذریعے لوگوں کو گمراہ کرنے پر بہت زیادہ قوت استعمال کی جاتی ہے

ملک کی موجودہ سیاسی صورتحال سے ظاہر ہوتا ہے کہ حقیقی مسائل کے بارے میں جانکاری کا نہ ہونا، پاکستان کو پہلے سے درپیش کثیر الجہتی بحران کو مزید گمبھیر کردے گا۔

قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن کو جن چیلنجوں کا سامنا ہے، ان پر رسمی سا دھیان دیا جارہا ہے۔اگرچہ بے گھر ہونے والے خاندانوں کو بھرپور طریقے سے امداد مہیا کرنے کی باتیں تو بہت ہورہی ہیں لیکن جو اطلاعات آرہی ہیں وہ خوشگوار نہیں ہیں۔ان اطلاعات کے مطابق امدادی کارروائیاں نہ تو دلجمعی کے ساتھ کی جارہی ہیں اور نہ ہی یہ کافی ہیں۔کوئی بھی شخص یقین سے نہیں بتا سکتا کہ آپریشن کیسا چل رہا ہے۔عسکریت پسندوں کے بارے میں بہت کم بات کی جاتی ہے جو یا تو سرحد عبور کرکے افغانستان جا چکے ہیں یا پھر وہ پاکستان ہی میں کسی اور جگہ کو اپنی پناہ گاہ بنا چکے ہیں۔اور پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اس بات کی ضمانت نہیں دی جارہی کہ کہیں ہم قتل ہونے والے عسکریت پسندوں کی تعداد سے زیادہ نئے عسکریت پسند تو پیدا نہیں کررہے۔

ہمارے ہاں اس وقت ہیجان خیز اور ترقی کی خودساختہ ترجیحات پر کوئی بحث مباحثہ نہیں ہورہا۔ ملک کے ماہرین اقتصادیات لاہور۔کراچی موٹروے کی تعمیر جیسی مہم جوئی کا جواز تلاش کرنے یا اس کے قابل عمل ہونے کی نوید سنانے کی اپنی صلاحیتوں سے محروم ہوئے لگتے ہیں۔آخر اس کی ضرورت کیا ہے جبکہ ایک معمولی سرمایہ کاری کے ذریعے، تسلسل کے ساتھ تباہ کی جانے والی ریلوے کو بحال کیا جاسکتا تھا۔ریلوے کی بحالی اس لئے بھی ضروری ہے کہ ملک کو سڑکوں کی نسبت ریلوے کی زیادہ ضرورت ہے اس لئے کہ سڑکوں پر تو بھاری اور مہنگی گاڑیاں چلتی ہیں جن میں انتہائی مہنگا پٹرول استعمال ہوتا ہے۔

اب جبکہ حقیقی مسائل کو نظرانداز کیا جارہا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ عام لوگوں کو محض نعرے بازی کے ذریعے ذہنی خلجان کا شکار کرنے کے لئے بہت زیادہ انرجی استعمال کی جارہی ہے۔

اس وقت تو مقابلہ یہ ہورہا ہے کہ انقلاب کے تصور کو بازاری پن کون زیادہ دے سکتا ہے۔نئے نئے انقلاب زدہ اپنے مقاصد کی توضیح کیوں نہیں کرتے؟ کیا بے زمین کسان کبھی زمینوں کے مالک بن سکیں گے؟ کیا جبری مشقت کرنے والے ہاریوں کو زمین دے دی جائے گی تاکہ وہ آزادی کے ساتھ اپنی مہارت کا اظہار کرسکیں؟ کیا مزدوروں کو اُن کے حقوق ملنے شروع ہوجائیں گے؟ کیا پدرسری نظام کو دفنا دیا اور صنفی انصاف کو قائم کیا جائے گا؟ کیا غیر مسلم پاکستانی مکمل شہری کا درجہ حاصل کرپائیں گے؟ کیا عام لوگ پیروں، جاگیرداروں اور خون کے پیاسوں، نام نہاد مذہبی شارکوں سے نجات حاصل کرپائیں گے؟ کیا آج کے انقلاب کے ٹھیکیدار اس حقیقت کو جانتے ہیں کہ صحیح انقلابی تبدیلی کا سب سے پہلا شکار یہ طفیلیے خود ہوں گے؟

بہت شور مچایا جاتا ہے کہ آئین تو لوگوں کو جو ضمانتیں مہیا کرتا ہے، وہ انہیں میسر کی جائیں گی لیکن یہ 'انقلابی' اس حقیقت سے منہ موڑ لیتے ہیں کہ آئین غریب لوگوں کے حقوق کے بارے میں کوئی بھی بات نہیں کرتا۔ ہر قسم کے استحصال کے خاتمے سے متعلق آئین کے آرٹیکل 3 کے بارے میں کوئی بات نہیں کرتا۔ یہ آرٹیکل محض بنیادی اصول کا حوالہ دیتا ہے جو کہتا ہے کہ ''ہر شخص کی اہلیت کے مطابق کام اور کام کی (نوعیت) کے مطابق معاوضہ''۔

ہوسکتا ہے کہ بالتصریح یہ شق غریب پرور ہو لیکن یہ کسی غریب آدمی کی آزادی کے اس حق کو تسلیم نہیں کرتی جس سے وہ استحصال

> اس وقت تو مقابلہ یہ ہورہا ہے کہ انقلاب کے تصور کو بازاری پن کون زیادہ دے سکتا ہے۔ نئے نئے انقلاب زدہ اپنے مقاصد کی توضیح کیوں نہیں کرتے؟

اور غربت سے نجات حاصل کرسکے۔صرف ایک شق ہے جو غریب کو کچھ دیتی ہے اور وہ ہے ''پالیسی کے اصول'' والے باب کا آرٹیکل 38۔اور اگر کوئی سیاستدان اس آرٹیکل میں حوالے کے طور پر دیئے گئے حقوق غریبوں کو دینے کی بات کرے تو اسے کرنے دیجئے کیونکہ اس آرٹیکل میں دیئے گئے حقوق میں شامل ہیں، محنت کرنے کا حق، سوشل سکیورٹی اور ناتواں، بیمار اور بیروزگار افراد کے لئے کام اور سوشل سکیورٹی کا انتظام۔انہیں ایسا کہنے دیجئے۔

اگر تو حکمرانوں کو ان کے جمہوری فرائض کی یاد دہانی کرانا مقصود ہو، تو پھر تخیلاتی جمہوریت کو پٹڑی سے اتارنے کی دھمکی دینے میں کوئی حرج نہیں لیکن ان نعروں کا استعمال اگر ایسی ضمانت کے بغیر کیا گیا کہ آنے والے جانشین زیادہ موثر جمہوریت پسند ہوں گے، تو پھر اس پر سخت گرفت ہوگی۔اس کی وجہ یہ ہے کہ جمہوریت کا واحد متبادل ریاست پر بالواسطہ یا بلاواسطہ فوجی کنٹرول ہی ہوگا۔ اس لیے تبدیلی کا شور مچانے اور عوام کے حقوق کے اپنے تئیں علمبردار لوگوں کے لئے قابل قبول نہیں ہوں گے۔

بہت سے سیاستدان جنرل ہیڈکوارٹرز کے ساتھ پیار محبت کی پینگیں بڑھانے کی کوشش کررہے ہیں۔اور وہ بھی بڑی بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ۔وہ بھی میثاق جمہوریت پر دستخط کرنے کے صرف سات سال بعد۔ میثاق جمہوریت سیاسی مخالفوں پر مسلح افواج کو فوقیت دینے پر پابندی عائد کرتا ہے۔مشرف کو محفوظ راستہ دینے کے لیے معاملہ کرنے جیسا انکشاف ایسی مہمل اور احمقانہ حرکت ہے جس کی مثال نہیں ملتی۔

الیکشن کمیشن وہ من بھاتا بیگ ہے جس پر جتنی چاہیں مکہ بازی کرتے رہیں۔آزاد الیکشن اتھارٹی کے مطالبہ میں کوئی نقص یا بُرائی نہیں ہے لیکن جو لوگ یہ مطالبہ کرتے ہیں انہیں چاہئے کہ وہ وضاحت کے ساتھ بتائیں کہ وہ چاہتے کیا ہیں۔بہرحال ایک مثالی الیکشن بھی کلی طور پر نمائندہ حکومت کی ضمانت نہیں دے سکتا۔ان مطالبات کے تسلیم ہونے کا ایک مطلب تو جاگیرداروں، مذہبی ملاؤں اور امیر آجروں کے چنگل سے آزادی ہوگا تو دوسری طرف اس کا مطلب غیر مسلم شہریوں کی امتیازی سلوک سے نجات اور خواتین کی تمام پابندیوں سے نجات ہوگا۔ سیاسی تلوار بازوں کو جمہوری گورننس کے ان ناگزیر لوازمات کے حصول کے لئے منصوبے پیش کرنے چاہئیں۔ جہاں تک انتخابات میں دھاندلی کے خلاف شور شرابے کا تعلق ہے تو یہ کہنا ضروری ہے کہ دھاندلی کا عمل انتہائی قابل مذمت ہے لیکن یہ کرپشن کی بہت سی شکلوں میں سے ایک شکل ہے جسے روایت کے طور پر تسلیم کرلیا گیا ہے۔ تمام سیاسی گروہ، جہاں ان کے لئے ممکن ہوسکتا ہے، انتخابی بے ضابطگیاں کرتے ہیں۔عوامی نکتہ نظر سے دھاندلی برسراقتدار طبقوں کے بگڑے ہوئے لوگوں کے درمیان ایک مسئلہ ہوتا ہے۔ دونوں اطراف میں سے کوئی بھی عوام کا حقیقی نمائندہ نہیں ہوسکتا۔

جمہوری نظام ووٹ کے ہیر پھیر کے ساتھ ساتھ اور بھی بہت کچھ مانگتا ہے۔مثال کے طور پر یہ نظام عقیدے، صنف یا سماجی رتبے کے قطع نظر ووٹروں کی سماجی، اقتصادی مساوات کا مطالبہ کرتا ہے۔یہ نظام انتخابات میں اٹھنے والے اخراجات میں کمی مانگتا ہے تاکہ مالی لحاظ سے نسبتاً کمزور لوگ بھی انتخابات میں حصہ لے سکیں۔ہمیں اس بات پر بھی دھیان دینا ہوگا کہ وہ جو منتخب ہوئے ہیں وہ پاکستانی سماج کے شراکتی مظہر کی عکاسی کرسکیں۔مختصر یہ کہ ہماری سیاست میں موجود بہت سی خامیوں کا جواب نعرہ بازی یا مظاہروں میں نہیں ہے۔ پہلے تبدیلی کے مفصل ایجنڈے تیار کیجئے اس کے بعد مظاہروں کی بات کریں۔لوگوں نے گشتی سازندوں کو کافی سن لیا ہے۔ وہ جو عوام کی قیادت کرنے کے خواہشمند ہیں، انہیں لوگوں کے سامنے ثابت کرنا ہوگا کہ کیا غلط ہے، وہ اس کے بارے میں اچھی طرح جانتے ہیں اور یہ بھی جانتے ہیں کہ اسے کیسے صحیح کیا جاسکتا ہے۔

لگتا ہے کہ حکمران بجلی کی بندش اور لوڈشیڈنگ سے عوام کو پہنچنے والی تکلیف کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔اس لئے ہسپتالوں کو چھوڑ کر باقی تمام جگہوں پر لوڈشیڈنگ سے ملنے والی استثناء کو ختم کیا جائے۔ صدارتی محل، پرائم منسٹر ہاؤس، وزراء اور اعلیٰ سرکاری افسروں کے بنگلوں اور بجلی کے شعبہ سے متعلق افسران کے رہائشی علاقوں کی گلیوں میں بھی معمول کے مطابق بجلی کی لوڈشیڈنگ ہونی چاہئے۔ لوڈشیڈنگ کا یہ عرصہ بیچارے بے دقعت لوگوں کے لئے مقررہ وقت سے بھلے کم ہی ہو لیکن ہونا ضرور چاہئے۔لوڈشیڈنگ کے دوران ریاست کے خرچے پر نجی جنریٹر چلانے پر سخت بندش ہونی چاہئے۔ حکمرانوں کو ملنے والی سہولتوں اور مراعات کے معاوضہ کے طور پر اپنا کچھ پسینہ ضرور بہانا چاہئے۔یہ وی آئی پی کلچر کو ختم کرانے پر آمادہ لوگوں کے لئے بہترین مہم ہوگی۔

(بشکریہ روزنامہ ڈان)

احمدیوں کے لئے گنجائش نہیں ہے

ناصر جمال

دو پولیس اہلکار عرفات کالونی، ریس کورس روڈ گوجرانوالہ کی ایک تنگ گلی میں واقع بوٹا کے گھر کی جلی ہوئی باقیات کی حفاظت کے لیے کھڑے تھے۔انہیں وہاں راکھ کی حفاظت کے لیے پیر کو تعینات کیا گیا تھا۔مزید سکیورٹی کے لیے پولیس نے گھر کو تالہ لگا دیا تھا جس میں 'نامعلوم' شرپسندوں کے خلاف شہادت موجود تھی جنہوں نے اس گھر کو اتوار کی رات کو آگ لگا کر جلایا تھا۔ یہ حملہ ایک 18 سالہ احمدی لڑکے کی جانب سے مبینہ طور پر فیس بک 'تضحیک' مذہب پر مبنی مواد چسپاں کرنے کی وجہ سے ہمسائیگی میں پھوٹنے والے تشدد کا حصہ تھا۔

گوجرانوالہ میں جماعت احمدیہ کے رہنماؤں کا کہنا ہے کہ جب تین ہزار افراد پر مشتمل ہجوم نے ان کی کمیونٹی کے گھروں پر دھاوا بولا اور جلایا تو پولیس حرکت میں نہیں آئی تھی۔ جماعت کے رہنما منور احمد ناصر نے کہا، ''پولیس وہاں موجود تھی۔ انہوں نے حملہ آوروں کو روکنے کے لیے کچھ بھی نہ کیا۔ پولیس نے انہیں اپنا کام کرنے دیا۔ ہمارے گھروں کو لوٹا گیا اور جلایا گیا، ہمارے لوگوں کو گالیاں دی گئیں۔تشدد کیا گیا اور قتل کیا گیا''۔ان کے خیال میں یہ حملے 1974ء سے لے کر اب تک شہر میں احمدی مخالف حملوں میں سب سے بدترین تھے۔ان کا مزید کہنا تھا ''ہجوم کو کنٹرول کرنے کی بجائے، پولیس نے فائر بریگیڈ اور ایمبولینسوں کو واپس بھیج دیا''۔ بوٹا اس آگ میں اپنے گھر اور املاک سے زیادہ بڑے نقصان سے دوچار ہوا تھا: اس کی والدہ اور دو بیٹیاں دم گھٹنے کے باعث ہلاک ہوگئیں جبکہ بہن اسقاط حمل کا شکار ہوئی۔ دو پولیس اہلکاروں میں سے ایک کا کہنا تھا ''یہ انتہائی افسوسناک بات ہے کہ خاتون اور اس کی پوتیاں حملے میں اپنی زندگی سے محروم ہوگئیں۔ یہ (فیس بک کا اشتہار) ان کا قصور نہیں تھا؛ انہیں کسی اور کے گناہ کی سزا دی گئی تھی''۔ بوٹے کا گھر حملہ آوروں کی طرف سے جلائے جانے والے پانچ گھروں میں شامل تھا جو اس وقت اکٹھا ہونا شروع ہوئے جب یہ افواہ پھیلی کہ ایک 18 سالہ مشتبہ شخص نے فیس بک پر تضحیک مذہب پر مبنی تصویر چسپاں کی ہے۔

افطار کے فوراً بعد شروع ہونے والے حملوں میں علاقہ میں دیگر کئی احمدیوں کے گھروں اور دکانوں کو توڑا پھوڑا گیا اور لوٹا گیا۔

جماعت احمدیہ کے ایک نوجوان رہنما نے الزام عائد کیا کہ ''پیپلز کالونی پولیس اسٹیشن انچارج ملک اصغر کی قیادت میں ایک پولیس ٹیم 9 بجے وہاں پہنچی۔حملہ آوروں کو کنٹرول کرنے کی بجائے جو کہ شروع میں تعداد میں کم تھے، ایس ایچ او نے مشتبہ فرد کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی پیشکش کر کے ان کا غصہ ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی۔ اس کی پیشکش خون کے پیاسے شکاریوں کو مطمئن نہ کر سکی اور ایک مذہبی جماعت کے اراکین بھی ان میں شامل ہوگئے چنانچہ ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا''۔

ایک جوائنٹ انویسٹی گیشن ٹیم (جے آئی ٹی) بوٹا کے گھر سے تھوڑی دور مرکزی شاہراہ پر ایک گلی میں اسلم نامی شخص کے جلے ہوئے گھر کی ویڈیو بنا رہی تھی اور شہادت اکٹھا کر رہی تھی۔ جے آئی ٹی کے سربراہ نعیم کوثر نے یک لخت کہا، ''ہم اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ابھی تک ہمیں ایف آئی آر میں نامزد ملزمان (بوٹا نے حملہ آوروں کے خلاف درج کروائی تھی) کے خلاف کوئی شہادت یا بیان حاصل نہیں ہوا''۔

علاقہ میں رہائش پذیر تمام 28 احمدی گھرانے حملے کے وقت سے ہی اپنے گھر چھوڑ کر محفوظ مقامات پر منتقل ہو چکے ہیں۔ صرف انہوں نے ہی اپنے گھر نہیں چھوڑے۔ 18 سالہ صدام حسین جس نے اپنے دوست پر فیس بک پر تضحیک مذہب کی تصویر آویزاں کرنے کا الزام عائد کیا تھا، بھی اس کے ہمسایوں کے بقول ایک خاندان کی شادی میں شرکت کرنے سندھ چلا گیا ہے۔ایک نزدیکی مسجد کے امام مسجد محمد حاکم جس نے احمدیوں کے بقول ان کے گھروں پر حملوں کے لیے لوگوں کو اشتعال دلایا تھا، اپنے خاندان کے ساتھ 'عید منانے' کے لیے واپس گاؤں لوٹ آئے ہیں۔اس کے گھر کے بالکل بالمقابل ہومیو پیتھک کلینک کے ڈاکٹر اصغر فاروقی نے کہا، ''یہ انتہائی افسوسناک وقوعہ تھا۔ ہجوم کنٹرول سے باہر تھا۔ایسا ظاہر ہوتا تھا کہ پولیس مداخلت کرنے پر آمادہ نہیں تھی۔ میں نے انہیں بتایا کہ میں مسلمان ہوں اور اس عمارت کا مالک ہوں تو تب ہی انہوں نے میرے کلینک کو چھوڑا''۔کالونی کے بازار میں، نوجوانوں کے ایک گروپ نے جن کی عمریں بیس برس کے قریب تھیں، نے دھمکی دی کہ اگر بوٹا کی جانب سے درج کروائی گئی ایف آئی آر میں نامزد کسی مسلمان کو گرفتار کیا گیا تو وہ پہلے سے زیادہ سخت ''ردعمل'' کا مظاہرہ کریں گے۔ملک سہیل نے کہا' ''تضحیک مذہب کے مشتبہ ملزم نے صدام کو گالیاں دیں اور جب صدام نے فیس بک کے اشتہار کے حوالے سے اس سے تلخ کلامی کی تو اس نے صدام کو کہا کہ 'جو کچھ وہ کر سکتا ہے کر لے'۔ اس نے اپنے کزن کے گھر کی چھت سے صدام اور دیگر لوگوں پر فائرنگ بھی کی جس کے نتیجے میں پیش امام حاکم کا کمسن بیٹا زکریا زخمی ہوگیا۔اس طرح کی کارروائی کے بعد وہ کس قسم کے سلوک کی توقع کرتے ہیں''؟

تاہم ایک دوسرے فرد لطیف منہاس نے دعویٰ کیا کہ ''فسادی ان کے علاقے سے تعلق نہیں رکھتے تھے۔وہ باہر کے علاقے سے آئے تھے۔'' میں ان میں سے کسی کو بھی نہیں پہنچانتا تھا۔حتیٰ کہ ہم، ہمسایوں نے ان خواتین اور بچوں کو بچایا جنہوں نے اپنے گھروں کو آگ لگنے کے بعد خود کو اندر بند کر لیا تھا''، اس نے اپنے کان دکھاتے ہوئے کہا جو اس کوشش کے دوران جل گئے تھے۔کہا جاتا ہے کہ سینئر پولیس افسران اس وقت موقع پر پہنچ تھے جب صورتحال کنٹرول سے باہر ہو چکی تھی۔ ایک عمر رسیدہ احمدی رہنما چوہدری امین نے کہا'' پولیس مقامی امن کمیٹی کے چیئرمین قاری زاہد سلیم کو بھی لائی تھی۔ مگر صورتحال کو ٹھنڈا کرنے کی بجائے اس نے احمدیوں کے خلاف بلوائی حملے کی تائید کی اور کمیونٹی کو سزا دینے پر حملہ آوروں کی تعریف کی۔ علاقے سے تعلق رکھنے والے وفاقی وزیر خرم دستگیر خان صبح کے تقریباً تین بجے پہنچے جب ہمارے گھر جل چکے تھے، ہمارے بچے قتل ہو چکے تھے اور ہجوم منتشر ہو چکا تھا۔ وزیر اعلیٰ شہباز شریف یا حکمران جماعت کے کسی سیاسی رہنما کی طرف سے ایک بھی مذمتی لفظ سامنے نہیں آیا۔شاید وہ ملک کی سب سے ستم زدہ کمیونٹی کے ساتھ کھڑا ہونے سے خوفزدہ ہیں۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

''پہلے اپنے گھر کی خبر لو''

بینا شاہ

پاکستانی عوام فطرتاً ہمدرد لوگ ہیں جو غریبوں، مظلوموں اور دنیا بھر میں ہونے والی زیادتیوں کے شکار ہونے والے لوگوں کے ساتھ ہمدردانہ رویہ رکھتے ہیں۔

ان دنوں عام شہری شمالی وزیرستان سے بے دخل ہونے والے افراد کے لئے امدادی کارروائیوں مں مصروف ہیں۔ فوج عطیات جمع کر رہی ہے، نوجوان امدادی اشیاء اور کپڑے اکٹھے کر رہے ہیں اور عید کی آمد کے ساتھ بچوں کے لیے تحائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں جن میں کھلونے اور کتابیں شامل ہیں۔

2005ء میں کشمیر میں آنے والے زلزلے کی طرح پاکستان کے عوام ان لوگوں کی مدد کے لیے خاصے پرجوش دکھائی دیتے ہیں جو ان واقعات کی وجہ سے اپنے گھروں اور مال مویشی سے محروم ہو چکے ہیں جن پر ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔ ہماری یہ خوبی لائق تحسین ہے کہ ہم دوسروں کی مدد کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں، دوسروں کو آرام مہیا کرنے کی خواہش رکھتے ہیں اور ان لوگوں کے ساتھ اپنی یکجہتی کا واضح اظہار کرتے ہیں جنہیں اس ناموافق دنیا میں ساتھ نبھانے والوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ اسرائیل کے غزہ کے محاصرے کے بعد سے لے کر اب تک جس شدید غم وغصے کا اظہار کیا گیا اس سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے۔ اس جنگ کے آغاز سے عوامی مظاہروں، لیڈروں اور مذہبی شخصیات کی جانب سے احتجاجی جلسوں وجلوسوں کا سلسلہ جاری ہے جبکہ سوشل میڈیا کے استعمال کرنے والے غزہ میں جاری مظالم کے بارے میں تصاویر اور مضامین جاری کرتے رہے ہیں۔

پاکستانی عوام دنیا کی توجہ فلسطین کے لوگوں کے مصائب کی جانب دلانے میں اپنا کردار ادا کرنے میں اطمینان محسوس کرتے ہیں، ایک ایسا مقصد جو گزشتہ کئی دہائیوں سے ان کے لیے نہایت اہمیت کا حامل رہا ہے لیکن جب پاکستان میں مختلف مسالک سے تعلق رکھنے والے افراد کو ان کے مسلک کی بنیاد پر نقصان پہنچایا جاتا ہے یا انہیں قتل کیا جاتا ہے تو ایسا غم وغصہ کہیں دکھائی نہیں دیتا۔ شیعوں کو قتل کیا جاتا ہے، احمدیوں کو بموں سے اڑا دیا جاتا ہے، ہزارہ افراد کو مار دیا جاتا ہے، مسیحیوں کے دیہات نذر آتش کر دیے جاتے ہیں، ہندو خواتین کو اغواء کے بعد جبری طور پر مذہب تبدیل کرنے اور شادی پر مجبور کیا جاتا ہے۔ ان تمام واقعات پر پاکستانی عوام کی جانب سے عام طور پر کسی قسم کے ردعمل کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ اقلیتوں کے ساتھ ہونے والے نارواسلوک پر نہ کوئی بڑے پیمانے پر ہونے والے احتجاجی مظاہرے ہوتے ہیں اور نہ ہی سیاسی اور مذہبی رہنماؤں کی جانب سے کوئی مذمتی بیان سامنے آتا ہے حد تو یہ ہے کہ فیس بک اور ٹویٹر پر بھی کوئی چیخ و پکار اور ان کے ساتھ اظہار یکجہتی نہیں کیا جاتا۔

ہمارے ہاں ایک روش سرائیت کرتی جا رہی ہے جسے میرے ایک دوست نے ''مگر اس بارے میں کیا خیال ہے'' کا نام دیا ہے جو کچھ یوں ہے:

الف۔ نائجیریا میں بوکوحرم جو کچھ کر رہی ہے وہ انتہائی ہولناک ہے۔

ب۔ ہاں، مگر غزہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟

الف۔ عراق اور شام میں آئی ایس آئی ایس جو کچھ کر رہی ہے وہ نہایت خوفناک ہے۔

ب۔ ہاں، لیکن میانمیر کے روہنگیا مسلمانوں کے بارے میں کیا خیال ہے؟

''مگر اس کے بارے میں کیا خیال ہے'' اصل نکتے سے توجہ ہٹانے کا نہایت آسان طریقہ ہے تاکہ ان تنازعات کے بارے میں سوچنے سے گریز کیا جا سکے جہاں غنڈے کسی حد تک آپ جیسے ہیں اور معصوم لوگ آپ سے مختلف ہیں۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ کے گھر کے قریب کوئی زیادتی ہو اور آپ کمبل اوڑھ لیں۔ اگر آپ دور دراز کے فاصلے پر واقع اسرائیل پر تنقید کر سکتے ہیں تو پھر اپنے گھر میں ہم نے اقلیتوں کے ساتھ جو سلوک روا رکھا ہے یہ آپ کیوں نظر انداز کرتے ہیں۔

> 2005ء میں کشمیر میں آنے والے زلزلے کی طرح پاکستان کے عوام ان لوگوں کی مدد کے لیے خاصے پرجوش دکھائی دیتے ہیں جو ان واقعات کی وجہ سے اپنے گھروں اور مال مویشی سے محروم ہو چکے ہیں جن پر ان کا کوئی اختیار نہیں ہے۔

انٹرنیٹ پر جو سب سے مضحکہ خیز سوال پوچھا جاتا ہے اور مجھے یقین ہے کہ ایسا ہر جگہ ہوتا ہوگا، وہ کچھ اس طرح سے ہے۔ ''ملالہ غزہ میں جاری مظالم کے بارے میں بات کیوں نہیں کر رہی''؟ درحقیقت یہ سوال پوچھنے والے جواب سننا ہی نہیں چاہتے۔ وہ پہلے ہی ملالہ کی ''مغرب کی ایجنٹ'' کے طور پر مذمت کر چکے ہیں، جو ان کے مطابق، صرف ان معاملات پر بات کرتی ہے جن کی ''مغرب'' مذمت کرنا چاہتا ہے۔ لہذا جب ملالہ، بوکوحرم کی جانب سے اغواء اور جنسی غلامی کے لئے فروخت کی جانے والی سکول کی 200 لڑکیوں کی حمایت کے لیے نائجیریا گئی تو لوگوں نے اس کی کاوشوں کا تمسخر اڑایا۔ حالانکہ اس نے نائجیریا کے انتہا پسندوں کی غیر اسلامی کارروائیوں کی طرف توجہ دلائی تھی اور انہیں قرآن کے اصولوں کے خلاف قرار دیا تھا۔ یہ پوری دنیا کے لیے ایک بے حد اہم پیغام تھا لیکن پاکستان میں کسی نے بھی اس کی قدر نہ کی۔

شمالی وزیرستان کے بے دخل ہونے والے افراد پر جو فوجی آپریشن کے باعث بے گھر ہونے کے بعد سندھ میں داخل ہونے کی کوشش کر رہے ہیں، اور غالباً وہ کراچی میں اپنے رشتہ داروں کے گھروں میں قیام کرنا چاہتے ہیں جو وہاں پہلے سے مقیم ہیں، تو ان کے خلاف ہونے والی حالیہ آہ وزاری پر ہمیں کوئی تکلیف نہیں ہوتی لیکن غزہ کے مہاجرین کے بارے میں ہمیں بے حد تشویش ہے۔ اب یہ بات تو مناسب معلوم نہیں ہوتی۔

اندرونی طور پر بے دخل ہونے والے افراد کے خلاف حالیہ احتجاجی مظاہروں کی وجہ خوف اور تعصب ہے، لیکن اس کے لیے ''آبادی میں اضافہ'' اور ''عسکریت پسندی'' جیسی اصطلاحات کا سہارا لیا جاتا ہے۔ اسرائیل میں فلسطینیوں کو غزہ اور مغربی پٹی میں کھلے قید خانوں میں بند رکھنے کے لیے بھی ایسی ہی اصطلاحات استعمال کی جاتی ہیں۔

اس وقت دنیا بھر میں ایسے کئی تنازعات جاری ہیں جن میں مسلمان دوسرے مسلمانوں پر مظالم ڈھا رہے ہیں اور ہم میں اتنی جرات ہونی چاہئے کہ ہم ان کے خلاف احتجاج کر سکیں۔ ہاں، غزہ اور میانمر میں مسلمانوں پر ظلم ہو رہا ہے، مگر ایک ظلم کو جواز بناتے ہوئے دوسرے کے بارے میں مختلف رویے اپنانا کچھ مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ اسلام مسلمانوں کو حکم دیتا ہے کہ وہ ہر قسم کی زیادتی کے خلاف آواز اٹھائیں۔ اسلام ہمارے معاشروں میں نہ صرف امن اور انصاف بلکہ رواداری اور تکثیریت کا بھی درس دیتا ہے۔ اور اگر ہم اپنے ملک میں امن اور رواداری کے حمایتی بننے سے انکار کرتے ہیں تو پھر غزہ میں ہمارا امن کی حمایت کرنا بے حد غیر معقول رویہ معلوم ہوتا ہے۔ یقیناً ہمیں اپنے مسئلے کا انتخاب کرنا ہے اس لئے کہ ہر وقت ہر تنازعے پر اپنی رائے کا اظہار کرنا تھکا دینے والا کام ہے۔ ہمیں اپنے ملک میں جاری زیادتیوں کی طرف توجہ دینے کی ضرورت ہے اسی طرح امن پسندی کا پیغام تسلسل کے ساتھ ان پاکستانیوں کو متحرک کر سکتا ہے جو ان معاملات کے بارے میں بات کرنے پر بھی آمادہ نہیں ہیں۔ ''خیرات کا آغاز گھر سے'' کے محاورے پر عملدرآمد کی ضرورت ہے۔

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

تھر پارکر......لاوا اُبلا تو سب کچھ خاکستر ہو جائے گا

تھرپارکر سندھ کا سب سے بڑا ضلع تھر پارکر گزشتہ ایک برس سے پُر تشدد جرائم کی گرفت میں ہے۔ انسانی حقوق کے متحرک کارکن مہیانی اور سہیل کے مطابق اس عرصے کے دوران مسلمان مذہبی رہنماؤں نے تیرہ ہندو لڑکیوں کو اسلام قبول کرنے پر مجبور کیا جبکہ آٹھ گاؤں سیاسی مخالفت کا نشانہ بنے اور ان کو صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا۔ انسانی حقوق کے ان کارکنوں کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ ایک سال میں سترہ افراد کو اغواء کیا گیا جن میں دو خواتین، ایک بچہ، چار آدمی اور دس لڑکے شامل ہیں۔ چوری کی ایک سو تیرہ وارداتیں ہوئیں اور طبی سہولتوں کے نہ ہونے اور خوراک کی کمی کے باعث ڈیڑھ سو بچے جاں بحق ہوئے۔ اس دوران بیروزگاری کے باعث 34 افراد نے خودکشی کی جبکہ سانپ کے کاٹنے سے نو افراد جاں بحق ہوئے۔ اس صورتحال کے خلاف گزشتہ دو ماہ سے ضلع کے نوجوان مسلسل احتجاج کر رہے ہیں لیکن کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارے نے ان کے احتجاج پر کان نہیں دھرے۔ تھر پارکر کے ڈپٹی کمشنر نے گزشتہ دنوں ایک اجلاس کے دوران یقین دہانی کرائی کہ وہ اس صورت حال پر فوری اقدام کریں گے لیکن دو ماہ گزرنے کے باوجود ان کی طرف سے کوئی قدم ہی نہیں اٹھایا گیا۔ ڈپٹی کمشنر کے مطابق حالات بہتر ہو رہے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ حالات پہلے سے بھی زیادہ ابتر صورت اختیار کر چکے ہیں۔ علاقے کے لوگوں کا کہنا ہے کہ ڈپٹی کمشنر اپنے ضلع کے حالات سے آگاہ ہی نہیں رکھتے۔ ہائیکورٹ کے ایک جج نے پچھلے دنوں حالات کا جائزہ لینے کے لئے تھر پارکر کا دورہ کیا جس کے بعد انہوں نے اپنی رپورٹ میں کہا کہ اگر چار ماہ کے اندر اندر حالات کو درست کرنے کے لئے اقدامات نہ کئے گئے تو تھر پارکر تباہ ہو جائے گا۔ رپورٹ کے مطابق غیر سرکاری اداروں نے خشک سالی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے علاقے میں اپنے دفاتر قائم کر لئے ہیں جو افلاس زدہ لوگوں کو امداد فراہم کرنے کے نام پر وہاں کاروبار کر رہے ہیں۔ ان اداروں کے افراد اپنے عزیز و اقارب کو ملازمت میں رکھ کر انہیں بھاری فنڈز دے رہے ہیں جو لوگوں میں تقسیم ہونے کی بجائے ان کے اپنے بنک اکاؤنٹس میں چلے جاتے ہیں۔ امدادی سامان لانے والے متعدد ٹرک امدادی سامان سیاستدانوں کے گھروں میں اتارتے ہیں جو وہیں غائب ہو جاتا ہے اور فاقہ کش عوام منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ملنے والے اقلیتوں کے فنڈز، سلائی مشینیں، مویشی اور بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام سے جاری ہونے والی رقوم بھی آپس میں تقسیم ہو رہی ہیں۔ بے نظیر انکم سپورٹ پروگرام کے تحت ملنے والی رقوم اے ٹی ایم مشینوں سے حاصل کی جاتی ہیں جن کے بارے میں غریب لوگ علم نہیں رکھتے۔ چنانچہ پروگرام کے اہل کار چالیس فیصد کمیشن لے کر رقوم مشینوں سے نکلوا کر لوگوں کو دیتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق اگر کوئی عام آدمی شکایات کرے تو اسے کہا جاتا ہے کہ وہ شکایت کے ازالے کے لئے قومی اسمبلی کے رکن کا تعارفی رقعہ لے کر آئے۔ دکانداروں کی لوٹ مار تیزی سے جاری ہے۔ وہ دوسرے شہروں کی مارکیٹوں کی قیمتوں سے چار گنا زیادہ قیمت پر اشیائے خورد و نوش فروخت کرتے ہیں۔ پینے کا پانی تین چار ماہ کے بعد ان علاقوں میں آتا ہے۔ پانی لانے کا ٹھیکہ علاقے کے ایم پی اے کی ٹینکر کمپنی کے پاس ہے۔ ایم این اے، ایم پی اے اور چند با اثر افراد کی ضرورتیں پوری ہونے کے بعد بچا کھچا پانی چند گھرانوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ اور باقی لوگوں کو اگلے ماہ تک پانی کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ بد دیانت اور عوام دشمن عناصر کی طرف سے پیدا کردہ خوفناک مہنگائی نے لوگوں کو اپنی بچیاں فروخت کرنے پر مجبور کر دیا ہے۔ سینکڑوں نوجوان بھیک مانگنے پر مجبور ہیں۔ مسلسل بیروزگاری کے باعث متعدد نوجوان پاگل پن کا شکار ہو چکے ہیں۔ کوئی سرکاری افسر نہیں جو بدعنوانی کے اس عمل کو روک سکے۔ رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج گزشتہ چار برسوں سے بند پڑا ہے۔ یہ وہ کالج ہے جس پر پورا سندھ فخر کرتا تھا۔ ضلعی انتظامیہ کے تمام افسروں نے سیاستدانوں سے اپنے تعلقات بہت خوشگوار بنا رکھے ہیں جس کے نتیجہ میں ان سے پوچھ گچھ کے امکانات نہ ہونے کے برابر رہ گئے ہیں شہر کی سب سے بڑی لائبریری 2008ء میں قائم کی گئی تھی اسے طلبہ کے لئے بند کر دیا گیا ہے۔ لائبریری کی کتب آہستہ آہستہ اس کے لائبریرین کے گھر منتقل ہو رہی ہیں۔ اگر حکومت نے اس صورتحال پر فوری توجہ نہ دی تو پھر عوامی غصے کا لاوا سب کچھ بہا کر لے جائے گا۔ (مہیانی، سہیل)

انسانی حقوق کے کارکن کے اغواء کی کوشش کی مذمت

حیدرآباد 8 جولائی کو سول سوسائٹی حیدرآباد کے ایک وفد نے ڈی آئی جی حیدرآباد ثناء اللہ عباسی سے ان کے دفتر میں ملاقات کی اور انہیں انسانی حقوق کے کارکن ویر جی کولہی کے گھر پر حملے اور اغواء کرنے کی کوشش اور پریس کلب کے سامنے 17 دن سے بیٹھے ہوئے 15 ہاریوں کے تحفظ کا مطالبہ کیا۔ وفد میں پائلر کے شجاع قریشی، ایچ آر سی پی کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اشو تھاما، نو باہار وسان، حیدر ملوکانی ایڈووکیٹ، پوپٹ رائے و دیگر شامل تھے۔ ملاقات میں ویر جی کولہی نے بتایا کہ انہوں نے 20 جون کو عمر کوٹ کے زمیندار زبیر سہتو کی نجی جیل سے ہائی کورٹ کے حکم پر 72 ہاری آزاد کرائے اس دن سے زبیر سہتو کا بیٹا لیاقت سہتو اور اس کے ساتھی اعظم نوحانی مسلسل اغواء اور قتل کی دھمکی دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ 6 جولائی کو لیاقت سہتو کی قیادت میں مسلح افراد نے گھر پر حملہ کر کے اسے اغواء کرنے کی کوشش کی لیکن اہل محلّہ کی مداخلت پر دھمکیاں دیتے ہوئے فرار ہو گئے۔ جس کا مقدمہ پٹھائی ٹاؤن تھانے میں داخل کرا دیا گیا ہے لیکن پولیس نے سرد مہری اختیار کی ہوئی ہے۔ ڈی آئی جی ثناء اللہ عباسی نے وفد کے سامنے ایس ایچ او بھٹائی ٹاؤن کو کیس میں نامزد ملزمان کو گرفتار کرنے اور انہیں رپورٹ ارسال کرنے کی ہدایت کی ہے۔

(لالہ عبدالحلیم)

برطرف ملازمین کی بحالی سیاست کا شکار

سوات سوات میں 10 جولائی کو صوبائی حکومت کی نئی پالیسی کے تحت این ٹی ایس میں کامیاب 69 پی ایس ٹی اساتذہ کی تقرری کا اعلامیہ جاری کیا گیا۔ 2012ء کے ایکٹ کے تحت 1997ء میں برطرف ملازمین کے لئے جو 30 فیصد کوٹہ مختص کیا گیا تھا سیاسی دباؤ کی وجہ سے اس پر کسی قسم کی پیش رفت نہیں ہو سکی۔ اور سوات میں ایسے ملازمین کی بحالی سیاست کا شکار ہے۔ دوسری طرف مسلم نوجوان عمر فاروق نے خود کو اقلیتوں کے خصوصی کوٹے میں ڈال کر ملازمت حاصل کر لی لیکن اسی سکول میں این ٹی ایس میں کامیابی حاصل کرنے والے امیدوار گوہر علی نے محکمہ تعلیم سوات کے اس اقدام کے خلاف عدالت جانے کا فیصلہ کیا ہے۔ (فضل ربی)

سوئے ہوئے شخص کو قتل کر دیا

چنیوٹ یکم جولائی کو نامعلوم افراد نے کسی کے وار کر کے گھر کے باہر سوئے ہوئے شخص کو قتل کر دیا۔ نواحی علاقہ ہست کھیوہ کا رہائشی سخاوت علی اپنے گھر کے باہر سو رہا تھا کہ نامعلوم افراد نے کسی کے وار کر کے اسے موقع پر ہلاک کر دیا۔ اطلاع ملنے پر ایس ایچ او رانا محمد ارشد پولیس فورس کے ہمراہ پہنچ گئے اور نعش کو پوسٹ مارٹم کروانے کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا۔ نامعلوم ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ (سیف علی خان)

اقلیتیں

مسیحی سینٹری ورکرز کے ساتھ امتیازی سلوک

ٹوبہ ٹیک سنگھ مقامی انتظامیہ مسیحی سینٹری ورکرز کو امتیازی سلوک کا نشانہ بنا رہی ہے، اشرف جان ٹی ایم اے سینٹری ورکرز نے انتظامیہ کے امتیازی سلوک کے خلاف بھوک ہڑتال اور دھرنا دینے کا اعلان کر دیا۔ مسیحی رہنما اشرف جان سندھو کے مطابق مقامی انتظامیہ کرسچئین کالونی کے ہزاروں مکینوں اور ٹی ایم اے کے سینٹری ورکرز کو کسی قسم کی بنیادی سہولت فراہم نہیں کر رہی۔ انہوں نے کہا کہ علاقہ میں کوئی ترقیاتی کام نہیں ہوا جبکہ مسیحی سینٹری ورکرز سے ڈیوٹی اوقات کے علاوہ بھی کام لینا معمول بن چکا ہے اور ماہوار تنخواہوں میں جبری کٹوتی بھی کی جاتی ہے۔ متعدد بار اعلیٰ افسران کو درخواستیں دینے کے باوجود کسی قسم کی شنوائی نہیں ہوئی۔ انہوں نے چیف سیکرٹری پنجاب سے مطالبہ کیا کہ ملازمین کے ساتھ ہونے والی ناانصافی اور امتیازی سلوک کو فی الفور ختم کیا جائے۔ انہوں نے بتایا کہ امتیازی سلوک کے خلاف سینکڑوں مسیحی مرد وخواتین 24 جولائی کو تھانہ چوک میں بھوک ہڑتالی کیمپ لگائیں گے اور اس کیمپ کو اپنے حقوق کی بحالی تک جاری رکھیں گے۔ (اعجاز اقبال)

ہندوؤں کے ساتھ ناروا سلوک

بنوں آپریشن ضرب عضب کے نتیجے میں 22 ہندو خاندان بے گھر ہوئے ہیں اور انہوں نے شہر کے بالمیک مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ ان خاندانوں کے نمائندے نے بدھ کے روز ایکسپریس ٹریبون کو بتایا کہ ان خاندانوں کو سوائے خوراک کے اور کسی قسم کی امداد فراہم نہیں کی گئی۔ شمالی وزیرستان سے بے دخل ہونے والے چند مسیحیوں اور ہندوؤں کو خود کو اندرونی طور پر بے دخل ہونے والے افراد (آئی ڈی پی) کے طور پر رجسٹر کروانے میں بھی مشکلات کا سامنا ہے، کیونکہ ان کے شناختی کارڈوں پر علاقوں کا پتہ درج ہے جو شمالی وزیرستان سے باہر واقع ہیں۔ ایک ہندو قائد امر عظیم جو کہ بنوں ضلعی حکومت کے رکن بھی رہ چکے ہیں، کا کہنا تھا کہ ہندو اور مسیحی وزیرستان میں برطانوی راج سے بھی پہلے آباد ہوئے تھے۔ انہوں نے مزید بتایا کہ وزیرستان میں 200 سے زائد ہندو اور مسیحی خاندان رہائش پذیر ہیں۔ ان میں سے کم از کم 170 خاندان اس وقت بنوں میں ہیں۔ باقی خاندانوں نے خیبر پختونخوا کے دیگر علاقوں میں پناہ لے رکھی ہے۔ عظیم کا کہنا تھا کہ آپریشن سے پہلے شمالی وزیرستان میں 25 ہندو خاندان رہائش پذیر تھے۔ ان میں سے تقریباً 22 خاندان بنوں میں جہاں انہوں نے بالمیک مندر میں پناہ لے رکھی ہے۔ باقی تین خاندانوں کے اراکین پاک فوج کے ملازم ہیں اور فوج نے انہیں شمالی وزیرستان میں رہنے کے لئے تحفظ فراہم کیا ہوا ہے۔ بلاشبہ ان لوگوں کو حسب ضرورت خوراک مہیا کی گئی ہے اور دیگر بے گھر افراد کو دیگر ضروریات زندگی، جیسے کہ پنکھے، واٹر کولر، بستر اور کمبل وغیرہ مہیا کئے گئے ہیں۔ ہندو اور مسیحی خاندان اب بھی ان چیزوں کا انتظار کر رہے ہیں۔ ان کا مزید کہنا تھا کہ وہ لوگ جن کے شناختی کارڈ پر دہرے پتے درج ہیں وہ سب سے زیادہ متاثر ہوئے ہیں۔ امر عظیم نے ایکسپریس ٹریبون کو ٹیلی فون پر بتایا کہ اگر آپ کے شناختی کارڈ پر دو پتے درج ہوں تو یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے، ہم بنوں کمشنر سے ملے جنہوں نے کہا کہ یہ مسئلہ حل کر لیا جائے گا لیکن چند ایسے مسیحی خاندان بھی ہیں جن کا مستقل اور موجودہ پتہ پنجاب کا ہے۔ ان کے اندراج کا مسئلہ ترجیحی بنیادوں پر حل ہونا چاہئے تھا۔ شمالی وزیرستان میں ڈسٹرکٹ ہیلتھ یونٹ کی ملازم ہے لیکن اس کا مستقل پتہ سرگودھا کا ہے۔ اسے راشن کے حصول کے لئے اندراج سے محروم رکھا گیا ہے اور وہ اپنے خاندان کی واحد کفیل ہے۔ آل پاکستان ہندو رائٹس موومنٹ کے چیئرمین ہارون سربدیال کا کہنا تھا کہ زیادہ تر مسیحی اور ہندو خاندان سرکاری ملازم تھے۔ اس کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہوا حالانکہ ان کے پاس سروس کارڈ بھی موجود تھے۔

(بشکریہ: ایکسپریس ٹریبون)

احمدی شخص کی میت کی تدفین روک دی گئی

سیالکوٹ سیالکوٹ کے علاقے بھڑوکے میں ایک احمدی خاندان کو گھر کے سربراہ مجید احمد کی موت کے بعد شدید ذہنی کرب سے گزرنا پڑا۔ احمد کی وفات یکم مئی کو ہوئی تھی۔ ان کے دوستوں نے ان کی تدفین کے لیے مشترکہ قبرستان میں قبر کھودنا شروع کی۔ مقامی لوگوں کو اس کا علم ہو گیا اور انہوں نے اعلان کیا کہ ایک غیر مسلم کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ یہ اعلان سننے کے بعد قبر کھودنے والے افراد نے گڑھے میں مٹی ڈال دی اور گھر واپس لوٹ آئے۔ اعلان سننے کے بعد چند افراد نے مسٹر احمد کے اہل خانہ سے ملاقات کی اور ان سے تدفین کے منصوبے کے بارے میں استفسار کیا۔ انہیں بتایا گیا کہ وہ میت کو کسی دوسرے گاؤں لے جانا چاہتے تھے جہاں احمدیوں کے لیے الگ قبرستان موجود ہو۔ مرحوم کے اہل خانہ نے کہا کہ وہ کسی دور افتادہ مقام پر احمد کی نعش کی تدفین پر رضامند نہیں ہوں گے۔ لہذا انہوں نے مسئلے کا حل نکالنے کے لیے احتجاج کرنے والوں کو طلب کیا۔ جن کا کہنا تھا کہ شریعت کے مطابق احمد کو مسلمانوں کی قبروں سے 70 قدم کے فاصلے پر دفن کیا جا سکتا تھا۔ بعد ازاں انہوں نے گاؤں کے بزرگوں کے ہمراہ قبرستان کا دورہ کیا اور انہوں نے 70 قدم ناپے جس کے بعد قبر کھودی گئی اور نماز جنازہ کی ادائیگی کے بعد مسٹر احمد کو وہاں دفن کر دیا گیا۔ چند روز بعد کچھ لوگوں نے احمدی شخص کی تدفین کے خلاف پولیس کو درخواست جمع کرائی۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ احمدیوں نے میت کو زبردستی مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کیا ہے۔ لہذا نعش کو قبر سے باہر نکال دیا جائے۔ پولیس نے مرحوم کے خاندان اور گاؤں کے چند بزرگوں کو تھانے طلب کیا اور انہیں کہا کہ وہ نعش کو قبر سے نکال کر کہیں اور دفن کر دیں۔ بصورت دیگر مشتعل مظاہرین ان کو نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ جس پر مرحوم کے بھتیجے نے پولیس کو یقین دہانی کرائی کہ وہ اس حوالے سے ضروری انتظامات کریں گے۔ اسلم نے قبر کشائی کے لیے مرحوم کی بیوہ اور ان کی دو بیٹیوں کے دستخط لئے اور اس اجازت نامے کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ بعد ازاں پولیس چند احتجاج کرنے والے لوگوں کو اپنے ساتھ لے کر تدفین کے مقام پر پہنچی اور قبر کشائی کر کے میت کو باہر نکالا اور میت کو مرحوم کے بھتیجے اسلم کے کھیتوں میں لے جا کر دفنا دیا گیا۔ (نامہ نگار)

مندر پر قبضہ، ہندو برادری کی بھوک ہڑتال

حیدرآباد 7 جولائی کو ماتا شیوا منڈلی کی جانب سے چودھویں روز بھی حیدرآباد پریس کلب کے سامنے مطالبات کے حق میں علامتی بھوک ہڑتال جاری رکھی گئی۔ علامتی بھوک ہڑتال کرنے والے کرشن کمار اور ڈاکٹر امرشی ٹھاکر کا کہنا تھا کہ سپریم کورٹ کے حکم کے باوجود انہیں تحفظ فراہم نہیں کیا جا رہا۔ انہوں نے الزام عائد کیا کہ پی پی پی کے رہنما علی محمود سہتو روزانہ مسلح افراد بھیج کر بھوک ہڑتال ختم کرانے کے لیے دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس لیے اگر بھوک ہڑتال کرنے والوں کو کچھ ہوا تو اس کی ذمہ داری علی محمد سہتو پر عائد ہوگی۔ انہوں نے پی پی پی کے چیئرمین بلاول بھٹو زرداری، وزیراعلیٰ سندھ سے اپیل کی کہ انہیں سنگین نتائج کی دھمکیاں دینے کا نوٹس لیں اور ان کا تاریخی مندر، قدیمی قبرستان، ٹنڈو یوسف میں ان کے گھروں اور پلاٹس سے علی محمد سہتو کا قبضہ ختم کرایا جائے۔ بھوک ہڑتال کرنے والوں میں ہیرالال ٹھاکر، ڈیو جی، شگن، کرشن اور دیگر شامل تھے۔ (لالہ عبدالحلیم)

احمدیوں کی عبادت گاہ کی تعمیر کو روک دیا گیا

نارووال گاؤں رمرا کے احمدی اپنی عبادت گاہ تعمیر کر رہے تھے۔ وہ دیواریں تعمیر کر چکے تھے اور چھت بنانے کے لیے شٹرنگ کا کام بھی کر چکے تھے۔ احمدی مخالف عناصر حسب روایت اس کی مخالفت کر رہے ہیں اور وہ ریاستی قوت کو مذہبی معاملات میں استعمال کر رہے ہیں۔ انہوں نے اس ماہ کے وسط میں صورتحال کو مزید سنگین بنادیا اور پولیس کو یقین دلایا کہ اگر احمدی اپنی عبادت گاہ تعمیر کرنے میں کامیاب ہوگئے تو وہ فساد برپا کریں گے۔ پولیس نے بخوشی ’’امن کو خطرہ لاحق ہے‘‘ والی دلیل کو تسلیم کرلیا اور احمدیوں سے کہا کہ وہ تعمیر روک دیں۔ اس کے بعد احمدی برادری کے افراد ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر (ڈی پی او) سے ملے اور انہیں صورتحال سے آگاہ کیا۔ ڈی پی او نے ہمدردی کے چند الفاظ کہے لیکن انہوں نے اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کوئی ٹھوس اقدام نہ کیا کہ احمدی اپنی عبادت گاہ تعمیر کرسکیں گے۔ 1984ء میں آرڈیننس کے نفاذ سے لے کر اب تک حکام نے احمدیوں کے 31 بیت الذکر کو سیل کیا، 16 پر غیر احمدی افراد نے سرکاری حمایت کے ذریعے زبردستی قبضہ کیا۔ 13 کو نذر آتش اور 27 کو مسمار کردیا گیا۔ 3 عبادت گاہوں کو اس سال جنوری سے لے کر اب تک حملوں کا سامنا کرنا پڑا۔

(نامہ نگار)

قانون نافذ کرنے والے ادارے

تھانے پر چھاپہ، 70 سالہ شخص بازیاب

حیدرآباد ایڈیشنل اینڈ سیشن جج حیدرآباد کی عدالت میں ٹنڈو جام کے رہائشی محمد جمن سہتو کی جانب سے دائر درخواست میں کہا گیا کہ اس کے والد 70 سالہ پھول محمد سہتو کو ٹنڈو جام پولیس نے غیر قانونی طور پر گرفتار کر کے تین روز سے حبس بے جا میں رکھا ہوا ہے۔ والد گردے اور شوگر کے مریض ہیں۔ تھانے میں غیر قانونی قید کے باعث ان کی زندگی کو شدید خطرہ ہے انہیں بازیاب کرایا جائے۔ عدالت کے حکم پر پولیس نے تھانے میں چھاپہ مار کر 70 سالہ پھول محمد کو بازیاب کرالیا اور اسے عدالت میں پیش کیا گیا۔ عدالت نے پھول محمد کو پولیس کی غیر قانونی حراست سے رہائی کے احکامات صادر کئے۔

(لالہ عبدالحلیم)

احمدی جماعت کا رکن قتل

نواب شاہ 14 جولائی کو نواب شاہ کے مصروف تجارتی مرکز لیاقت مارکیٹ سے متصل ٹرنک بازار میں ایک اور واقعہ اس وقت پیش آیا جب پان بیچنے کی دکان پر موٹر سائیکل پر سوار نامعلوم مسلح افراد نے فائرنگ کر کے جماعت احمدیہ کے رکن امتیاز احمد راجپوت ولد مشتاق احمد کو قتل کر دیا۔ وقوعہ کے مطابق لیاقت مارکیٹ سے متصل ٹرنک بازار میں سہ پہر 4 بجے موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے 37 سالہ امتیاز احمد راجپوت کو سر اور گردن میں گولیاں ماریں اور موقع واردات سے فرار ہوگئے۔ واقعہ کے بعد امتیاز احمد زخمی حالت میں کافی دیر تک سڑک پر تڑپتا رہا بعدازاں مقتول کو پی ایم سی ہسپتال پہنچایا گیا تاہم وہ راستے میں ہی دم توڑ گیا۔ پی ایم سی ہسپتال نواب شاہ میں نعش کو پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دیا گیا۔ ہسپتال ذرائع کے مطابق مقتول امتیاز راحمد کو ایک گولی سر میں جبکہ دوسری گولی گردن میں لگی، کافی دیر سڑک پر زخمی حالت میں پڑے رہنے اور زیادہ خون بہہ جانے کے باعث امتیاز نے دم توڑا۔ جماعت احمدیہ سے وابستہ رہنماؤں نے پی ایم سی ہسپتال نواب شاہ میں پولیس کے اعلیٰ افسران کے سامنے اپنا احتجاج ریکارڈ کراتے ہوئے کہا کہ وہ پرامن شہری ہیں اور کسی قسم کی اشتعال انگیز سرگرمیوں کی وجہ بننے سے گریزاں ہونے کے باوجود آئے روز نواب شاہ میں جماعت احمدیہ کے لوگوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ پولیس ذرائع کے مطابق شہر کی ایک مسجد میں احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز تقریریں کی گئی تھیں جس میں ان کی سماجی، سیاسی، شہری و کاروباری سرگرمیوں کا بائیکاٹ کرنے پر زور دیا گیا تھا۔ امتیاز کی نعش ورثاء کے حوالے کرنے کے بعد ڈی ایس پی سٹی اعجاز خان کی سربراہی میں پولیس نے مسجد کا گھیراؤ کیا اور خطیب کو مسجد سے باہر آنے کا کہا مگر اس نے نماز پڑھانے کا کہہ کر مسجد سے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ نواب شاہ پولیس نے قتل کے مقدمہ میں شہر بھر میں چھاپوں کے دوران درجنوں افراد کو شبہ میں گرفتار کیا ہے۔ تاہم تین نامعلوم افراد کے خلاف قتل کا مقدمہ درج کرلیا ہے۔ اس ضمن میں مقتول کے والد مشتاق احمد کا کہنا ہے کہ اس کا بیٹا امتیاز احمد نہایت نیک انسان تھا جس کی کسی سے کوئی دشمنی نہیں تھی، تاہم واقعہ سے دو روز قبل اس نے اس امر سے آگاہ کیا تھا کہ اسے شدید نتائج کی دھمکیاں مل رہی ہیں جس کے اگلے دو دن بعد اسے قتل کر دیا گیا۔ گزشتہ 4 برسوں کے دوران ہونے والے احمدیوں پر حملوں کے واقعات سے نواب شاہ میں مقیم احمدی خاندانوں میں عدم تحفظ کا احساس مزید بڑھ گیا ہے جبکہ انتہا پسند عناصر کی جانب سے احمدیوں کے خلاف نفرت کی وہ لہر پائی جارہی ہے کہ چند سالوں میں نواب شاہ احمدیوں کیلئے خطرناک علاقہ ثابت ہوا ہے۔ جو ایک تشویشناک بات ہے۔

(آصف البشر)

جیلوں سے 51 ہاری بازیاب

عمرکوٹ عمرکوٹ کے مختلف علاقوں میں زمینداری کی نجی جیلوں سے مجموعی طور پر 51 ہاریوں کو بازیاب کرالیا گیا۔ 20 جون کو پولیس نے علاقے کے زمیندار محمد رحیم چانڈیو کی زمین پر چھاپہ مار کر 8 ہاریوں کو بازیاب کرالیا۔ اسی طرح 26 جون کو سامارو پولیس نے زمیندار عبدالوحید کی زمین پر چھاپہ مار کر 23 ہاری افراد کو بازیاب کرالیا جبکہ صالح بھنبرو کے قریب زمیندار اکبر پٹھان کی زمین پر چھاپہ مار کر اوڈ قبیلے کے 20 ہاری افراد کو بازیاب کرالیا گیا جن میں 11 بچے، 5 خواتین اور 4 مرد شامل تھے۔

(اوکھول)

بھٹہ مزدوروں کا احتجاج

میلسی ٹبہ سلطان پور میں بھٹہ مزدوروں نے چار روز سے ان کے کام کی پوری اجرت نہ ملنے پر دھرنا دیا ہوا ہے۔ مزدور رہنما صفدر حسین خان نے بھٹہ مزدوروں کے ہمراہ ڈی سی او جواد اکرم وہاڑی سے ملاقات کی اور مزدوروں کو درپیش مسائل اور مشکلات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہائی کورٹ کے حکم پر عملدرآمد کر کے بھٹہ خشت مزدوروں کو ان کے کام کی پوری اجرت نہیں مل جاتی دھرنا جاری رہے گا۔ یہ دھرنا 7 جولائی سے شروع ہے اور مطالبات تسلیم نہ ہونے تک جاری رہے گا۔ ڈی سی او نے مطالبات حل کرانے کی یقین کرائی۔

(صادق مرزا)

ایک خوش آئند فیصلہ

ریما عمر

ان شقوں کی تشریح بھی ہے جن کا تعلق بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون اور پیمانوں کی روشنی میں مذہبی آزادی کے ساتھ ہے۔اس بات کا تعین کرتے ہوئے کہ آئین کی شق **20** میں مذہب کی آزادی کے دائرہ کار میں ضمیر اور عقیدے کی آزادی بھی آتی ہے، عدالتی فیصلے میں شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی شق **18** اور مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر ہر قسم کی عدم رواداری اور امتیازی سلوک کے خاتمے سے متعلق اعلامیے کا حوالہ دیا گیا ہے جو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کے حق کی زیادہ واضح الفاظ میں ضمانت مہیا کرتا ہے۔ سپریم کورٹ کا عدالتی فیصلوں کے ذریعے انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون اور معیارات کو ملکی قانون میں شامل کرنے پر زور دینا ایک خوش آئند اقدام ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کی بدولت پاکستان کے قانونی حلقوں میں پائی جانے والی ان آراء کا خاتمہ کیا جاسکے گا جن کے ذریعے بین الاقوامی انسانی حقوق کو بے محل مغربی تصور گردانتے ہوئے نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

جسٹس تصدق حسین جیلانی نے بطور چیف جسٹس آف پاکستان اپنے عہدے کی سات ماہ کی مدت ختم ہونے سے کچھ ہی عرصہ پہلے مذہبی اقلیتوں کے حقوق سے متعلق ایک تاریخ ساز فیصلہ دیا۔ یہ فیصلہ 15 جون 2014ء کو اس مقدمے میں جاری کیا گیا جس کا ازخود نوٹس سپریم کورٹ نے 2013ء میں پشاور کے ایک چرچ میں ہونے والے بم دھماکے کے بعد لیا تھا۔ مذکورہ واقعہ میں سو سے زائد افراد جاں بحق ہوئے تھے۔ قانون کی حکمرانی اور آئین کے احترام اور انسانی حقوق کے حوالے سے پاکستان کی بین الاقوامی ذمہ داریاں یہ تقاضہ کرتی ہیں کہ حکومت اس فیصلے پر من و عن عملدرآمد کے لیے فوری اقدامات کرے۔

ریاست اور غیر ریاستی اداکاروں کی طرف سے مذہبی اقلیتوں کو آزار پہنچانے کا عمل انسانی حقوق کی پائمالی کا ایک انتہائی سنجیدہ معاملہ ہے۔ پاکستان کے انسانی حقوق سے متعلق حالیہ قانون کے حوالے سے یہ فیصلہ ان فیصلوں میں سے ایک ہے جس میں انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون کو استعمال کرتے ہوئے اور حکومت کو واضح اور ضروری ہدایات دیتے ہوئے مذہبی آزادی کا دائرہ کار وسیع کیا گیا ہے تا کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کو درپیش مشکلات کو ختم کیا جاسکے۔

اگر چہ سپریم کورٹ نے شق (3)184 کے تحت اپنے انسانی حقوق کے دائرہ کار کو وسعت دی ہے تاہم پاکستان کے سماجی حقائق اور عالمی قانون کے تقاضوں کی روشنی میں دیکھا جائے تو ہمارے آئین میں بنیادی انسانی حقوق کے خدوخال کی جانچ اور وضاحت کرنے والے فیصلوں کی تعداد حیران کن طور پر بہت کم ہے۔ مثال کے طور پر سابق چیف جسٹس افتخار محمد چودھری کی سربراہی میں سپریم کورٹ نے مفصل فیصلوں کی بجائے مختصر فیصلوں کی بنیاد پر مقدمات کو نپٹایا جن میں تھوڑا بہت جواز ہوتا تھا اور بعض میں تو جواز ہوتا ہی نہیں تھا۔ یہ فیصلے تفصیلی نہیں ہوتے تھے اور نہ ہی بنیادی حقوق کی توضیح و تشریح کی بنیاد پر ہوتے تھے۔

اس کے برعکس 19 جون کا فیصلہ آئین کی شق 20 کی نہ صرف وضاحت کرتا ہے بلکہ اس کے دائرہ کار میں اضافہ کرتا ہے۔ آئین کی یہ شق مذہب کی آزادی کی ضمانت دیتی ہے۔ عدالت یہ وضاحت کرتی ہے کہ مذہب کی تعریف سخت گیر اصطلاحات میں نہیں کی جاسکتی اور یہ سمجھتی ہے کہ مذہب کی آزادی میں ضمیر، فکر، اظہار رائے اور عقیدے کی آزادی کو بھی شامل کیا جانا چاہئے۔ عدالت یہ وضاحت کرتی ہے کہ ان آزادیوں کا انفرادی کے علاوہ معاشرتی پہلو بھی ہے اور اس تاویل کی بنیاد پر عدالت سمجھتی ہے کہ پاکستان کا ہر شہری اپنے عقیدے کے اظہار، اس پر عمل کرنے اور اس کی تشہیر کرنے میں مکمل طور پر آزاد ہے، حتیٰ کہ اپنے مذہب کے رائج یا حاوی نظریات کے خلاف بھی رائے کے اظہار میں آزاد ہے۔

عدالت عظمیٰ کی یہ آراء انتہائی اہم اور طاقتور ہیں جنہیں اقلیتوں کے حقوق سے متعلق سابقہ فیصلوں (مثال کے طور پر ظہیرالدین بنام ریاست (1933ء) کے مقدمے میں سپریم کورٹ کے دیئے گئے فیصلے) کو چیلنج کرنے کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے۔ اس مقدمے کو شق 20 سے متعلق عدالت کے حالیہ فیصلے سے ہم آہنگ کرنا مشکل ہے، جس میں کہا گیا ہے کہ مذہب اور ضمیر کی آزادی سے مراد یہ ہے کہ کوئی بھی اکثریتی مذہبی گروہ اقلیتی گروہوں پر اپنی مرضی مسلط نہیں کر سکتا۔

سپریم کورٹ کے اس فیصلے کا ایک خوشگوار پہلو آئین کی ان شقوں کی تشریح بھی ہے جن کا تعلق بین الاقوامی انسانی حقوق کے قانون اور پیمانوں کی روشنی میں مذہبی آزادی کے ساتھ ہے۔ اس بات کا تعین کرتے ہوئے کہ آئین کی شق 20 میں مذہب کی آزادی کے دائرہ کار میں ضمیر اور عقیدے کی آزادی بھی آتی ہے، عدالتی فیصلے میں شہری اور سیاسی حقوق کے بین الاقوامی میثاق کی شق 18 اور مذہب اور عقیدے کی بنیاد پر ہر قسم کی عدم رواداری اور امتیازی سلوک کے خاتمے سے متعلق اعلامیے کا حوالہ دیا گیا ہے جو فکر، ضمیر اور مذہب کی آزادی کے حق کی زیادہ واضح الفاظ میں ضمانت مہیا کرتا ہے۔

سپریم کورٹ کا عدالتی فیصلوں کے ذریعے انسانی حقوق کے بین الاقوامی قانون اور معیارات کو ملکی قانون میں شامل کرنے پر زور دینا ایک خوش آئندہ اقدام ہے اور یہ امید کی جاتی ہے کہ اس کی بدولت پاکستان کے قانونی حلقوں میں پائی جانے والی ان آراء کا خاتمہ کیا جاسکے گا جن کے ذریعے بین الاقوامی انسانی حقوق کو بے محل مغربی تصور گردانتے ہوئے نظرانداز کر دیا جاتا ہے۔

اس فیصلے کی ایک اور خاصیت یہ ہے کہ یہ واضح اور واجب التعمیل ہدایات دیتا ہے۔ یہ پاکستان کے فلسفہ قانون میں ایک نادر اضافہ ہے اس لئے کہ ہمارے ہاں عمومی طور پر اعلیٰ ترین نصب العین کی پیروی کمزور فیصلوں سے کی جاتی ہے جس سے عدالتی فیصلوں کا اثر کم ہوجاتا ہے۔ عدالت کی بہت سی ہدایات میں ان سفارشات کی گونج سنائی دیتی ہے جو پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق اور انسانی حقوق سے متعلق دوسرے ادارے گزشتہ کئی برسوں سے کرتے چلے آرہے ہیں۔

یہ توقع کرنا خام خیالی ہوگا کہ پاکستان میں مذہبی اقلیتوں کی ان تکالیف کے ازالے کے لئے سپریم کورٹ کا ایک فیصلہ ہی کافی ہوگا جس کی جڑیں پیچیدہ اور متغیر تاریخ میں پیوست ہیں۔ عدالت کے اس حکم پر عملدرآمد، فکر، عقیدے اور مذہب کی آزادی کے حق کو حقیقت میں بدلنے کی جانب یقیناً ایک اہم قدم ہوگا۔ (انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

عورتیں

بہن کو مار ڈالا

کوٹ ادو تھانہ محمود پور کے علاقہ ٹبی نظام میں ظفر اقبال وہنیوال کی 15 سالہ بیٹی اسماء بی بی 3 مئی کی صبح اپنے گھر کے کمرہ میں کسی سے فون پر بات کر رہی تھی کہ اس کا بھائی بلال آ گیا اور موبائل چھین کر لڑکی کو مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ بعد ازاں اسے فائرنگ کر کے ہلاک کر دیا۔ اس کے بعد قاتل نے آلہ واردات سمیت خود کو پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس نے نعش کو اپنے قبضہ میں لے لیا اور تحصیل ہسپتال کوٹ ادو میں لے جا کر اس کا پوسٹ مارٹم کروایا اور نعش ورثا کے حوالے کر دی۔ پولیس نے مقتولہ کے والد کی مدعیت میں ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ (آصفہ ناز)

ایک ماہ کی دلہن کو جلا ڈالا

میرپور میر پور کے نواحی گاؤں کھاڑک کے خرم نامی شخص نے اپنی نو بیاہتا بیوی شازیہ کو جلا کر مار دیا۔ خرم دوسری شادی کرنا چاہتا تھا۔ تفصیلات کے مطابق خرم کی شادی تقریباً سوا مہینہ پہلے نکودر کے غلام حسین کی بیٹی شازیہ سے ہوئی۔ وقوعہ کی رات خرم اپنی بیوی کو میکے سے گھر لایا۔ صبح سات بجے اچانک ان کے گھر سے شور کی آوازیں آنے لگیں۔ گاؤں کے لوگ جمع ہوئے تو انہیں بتایا گیا کہ شازیہ کو مرگی کا دورہ پڑا تو وہ جلتے ہوئے چولہے پر گر کر جاں بحق ہو گئی۔ خرم کے گھر والوں نے پولیس کو کارروائی کرنے سے یہ کہہ کر روک دیا کہ مقتولہ کا ذہنی توازن صحیح نہیں تھا اور اسے مرگی کے دورے پڑتے تھے۔ متوفیہ کے والدین اور محلے داروں نے بتایا کہ انہوں نے کبھی شازیہ کو مرگی کے دورے پڑتے نہیں دیکھے اور نہ ہی اس نے کبھی کوئی ایسی حرکت کی جس سے معلوم ہوتا ہو کہ اس کا ذہنی توازن درست نہیں تھا۔ محلے داروں کا کہنا تھا کہ خرم اس شادی سے خوش نہیں تھا اور وہ دوسری شادی کا خواہش مند تھا۔ خرم نے گھر والوں کے ساتھ سازش کر کے شازیہ کو آگ لگائی۔ محلے داروں کا کہنا تھا کہ انہوں نے شازیہ کو صبح ساڑھے چھ بجے گھر کے صحن میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تھا، وہ بالکل نارمل تھی۔ اسی اثناء میں اس کی موت کی خبر گاؤں میں پھیل گئی۔ پولیس کی آمد پر اہل علاقہ نے شازیہ کو بستر پر لیٹے ہوئے دیکھا۔ اس کا چہرہ جھلسا ہوا تھا۔ متوفیہ شازیہ کے زیورات نقدی اور کچھ دوسرا سامان یہ کہہ کر اس کے والدین کے حوالے کر دیا تھا کہ یہ شازیہ کا تھا اس لیے وہ ساتھ لے جائیں۔ سٹی تھانہ نے جب اس وقوعہ پر کارروائی کرنا چاہی تو ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر جنرل نے ایک معروف سیاسی شخصیت کے کہنے پر پولیس کو کارروائی کرنے سے روک دیا۔ ایچ آر سی پی کے کارکنوں نے ڈپٹی کمشنر اور ڈی ایس پی سے مطالبہ کیا کہ واقعہ کی مکمل تحقیقات کر کے قتل کے اصلی محرکات کا پتہ لگایا جائے۔ (عابد حسین عابدی)

بہن کو قتل کر دیا

عمرکوٹ 25 جون کو تحصیل ہتھورو کے علاقے شادی پلی کے قریب گوٹھ چنڈ شر میں ایک شخص پیر بخش نے اپنے رشتہ داروں محرم شر اور علی گوہر کے ساتھ مل کر اپنی بہن کو لاٹھیوں کے پے در پے وار کر کے قتل کر دیا۔ شادی پلی پولیس نے مقتولہ کے والد چنڈ شر کی درخواست پر مقدمہ درج کر کے دو ملزمان پیر بخش شر اور محرم شر کو گرفتار کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔ مقتولہ کے والد چنڈ شر کا کہنا تھا کہ اس کی بیٹی کی شادی ٹیاری میں ہوئی تھی۔ چند روز قبل وہ ان سے ملنے کے لیے میکے آئی ہوئی تھی کہ بچوں کی بات پر گھر میں جھگڑا ہو گیا۔ رات کو تقریباً 11 بجے اس کے بیٹے اور رشتہ داروں نے اس کی بیٹی کو ڈنڈوں سے تشدد کا نشانہ بنایا جس کے باعث اس کی موت واقع ہو گئی۔ مقتولہ کے بھائی ملزم پیر بخش کا کہنا تھا کہ بچوں کی بات پر ان دونوں کے درمیان تکرار ہوئی اور رات کو 11 بجے کے قریب اس نے اپنی بہن حمیدہ کو دھکا دیا جس کے باعث وہ دیوار سے جا ٹکرائی اور اس کی گردن کی ہڈی ٹوٹ گئی جس سے اس کی موت واقع ہو گئی۔ اس کا کہنا تھا کہ اس کا اپنی بہن کو قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔

(اوکھول)

بھابھی کی جان لے لی

خیرپور 20 جون کو گمبٹ کے علاقے لورالائی میں ملزمان نے کلہاڑیاں اور گولیاں مار کر بھابھی کو قتل کر دیا۔ مقتولہ کی ماں کا کہنا تھا کہ اس کی بیٹی کو اس کے دیوروں نے بلا وجہ قتل کیا ہے۔ سجان خاتون کی درخواست پر ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا گیا ہے۔ محمد پریل کا کہنا تھا کہ مقتولہ پریس کلب کے سابق صدر کی بیٹی تھی۔ اس کے دیور اس پر دباؤ ڈالتے رہتے تھے کہ وہ اپنی بیوہ ماں سے جائیداد میں حصے کا مطالبہ کرے لیکن مقتولہ اس سے انکار کرتی رہی جس کی وجہ ملزمان نے اسے قتل کر دیا۔ مقتولہ کے ورثا نے نعش قومی شاہراہ پر رکھ کر احتجاج کیا، پولیس نے ایک ملزم کو گرفتار کر لیا تاہم اس نے اپنا بیان دینے سے انکار کر دیا۔

(عبدالمنیم)

خاتون کی جان لے لی

میلسی چالیس سالہ دائی کو قتل کر کے لاش کھیتوں میں پھینک دی گئی۔ گڑھا موڑ چک کی رہائشی زرینہ دختر نور احمد نے بستی صدیق آباد گڑھا موڑ پر زچہ بچہ کا کلینک بنا رکھا تھا اور وہاں پر ہی محلہ گلزار مدینہ میں محمد فیاض بلوچ سے مکان کرائے پر لے کر رہائش پذیر تھی۔ 6 جولائی کو کرائے والے مکان پر سات ملزمان ممتاز بلوچ، ڈاکٹر غلام عباس، فیاض بلوچ اور تین نامعلوم افراد نے اُسے قتل کر دیا اور لاش بند کمرے میں رکھ دی جس سے بدبو آنے لگی، اس کے بعد ملزمان نے لاش اٹھا کر سامنے کپاس کے کھیتوں میں پھینک دی اور فرار ہو گئے۔ پولیس نے لاش ورثاء کے حوالے کر کے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔ (صادق مرزا)

لڑکی کو زندہ جلا ڈالا

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے نواحی گاؤں 296 گ ب میں رشتہ سے انکار پر نوجوان نے لڑکی کو زندہ جلا ڈالا۔ رشتہ کے تنازعہ پر لڑکی پر پیٹرول چھڑکنے کے واقعہ پر نوٹس لیتے ہوئے ڈی سی او نے ملزم کیخلاف کارروائی کا حکم دے دیا اور ہسپتال میں متاثرہ لڑکی کے پوسٹ مارٹم میں کوتاہی برتنے والے اہلکاروں کیخلاف ایکشن لینے کے احکامات بھی جاری کیے۔ متوفیہ (س) کے والدین کے مطابق لزم ملک فیاض انکی بیٹی سے شادی کرنا چاہتا تھا، جس سے انکار کرنے پر ملزم 29 جون کو ان کے گھر داخل ہو گیا اور (س) بی بی پر پٹرول چھڑک کر اسے آگ لگا دی، جس سے وہ بری طرح جھلس گئی، اور اسکی موت واقع ہو گئی، تھانہ سٹی پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے اسے گرفتار کر لیا۔ (اعجاز اقبال)

بیوی کو زندہ جلا دیا

وہاڑی ارشاد کالونی کے رہائشی ڈرائیور سیف الرحمان کا اپنی بیوی سے 10 جولائی کو جھگڑا ہوا جس پر طیش میں آ کر سیف الرحمان نے آمنہ بی بی پر مٹی کا تیل چھڑک کر جلا دیا۔ جس سے وہ بری طرح جھلس گئی جسے فوری طور پر ہسپتال پہنچایا گیا۔ ڈاکٹروں کے مطابق آمنہ بی بی کے جسم کا ستر فیصد حصہ جھلس گیا ہے۔ پولیس نے ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر کے اسے گرفتار کر لیا ہے۔

(صادق مرزا)

4 لڑکیوں سے اجتماعی جنسی تشدد

خیرپور روزنامہ سندھی اخبار کاوش 5 جولائی 2014ء کو خبر شائع ہوئی کہ ضلع خیر پور کے علاقے ہنگورجہ کے نواحی گاؤں رسول آباد میں 4 خواتین آسیہ، سپنا، کائنات اور شازیہ کو مسلح افراد نے اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بنایا ہے۔ جس کے حقائق جاننے کے لئے ایچ آر سی پی اسپیشل ٹاسک فورس سکھر کی جانب سے ایک فیکٹ فائیڈنگ ٹیم تشکیل دی گئی۔

وقوعہ کا پس منظر

25 مئی 2014ء کو ضلع خیر پور کے علاقے ہنگورجہ کے نواحی گاؤں رسول آباد میں رات کے 12 بجے ہوٹل مالک محمد پریل میمن عرف بابو میمن کے گھر میں 7 مسلح افراد نے ڈاکہ ڈالا اہلخانہ کو ایک کمرے میں بند کر کے 3 گھنٹے تک یرغمال بنا کر لوٹ مار کی۔ جس میں تین تولہ سونا، 27 ہزار نقد اور 3 موبائل فون چھین لیے۔ اس کے علاوہ دو بہنوں آسیہ دختر محمد پریل میمن عمر 20 برس غیر شادی شدہ، سپنا دختر محمد پریل میمن عمر 18 سال غیر شادی شدہ، اور صالحاں عرف شازیہ زوجہ عبدالقدوس میمن عمر 25 برس اور، کائنات زوجہ محمد پریل میمن عمر 28 برس کو اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بنا کر فرار ہو گئے۔ حدود تھانہ ہنگورجہ کی پولیس نے ملزمان کے خلاف جنسی تشدد اور ڈکیتی کا مقدمہ دائر کرنے کے بجائے چوری کا مقدمہ درج کر کے دو ملزمان شاہ نواز سہتو اور شریف سہتو کو گرفتار کیا مگر بعدازاں رشوت لے کر رہا کر دیا۔ انصاف نہ ملنے پر دو بہنیں آسیہ اور سپنا نے دو مرتبہ خودکشی کرنے کی کوشش کی جبکہ پولیس کی طرف سے کاروائی نہ ہونے کی وجہ سے لڑکیوں کے والد محمد پریل میمن نے سندھ ہائی کورٹ سکھر بینچ میں پٹیشن دائر کر دی۔

متاثرہ لڑکیوں کے والد کا موقف

اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بننے والی آسیہ اور سپنا کے والد محمد پریل میمن نے ٹیم کو بتایا کہ وہ ان پڑھ ہے۔ لہذا پولیس نے اس کی لاعلمی کا فائدہ اٹھا کر دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کرنے کے بجائے ملزمان کو بچانے کے لئے نامعلوم افراد کے خلاف چوری کا مقدمہ درج کر دیا اور ملزمان کو گرفتار کر کے بھاری رشوت کے عوض رہا کر دیا۔ جبکہ ہم نے لڑکیوں کے ساتھ ہونے والے جنسی تشدد کے بارے میں پولیس کو آگاہ کیا تھا۔ انصاف نہ ملنے پر ایس ایس پی خیر پور عثمان غنی کو اصل حقیقت بتائی۔ جنہوں نے ڈاکوؤں کی ظالمانہ کاروائی پر افسوس کا اظہار کیا، بعدازاں انہوں نے رسول آباد پہنچ کر متاثر خاندان کے ساتھ اظہار ہمدردی کیا اور درست ایف آئی آر درج نہ کرنے پر پولیس اہلکاروں سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ انھوں نے اپنی نگرانی میں چھاپے مارے، دو ملزمان کو گرفتار کیا جبکہ دیگر ملزمان روپوش ہوگئے، پولیس کی جانب سے واقعے کی غلط ایف آئی درج کرنے پر سندھ ہائی کورٹ سکھر بینچ میں ایڈووکیٹ نثار بھنبھرو کے ذریعے عدالت کو استدعا کی گئی کہ ملزمان کے خلاف دہشت گردی ایکٹ کے تحت مقدمہ درج کیا جائے۔ ایس ایس پی خیر پور کی ہدایت پر بالآخر وقوعہ کے 15 دن کے بعد متاثرہ 4 خواتین کے بیان قلمبند کئے گئے، اور 11 جون کو میڈیکل کے لئے لیٹر جاری ہوا۔

متاثرہ شازیہ کا موقف

مسماۃ شازیہ نے ایچ آر سی پی کی ٹیم کو بتایا کہ رات کو 12 بجے 7 مسلح افراد آئے جس میں ایک نقاب پوش تھا اور 6 بے نقاب تھے اور وہ نقاب پوش کے حکم پر ساری کاروائی کرتے رہے۔ اس وقت بجلی نہیں تھی اور گھر میں جنریٹر چل رہا تھا، جس کی وجہ سے ان کی چیخ و پکار کی آواز کسی کو بھی سنائی نہیں دی تھی۔ اس واقعہ سے قبل دو پہر کو اس کی پڑوس میں اپنی ہی برادری کی خاتون سے تلخ کلامی ہوئی تھی، جس نے اسے کہا کہ "ان کا ایسا حشر کرائے گی کہ ان کے بھائیوں کا شرم سے سر جھک جائے گا" اسی رات یہ واقع پیش آیا۔ ڈاکوؤں نے 4 خواتین کو اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بنایا اور کہا کہ وہ کسی کے کہنے پر یہ کاروائی کرنے آئے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی دھمکی دی کہ اگر ہم نے اس وقوعے کے بارے میں کسی کو بتایا تو وہ ایک بار پھر انہیں نشانہ بنانے آئیں گے۔

> محمد پریل میمن عرف بابو میمن کے گھر میں **7** مسلح افراد نے ڈاکہ ڈالا اہلخانہ کو ایک کمرے میں بند کر کے **3** گھنٹے تک یرغمال بنا کر لوٹ مار کی۔ جس میں تین تولہ سونا، **27** ہزار نقد اور **3** موبائل فون چھین لیے۔

سول سوسائٹی وسیاسی جماعتوں کا کردار

رسول آباد میں شہر کی مختلف تنظیموں، انجمن تاجران، میمن برادری، جسقم، جست، جسسم وغیرہ نے شہر میں واقعے کے خلاف ہڑتال کرائی۔ مظاہرین میں سابق یوسی نائب ناظم عبدالقدوس میمن اور جسقم کے جنرل سیکریٹری علی عثمان میمن و دیگر نے میڈیا کے سامنے اپنا موقف اختیار کرتے ہوئے کہا کہ پولیس ملزمان کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ ایس ایس پی خیر پور واقعے کا فوری نوٹس لیں اور ملزمان کی نشاندہی کر کے اُن کے خلاف قانونی کاروائی کی جائے۔ مزید کہا کہ محمد پریل میمن کے گھر ڈکیتی اور ان کی دو بیٹیوں اور ایک بھابھی سے جنسی زیادتی کا انہیں دلی افسوس ہے۔ جب تک انہیں انصاف فراہم نہیں ہوتا تب تک احتجاج جاری رہے گا۔ انھوں نے اعلیٰ حکام سے معاملے کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا اور فوری طور پر انصاف فراہم کرنے کی اپیل کی۔ ان کا کہنا تھا کہ اگر پولیس انصاف کرتی تو ملزمان کو سزا مل سکتی تھی۔ پولیس نے نہ جنسی تشدد کا مقدمہ درج کیا اور نہ ہی ملزمان کو گرفتار کر سکی، مقدمے کو خراب کرنے میں پولیس کا بڑا کردار ہے جبکہ پولیس نے ایک ملزم سلیم سہتو سے ڈکیتی شدہ موبائل فون برآمد کیا۔ مگر دیگر سامان برآمد نہیں کر سکی۔

ایس ایس پی خیر پور کا موقف:۔

ضلع خیر پور میرس کے ایس ایس پی محمد عثمان غنی صدیقی نے ٹیم کو بتایا کہ انہیں وقوعہ کا دلی افسوس ہوا ہے۔ انکوائری کے لئے ٹیم تشکیل دیدی ہے، ملزمان شاہنواز سہتو اور اعجاز خاصخیلی کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے گا، پولیس افسران کے خلاف اگر جرم ثابت ہوا تو انکے خلاف بھی کاروائی کی جائے گی۔

میڈیکل رپورٹ:۔

ایچ آر سی پی کی ٹیم کو تعلقہ اسپتال رانی پور کی لیڈی ڈاکٹر عزیزاں میمن نے بتایا کہ اطلاعات کے مطابق متاثرہ 4 خواتین کو اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا تھا۔ مزید بتایا کہ اجتماعی جنسی تشدد کا نشانہ بننے والی خواتین کو وقوعہ کے 15 دن بعد میڈیکل معائنے کے لئے لایا گیا، دو خواتین کائنات اور شازیہ کا معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ ان کے ساتھ جنسی تشدد ہوا تھا کہ نہیں کیوں کہ متاثرہ خواتین کو وقوعہ کے 15 دن کے بعد طبی معائنے کے لئے لایا گیا، دو لڑکیاں غیر شادی شدہ آسیہ اور سپنا یقینی طور پر اجتماعی تشدد کا نشانہ بنی تھیں۔

پولیس کی کاروائی

5 جون کو ایس ایچ او میر امداد ٹالپور ہنگورجہ نے جنسی تشدد اور ڈاکے کا مقدمہ درج کرنے کے بجائے ملزمان کے خلاف چوری کا مقدمہ محمد پریل میمن کی مدعیت میں جرم نمبر 40/2014 زیر دفعہ 452, 342,147,148 کے تحت نامعلوم افراد کے خلاف دائر کیا گیا تھا۔ ایس ایچ او میر امداد ٹالپور نے ڈکیتی شدہ موبائل نمبر کا سراغ لگا کر دو ملزمان رفیق سہتو اور سلیم سہتو کو گرفتار کیا جنہیں جیل بھجوا دیا گیا، جن سے مذکورہ موبائل بھی برآمد ہوا۔ سندھ ہائی کورٹ سکھر بینچ اور سول سوسائٹی کے دباؤ اور ایس ایس پی کے حکم پر دوسری ایف آئی

آر 10 جولائی کو محمد پریل کی مدعیت میں ایف آئی آر انسداد دہشت گردی ایکٹ کے تحت ملزمان اعجاز خاصخیلی، سلیم سہتو، رفیق سہتو، لالو سامٹیو اور 3 نامعلوم افراد کے خلاف درج کی گئی۔ ایس ایچ او امانت بروہی نے کہا انہوں نے ملزمان کو گرفتار کرنے کی کوشش کی تھی۔ ایک ملزم اعجاز خاصخیلی کے گھر پر چھاپہ مارا تو اس کے باپ اللہ وسایو نے سندھ ہائی کورٹ سکھر میں پولیس کے خلاف پٹیشن دائر کر دی ہے۔

پڑوسیوں کا موقف۔

نذیر احمد، مولا بخش و دیگر نے ٹیم کو بتایا کہ ان کے خیال میں پولیس نے محمد پریل سے ایک سفید کاغذ کے ٹکڑے پر دستخط لئے ور پولیس نے انھیں کہا ہے کہ اب کچھ بھی نہیں ہوسکتا کیونکہ ڈاکوؤں کو آپ جانتے بھی نہیں۔ پولیس انہیں گرفتار کرنے کی کوشش کرے گی۔ بعدازاں پولیس نے موبائیل ٹریس کیئے اور دو ملزمان سلیم سہتو اور رفیق سہتو کو گرفتار کیا اور ان سے موبائیل بھی برآمد ہوا۔ اس کے علاوہ تفتیش کے دوران دیگر ملزمان کے ناموں کی بھی شناخت ہوگئی۔ بعدازاں محمد پریل نے سول سوسائٹی میڈیا کے تعاون سے دوبارہ انسداد دہشت گردی کے تحت مقدمہ درج کروایا۔

مشاہدات:۔

☆ متاثرہ خواتین کی حالت دیکھ کر یہ اندازہ ہوا کہ وہ اپنے خلاف ہونے والے جرم میں ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی کے لیے پرعزم تھیں۔

☆ فیکٹ فائیڈنگ ٹیم کو محسوس ہوا کہ معاملے کو عدلیہ کی بجائے کسی عائلی، غیر قانونی جرگے کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کی جاسکتی ہے۔

☆ سول سوسائٹی کا کردار مثبت رہا۔

☆ ٹیم کے مشاہدے کے مطابق کسی بھی وقت متاثرہ خاندان پر دوبارہ حملہ ہوسکتا ہے۔ چاہے اس کی نوعیت کچھ بھی ہو۔

☆ جس خاتون نے شازیہ کو دھمکی دی تھی اسے شامل تفتیش نہ کیا جانا بھی اس مقدمے کی تفتیش کے حوالے سے سوالیہ نشان ہے۔

☆ پولیس کی طرف سے ملزمان کے خلاف قدم نہ اٹھانا اس تاثر کو جنم دے رہا ہے کہ علاقے کی بااثر شخصیت کے دباؤ کے باعث ملزمان کو ڈھیل دی جارہی ہے۔

سفارشات

☆ ایس ایچ او میر امداد ٹالپور کو فوری طور پر معطل کیا جائے جس نے دیدہ و دانستہ جنسی تشدد کے بجائے چوری کی ایف آئی آر درج کی تھی۔

☆ ایماندار پولیس افسران سے اس کیس کی مکمل غیر جانبدارانہ انکوائری کرائی جائے،

☆ مفرور ملزمان کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے اور ان کے قبضے سے لوٹا ہوا سامان برآمد کیا جائے۔

☆ جنسی تشدد کی شکار خواتین اور انکے اہلخانہ کو ملزمان کی طرف سے شدید خطرہ لاحق ہے، انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔

ٹیم میں راقم کے علاوہ ایچ آر سی پی کے رکن منظور حسین لاڑک ایڈووکیٹ، ارم فاطمہ ایڈووکیٹ، سماجی کارکن عائشہ کھنڈ، سادیہ جویو ایڈووکیٹ، عبدالوحید لغاری اور صحافی ذین سولنگی شامل تھے۔

(عبدالغفور شاکر)

گھریلو ناچاقی پر جان لے لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ ٹیک سنگھ کے علاقہ کمالیہ میں گھریلو ناچاقی پر شوہر اور نند نے خاتون کا تیز دار آلہ سے گلہ کاٹ دیا پولیس نے شوہر اور نند کو گرفتار کر کے آلہ قتل برآمد کر لیا۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ کی تحصیل کمالیہ کے محلّہ مدینہ آباد میں 45 سالہ خاتون خدیجہ سحری کے وقت روزہ رکھنے کے بعد سوگئی اور تقریباً ایک گھنٹہ بعد تھانہ سٹی پولیس کو اطلاع ملی کہ خاتون نے خودکشی کی ہے تاہم پولیس جب جائے وقوع پر پہنچی اور خاتون کی حالت دیکھی تو ان کا کہنا تھا کہ اتنی بے رحمی سے کوئی خود کو تیز دھار آلے سے نہیں مار سکتا اس خاتون کو قتل کیے جانے کا شبہ ہے۔ ابتدائی تفتیش کے مطابق اس وقت گھر میں خاتون کا شوہر اور نند موجود تھے اور یہ بھی پتا چلا ہے کہ قتل ہونے والی خاتون جھگڑ کر اپنے میکے گئی ہوئی تھی جسے 14 جولائی کو ہی سسرال والے منا کر اپنے گھر لائے تھے۔ پولیس نے پوسٹمارٹم کے لیے لاش کو تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال منتقل کر دیا جہاں ڈاکٹرز کی ابتدائی رپورٹ کے بعد خودکشی یا قتل کا معمہ حل ہونے کا امکان ہے۔ تاہم جاں بحق خاتون کے قتل کے شبہ میں اسکے خاوند ایوب اور نند کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔

(اعجاز اقبال)

غیرت کے تصور نے ایک اور زندگی چھین لی

ٹوبہ ٹیک سنگھ تحصیل گوجرہ کے گاؤں 305 ج ب کی 14 سالہ نادیہ اپنے رشتہ داروں کے گھر پر محل سلائی کڑھائی سیکھنے کی غرض سے آئی ہوئی تھی کہ مبینہ طور پر اس کے بھائی محمد احسان نے اس پر بدچلنی کا شبہ ظاہر کیا اور چھری کے پے در پے وار کر کے اسے شدید زخمی کر دیا جس کو مقامی ہسپتال سے طبی امداد کے بعد مخدوش حالت کے پیش نظر ڈسٹرکٹ ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ ریفر کر دیا گیا تھا جبکہ تھانہ سٹی پولیس نے بہن کو زخمی کرنے والے نوجوان کو گرفتار کر لیا۔

(اعجاز اقبال)

شوہر کا بیوی اور ساس پر تشدد

سوات سوات کے گاؤں کالاکوٹ مٹہ میں 6 جولائی کو مبینہ ملزم مسمی مختیار نے اپنی بیوی کو تشدد کر کے شدید زخمی کر دیا۔ اس کے بعد اپنی ساس کو بلا کر کہا کہ وہ اپنی بیٹی کو لے جائے۔ جب اس کی ساس گھر آئی تو اس نے اپنی ساس کو بھی شدید زخمی کر دیا۔ پولیس نے مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(فضل ربی)

خواتین کو اغواء کر لیا گیا

چنیوٹ 14 جولائی کو موضع سلیمان کے علاقہ میں پانچ ملزمان عبدالغفور، ارشد، محمد اسلم اور دو نامعلوم ملزمان نے خورشید بی بی کو اغواء کر لیا جبکہ ٹھٹھہ ہرسہ نہرہ کے علاقہ میں ملزم غوث نے شمیم بی بی کو اسلحے کے زور پر اغواء کر لیا اور نامعلوم مقام پر لے گئے۔ تھانہ بھوانہ پولیس نے ملزمان کے خلاف مقدمہ درج کر لیا ہے۔

(سیف علی خان)

بدچلنی کے شبہ پر جان لے لی

چنیوٹ 4 جولائی کو بدچلنی کے شبہ میں سگے بھائی نے چھری کے وار کر کے بہن کو قتل کر ڈالا۔ چنیوٹ کے نواحی علاقے موضع میگینی میں ملزم احسن نے غیرت کے نام پر چھریوں کے وار کر کے اپنی بہن مسرت بی بی کو قتل کر دیا۔ نعش پوسٹ مارٹم کے بعد ورثاء کے حوالے کر دی گئی۔ تھانہ بھوانہ پولیس نے ملزم کو گرفتار کر لیا۔

(سیف علی خان)

کاری، کارو کہہ کر مار ڈالا:

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور ''جہد حق'' کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 جون سے 22 جولائی تک 28 افراد پر کارو کاری کا الزام لگا کر قتل کر دیا گیا۔ جن میں 16 خواتین اور 12 مرد شامل ہیں۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	آلہ واردات	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	واقعہ کی بظاہر کوئی اور وجہ	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
25 جون	منٹھار علی مگسی	مرد	22 برس	ـ	علی دوست کھوسو	خنجر	ـ	لاڑکانہ، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوشش
26 جون	ظہور احمد میتلو	مرد	25 برس	ـ	خدا بخش، سفر، گل محمد میتلو	بندوق	کزن	گوٹھ گمچی، وڈا مہیسر، احمد پور، خیر پور میرس، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوشش
27 جون	فرزانہ دھوؤ	خاتون	20 برس	ـ	بہرام اور ساتھی	بندوق	باپ	گڑھی حسن سرکی، ٹھل، جیکب آباد، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
29 جون	گلشاد جمالی	خاتون	19 برس	ـ	ـ	گلا گھونٹ	ـ	نیو سعید آباد، نواب شاہ، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوششبن
29 جون	انیتا کولہی	خاتون	ـ	شادی شدہ	وشنو کولہی	کلہاڑی	خاوند	چانری، تلہار، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوشش
04 جولائی	مسماۃ ب	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	گلا گھونٹ کر	ـ	گل برڑو، میر پور برڑو، ٹھل، جیکب آباد، سندھ	ـ	ـ	ـ	روزنامہ عوامی آواز
05 جولائی	زہریٰ جت	خاتون	35 برس	شادی شدہ	اللہ داد جت	بندوق	دیور	گوٹھ سنہڑی، لاڑکانہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کوشش
07 جولائی	نیاز دایو	مرد	22 برس	شادی شدہ	مومن دایو اور ساتھی	تشدد کر کے	رشتے دار	روہڑی، سکھر، سندھ	ـ	درج	گرفتار	شاکر جمالی
07 جولائی	رمضان مری	مرد	28 برس	ـ	عظیم مری	بندوق	رشتے دار	گوٹھ ابراہیم مری، قاضی احمد، نواب شاہ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
07 جولائی	منیراں مری	خاتون	ـ	ـ	عظیم مری	بندوق	رشتے دار	گوٹھ ابراہیم مری، قاضی احمد، نواب شاہ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
07 جولائی	محمد فضل ڈاہری	مرد	60 برس	شادی شدہ	گل بہار ڈاہری	بندوق	بھتیجا	شاہ پور چاکر، سانگھڑ، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
10 جولائی	فہمیدہ راجپر	خاتون	35 برس	ـ	محمد جمن راجپر	بندوق	بھائی	گوٹھ اللہ ڈتو پاتو، نوشہرو فیروز، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
12 جولائی	سمی ناریجو	خاتون	ـ	ـ	ذوالفقار ناریجو	بندوق	باپ	گوٹھ فقیر ناریجو، گمبٹ، خرپور میرس، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
12 جولائی	ہدایت اللہ گولو	مرد	21 برس	ـ	سبزل گولو	بندوق	ـ	ایلسی گولو، بخشا پور، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
14 جولائی	ببلی جھتیال	خاتون	30 برس	شادی شدہ	خادم حسین جھتیال	بندوق	بھائی	نصیر آباد، قمبر، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
15 جولائی	آمنہ گولو	مرد	ـ	ـ	ـ	بندوق	ـ	ایلسی گوٹھ، بخشا پور، کشمور، سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
18 جولائی	حسینا مارفانی	خاتون	32 برس	شادی شدہ	صیفل مارفانی	بندوق	خاوند	گوٹھ ہدایت مارفانی میاں صاحب، شکار پور	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
18 جولائی	شمشاد مارفانی	مرد	35 برس	شادی شدہ	صیفل مارفانی	بندوق	رشتے دار	گوٹھ ہدایت مارفانی میاں صاحب، شکار پور	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
18 جولائی	حمیدہ گھلو	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	حاجی خان گھلو	گلا گھونٹ کر	باپ	گوٹھ علی حیدر شاہ، دوڑ، نواب شاہ۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
20 جولائی	ہزار خاتوں جعفری	خاتون	30 برس	شادی شدہ	یار محمد، رحیم بخش جعفری	بندوق	بھائی	گوٹھ صیفل جعفری، سلطان کوٹ، شکار پور۔ سندھ	ـ	درج	ایک گرفتار	روزنامہ کاوش
20 جولائی	بھاگل جانوری	خاتون	ـ	شادی شدہ	ارباب اور وزیر جانوری	بندوق	کزن	گوٹھ سونو مغیری، قبو سعید خان، قمبر۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
20 جولائی	انور مغیری	مرد	ـ	ـ	ارباب اور وزیر جانوری	بندوق	ـ	گوٹھ سونو مغیری، قبو سعید خان، قمبر۔ سندھ	ـ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
21 جولائی	شہرو خاتوں پہنیار	خاتون	35 برس	شادی شدہ	نبی داد، حاجی، وزیر پہنیار	گلا دبا کر	خاوند اور بھائی	اریگیشن کالونی ون گڈو، کشمور، سندھ	ـ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش

21جولائی	اعظم خان	مرد	۔	۔	مصور خان	بندوق	محلّہ دار	قائدآباد،ملیر،کراچی۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
21جولائی	نائلہ	خاتون	20برس	۔	مصور خان	بندوق	بھائی	قائدآباد،ملیر،کراچی۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
21جولائی	ثناءاللہ گلال	مرد	۔	۔	رحیم،محرم گلال	بندوق	رشتے دار	شمیم کالونی خیر پورمیرس۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
21جولائی	نجمہ گلال	خاتون	۔	۔	رحیم،محرم گلال	بندوق	رشتے دار	شمیم کالونی خیر پورمیرس۔سندھ	۔	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
22جولائی	وزیرخاتوں چوہان	خاتون	۔	شادی شدہ	اصغر چوہان	بندوق	بھائی	بشیرآباد پنوعاقل،سکھر۔سندھ	۔	درج	۔	روزنامہ کاوش

جنسی تشدد کے واقعات: مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی جانے والی رپورٹوں کے مطابق 25 جون سے 24 جولائی تک 135 افراد کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ جنسی زیادتی کا شکار ہونے والوں میں 108 خواتین شامل ہیں۔ 68 واقعات کے مقدمات درج کیے گئے اور 21 واقعات میں ملوث افراد گرفتار ہوئے۔

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جون	ب	خاتون	۔	شادی شدہ	بلو	اہل علاقہ	گرجا کالونی،شیخوپورہ	درج	۔	روزنامہ دنیا
25جون	ط	خاتون	18برس	۔	قاسم،فیصل	اہل علاقہ	شاہکوٹ	درج	گرفتار	روزنامہ دنیا
25جون	ت	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	۔	اہل علاقہ	پھلروان وزیرکے،حجرہ شاہ مقیم	۔	۔	روزنامہ دنیا
25جون	ت	خاتون	۔	۔	۔	اہل علاقہ	اوکاڑہ	۔	۔	روزنامہ دنیا
25جون	ف	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	عارف	اہل علاقہ	پیپلزکالونی،فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ دنیا
25جون	گ	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	محمد اسلم	اہل علاقہ	چک243رب،فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ دنیا
25جون	۔	خاتون	۔	غیرشادی شدہ	سانول	اہل علاقہ	چک236رب،فیصل آباد	درج	۔	روزنامہ دنیا
26جون	ک	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	وارڈنمبر13،شاہکوٹ	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26جون	ش	خاتون	۔	۔	ریاست	اہل علاقہ	غلام محمد آباد،فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26جون	ص	خاتون	18برس	غیرشادی شدہ	اظہر	اہل علاقہ	فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26جون	ن	خاتون	19برس	غیرشادی شدہ	کلیم اللہ،عرفان	اہل علاقہ	743 گ ب،فیصل آباد	۔	۔	روزنامہ نوائے وقت
26جون	ب	خاتون	۔	شادی شدہ	۔	اہل علاقہ	جنڈیالہ،ظفروال	درج	۔	روزنامہ نوائے وقت
26جون	ز	خاتون	۔	شادی شدہ	عیسیٰ	۔	ڈیرہ غازی خان	۔	۔	روزنامہ خبریں ملتان
26جون	س	خاتون	13برس	غیرشادی شدہ	عیسیٰ	۔	ڈیرہ غازی خان	۔	۔	روزنامہ خبریں ملتان
29جون	ن	بچی	11برس	غیرشادی شدہ	فرہاد	اہل علاقہ	محلّہ اسلام آباد، چک جھمرہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
29جون	اسہام	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	علی شیر	اہل علاقہ	لنڈیانوالہ،فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29جون	ش	خاتون	-	شادی شدہ	اقبال	اہل علاقہ	68ڈی،پاکپتن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29جون	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	علی شیر	اہل علاقہ	محلّہ نورپارک،ساہیوال	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29جون	ص	خاتون	-	-	امان اللہ	اہل علاقہ	ساہیوال	-	-	روزنامہ نوائے وقت
29جون	ر	خاتون	-	-	وسیم،زوار	اہل علاقہ	کھرڑیانوالہ،فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
29جون	آصف	بچہ	13برس	غیرشادی شدہ	مجاہد	ہمسایہ	مرادپور،رکن پور	درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
30جون	ک	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	ثناءاللہ،حمیداللہ	-	نئی آباد،شادن لنڈ	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
30جون	ن	خاتون	-	غیرشادی شدہ	مصطفیٰ	اہل علاقہ	موضع بلوکی،قصور	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	-	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	فرہاد	اہل علاقہ	فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	عمش	بچہ	12برس	غیرشادی شدہ	ارشد	اہل علاقہ	چک نمبر66 گ ب،فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	ن ک	خاتون	-	-	سلمان	اہل علاقہ	موضع لشاری،جھنگ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	ابوہریرہ	بچہ	10برس	غیرشادی شدہ	قیصر	اہل علاقہ	ڈسکہ کلاں	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	-	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	ڈیرہ غازی خان	-	-	روزنامہ نوائے وقت
30جون	ع	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	عثمان،اظہار،اعجاز،اشرف،شاہد	اہل علاقہ	جھنگ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	ع	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	امدادزرداری،سجاد	اہل علاقہ	ٹنڈوآدم	درج	گرفتار	لالہ عبدالحلیم
یکم جولائی	س	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	ساجد	اہل علاقہ	چنیوٹ	درج	گرفتار	سیف علی خان
یکم جولائی	عبدالجبارسیال	مرد	15برس	غیرشادی شدہ	شوکت،عزیز،ایاز،برکت تنیو	اہل علاقہ	گوٹھ گھل محمد تنیو،باقرانی،لاڑکانہ،سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
2جولائی	ش	خاتون	19برس	-	ایوب	-	تونسہ شریف	درج	گرفتار	روزنامہ جنگ ملتان
2جولائی	س	خاتون	-	-	اعجاز	-	محمودکوٹ،مظفرگڑھ	درج	-	روزنامہ خبریں ملتان
2جولائی	-	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	صفدر	کزن	میاں چنوں	-	-	روزنامہ خبریں ملتان
2جولائی	س	خاتون	17برس	غیرشادی شدہ	اظہر،فخر	اہل علاقہ	جھنگ	درج	-	نوائے وقت
2جولائی	ف	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	ثناءاللہ وٹو	اہل علاقہ	سومیاں بھولو،حجرہ شاہ مقیم	-	-	نوائے وقت
2جولائی	چاندشاہ	بچہ	-	غیرشادی شدہ	حسین	اہل علاقہ	جڑانوالہ	درج	-	نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت / مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار / نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن / اخبار
2جولائی	ن	خاتون	21برس	غیر شادی شدہ	مقصود خاور، مشتاق	اہل علاقہ	پگالہ موڑ، شکر گڑھ	درج	گرفتار	نوائے وقت
3جولائی	ص	خاتون	ـ	ـ	فاروق	اہل علاقہ	قصور	ـ	ـ	نوائے وقت
3جولائی	جمیل	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	یاسین، شہزاد	اہل علاقہ	سمندری	ـ	ـ	نوائے وقت
3جولائی	وحید متھلو	ـ	ـ	ـ	برکت، رشید، طارق	اہل علاقہ	گاؤں کریم، احمد پوردادو	ـ	ـ	لالہ عبدالحلیم
3جولائی	ش	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں شیر خان کنہڑ، خیر پور	ـ	ـ	لالہ عبدالحلیم
3جولائی	م	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	ـ	ـ	ـ	لالہ عبدالحلیم
3جولائی	ر	خاتون	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	ـ	لالہ عبدالحلیم
4جولائی	ش	خاتون	25برس	ـ	ناصر	اہل علاقہ	گاؤں کھنڈہ، نارنگ منڈی	ـ	ـ	دنیا
4جولائی	ش	خاتون	18برس	ـ	رفیق، شریف، شاہنواز سہتو	اہل علاقہ	گوٹھ شیر خان، کبرٹھری میرواہ، خیر پور میرس، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
4جولائی	س	خاتون	20برس	ـ	رفیق، شریف، شاہنواز سہتو	اہل علاقہ	گوٹھ شیر خان، کبرٹھری میرواہ، خیر پور میرس، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
4جولائی	الف	خاتون	22برس	ـ	رفیق، شریف، شاہنواز سہتو	اہل علاقہ	گوٹھ شیر خان، کبرٹھری میرواہ، خیر پور میرس، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
4جولائی	ک	خاتون	18برس	ـ	رفیق، شریف، شاہنواز سہتو	اہل علاقہ	گوٹھ شیر خان، کبرٹھری میرواہ، خیر پور میرس، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش
5جولائی	م	بچہ	5برس	غیر شادی شدہ	مبشر	اہل علاقہ	نور پور، قصور	درج	گرفتار	ایکسپریس
5جولائی	ف	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	سیف اللہ	اہل علاقہ	فیصل آباد	ـ	ـ	نوائے وقت
5جولائی	وقاص احمد	مرد	ـ	ـ	غلام مصطفی	اہل علاقہ	چناب نگر	درج	ـ	نوائے وقت
5جولائی	ـ	بچی	7برس	غیر شادی شدہ	راشد	اہل علاقہ	غنی پارک، سرگودھا	درج	ـ	نوائے وقت
5جولائی	الف پ	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	عنصر اقبال	اہل علاقہ	موضع لکھیانہ، جھنگ	ـ	ـ	نوائے وقت
5جولائی	ن	خاتون	ـ	ـ	رانا محمود	اہل علاقہ	چک ملک پور، پاکپتن	درج	ـ	نیوز
5جولائی	ـ	خاتون	18برس	غیر شادی شدہ	صابر	اہل علاقہ	چک 75ڈی، پاکپتن	درج	ـ	نیوز
6جولائی	ر	بچی	5برس	غیر شادی شدہ	اعجاز	اہل علاقہ	محلّہ تاج پورہ، گوجرانوالہ	درج	ـ	دنیا
6جولائی	ع	خاتون	17برس	غیر شادی شدہ	عثمان	اہل علاقہ	حافظ آباد	درج	ـ	نوائے وقت
6جولائی	ش	خاتون	ـ	ـ	الطاف	اہل علاقہ	کتلو ہی خورد، قصور	ـ	ـ	خبریں
6جولائی	ر	خاتون	ـ	ـ	عاشق	اہل علاقہ	بٹی کمبواں، قصور	ـ	ـ	خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
6جولائی	-	بچی	8برس	غیرشادی شدہ	-	کزن	میاں چنوں	-	-	جنگ
6جولائی	ص	خاتون	-	غیرشادی شدہ	ندیم	اہل علاقہ	گرین سٹی، ملتان	-	-	جنگ
6جولائی	ش	خاتون	-	غیرشادی شدہ	دلشاد،عرفان،نذیر	اہل علاقہ	موضع گھمن بیلہ، ملتان	-	-	جنگ
6جولائی	-	خاتون	-	غیرشادی شدہ	محمد امجد	اہل علاقہ	چک لقمان مہروکا، پاکپتن	-	-	خبریں
6جولائی	م	خاتون	-	-	مسلح افراد	اہل علاقہ	پیر گوٹھ، خیر پور میرس۔سندھ	-	-	روزنامہ کوشش
6جولائی	س	خاتون	12برس	غیرشادی شدہ	طاہر اور غازی آرادین	اہل علاقہ	گوٹھ محمد مراد کا چھیلو، نارو، چونڈکو، خیر پور میرس۔سندھ	-	-	روزنامہ کاوش
6جولائی	صائمہ	خاتون	-	غیرشادی شدہ	افضل	-	گرین سٹی، میاں چنوں	درج	-	روزنامہ خبریں
6جولائی	ش	خاتون	-	غیرشادی شدہ	دلشاد،عرفان	-	مکھن بیلہ، علی پور	درج	-	روزنامہ خبریں
6جولائی	ارم	بچی	10برس	غیرشادی شدہ	-	-	چک 432ٹی ڈی اے چوک اعظم	-	-	روزنامہ خبریں
7جولائی	ف	خاتون	-	شادی شدہ	د	سسر	صالح پٹ، سکھر، سندھ	-	-	روزنامہ کاوش
7جولائی	سعد حسن	بچہ	6برس	غیرشادی شدہ	کاشف،عمر	اہل علاقہ	جوہر ٹاؤن، لاہور	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
7جولائی	م	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	جمیل	اہل علاقہ	کاہنہ، لاہور	درج	-	روزنامہ خبریں
7جولائی	اویس	بچہ	9برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	کوٹ پہلوان، حیدرآباد ٹاؤن	درج	-	روزنامہ نئی بات
7جولائی	-	بچی	11برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک 432، ٹی ڈی اے، لیہ	درج	-	روزنامہ ڈان
8جولائی	-	خاتون	16برس	غیرشادی شدہ	جمیل،عرفان	اہل علاقہ	گھڑیال کلاں، نارنگ منڈی	درج	-	روزنامہ دنیا
8جولائی	-	بچہ	7برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	موضع توت والی، ایمن آباد	-	-	روزنامہ ایکسپریس
8جولائی	ع	بچی	13برس	غیرشادی شدہ	ارشد	-	-	درج	-	روزنامہ خبریں
8جولائی	-	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	-	اہل علاقہ	گوجرانوالہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
8جولائی	الف	خاتون	14برس	غیرشادی شدہ	رمضان	اہل علاقہ	محلہ فیصل ٹاؤن، کامونکی	-	-	روزنامہ نوائے وقت
8جولائی	ف	خاتون	15برس	غیرشادی شدہ	علی	اہل علاقہ	مصطفیٰ آباد، نین سکھ، فیروزوالہ	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
8جولائی	ن	خاتون	-	غیرشادی شدہ	فلک شیر	بہنوئی	فیروزوالہ	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
8جولائی	ع	خاتون	-	غیرشادی شدہ	فہد	اہل علاقہ	محلہ نصیر پورہ، حافظ آباد	درج	-	روزنامہ خبریں
8جولائی	ع	خاتون	-	-	سلیم، ارشد، فردو، شاہد بھیلار	اہل علاقہ	رانی پور، خیر پور میرس، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کوشش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/ مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج / نہیں	ملزم گرفتار/ نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
9جولائی	ع	خاتون	22برس	شادی شدہ	جعفر، وارث	اہل علاقہ	ماموں کانجن	درج	ـ	روزنامہ خبریں
9جولائی	ک	خاتون	ـ	شادی شدہ	بشیر احمد، ممتاز	اہل علاقہ	گکو منڈی	درج	ـ	روزنامہ نئی بات
9جولائی	ـ	خاتون	30برس	ـ	ـ	ـ	ہربنس پورہ، لاہور	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	ـ	بچی	2برس	غیر شادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	ہری پور	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	احمد مجید	بچہ	13برس	غیر شادی شدہ	شفیق	اہل علاقہ	مانگا قلعہ نواں، مانگا منڈی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	ف	خاتون	20برس	شادی شدہ	دین محمد ڈیہو	سسر	پنو عاقل، سکھر، سندھ	درج	ـ	روزنامہ کاوش
10جولائی	ب	بچی	3برس	غیر شادی شدہ	شفیق	اہل علاقہ	مانگا قلعہ نواں، مانگا منڈی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
10جولائی	ش	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	اسداللہ	اہل علاقہ	قلعہ دیدار سنگھ، گوجرانوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	م	خاتون	ـ	ـ	حاکم علی	اہل علاقہ	حبیب آباد، پتوکی	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	امیر حمزہ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	بلو	اہل علاقہ	بستی قادر آباد، پتوکی	درج	ـ	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	اکبر	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	قمر	اہل علاقہ	سیالکوٹ	درج	ـ	ایکسپریس ٹریبون
11جولائی	ـ	بچہ	ـ	غیر شادی شدہ	شہزاد	اہل علاقہ	کاموکی	درج	ـ	ایکسپریس ٹریبون
11جولائی	نواب	بچہ	10برس	غیر شادی شدہ	مولوی عطا	استاد	نواب کوٹ، راجن پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
11جولائی	ف	خاتون	ـ	شادی شدہ	اسلم	ـ	صادق آباد	درج	ـ	روزنامہ خبریں
12جولائی	ت	بچی	11برس	غیر شادی شدہ	فواد	اہل علاقہ	کوٹ پکا قلعہ، قصور	درج	گرفتار	روزنامہ نیوز
12جولائی	ـ	خاتون	15برس	غیر شادی شدہ	نعیم، شکیل	اہل علاقہ	قصود	درج	ـ	روزنامہ نیوز
12جولائی	فیضان	بچہ	7برس	غیر شادی شدہ	صغیر	اہل علاقہ	موضع بوگرے، ڈسکہ	ـ	ـ	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	الف	خاتون	ـ	شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	اللہ آباد کالونی جیکب آباد، سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش
12جولائی	ن	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	تسلیم، شہزاد	ـ	بستی احمد پور، کرم پور	درج	ـ	روزنامہ خبریں
13جولائی	ـ	مرد	ـ	غیر شادی شدہ	نوشیر، جاوید	ـ	کبیر واہ	درج	ـ	روزنامہ خبریں
13جولائی	ـ	بچی	13برس	غیر شادی شدہ	ـ	اہل علاقہ	گاؤں احمد پور، وہاڑی	ـ	ـ	روزنامہ ڈان
14جولائی	حسین شاہ	مرد	16برس	غیر شادی شدہ	وقار	ـ	پرانی بازار، خیر پور ٹامیوالی	درج	گرفتار	شیخ مقبول
14جولائی	ب ب	خاتون	ـ	غیر شادی شدہ	عامر	ـ	بستی چکن، دھنوٹ	درج	ـ	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت/مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	ملزم گرفتار/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
14جولائی	م	خاتون	-	شادی شدہ	صغیر	اہل علاقہ	موضع بوگرے، ڈسکہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	-	خاتون	-	غیر شادی شدہ	جعفر	اہل علاقہ	گاؤں 65ڈی، پاکپتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	س	خاتون	-	-	تنویر	اہل علاقہ	پرتاپ نگر، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	ثناء	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	چک 479 گ ب، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	محمد حسنین	بچہ	-	غیر شادی شدہ	عرفان	اہل علاقہ	اسلام نگر، فیصل آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	محمد رمضان	بچہ	8برس	غیر شادی شدہ	ذیشان	اہل علاقہ	ٹوبہ ٹیک سنگھ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	ز	خاتون	-	غیر شادی شدہ	محمد لطیف	اہل علاقہ	گاؤں یاں والی، پاکپتن	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	ط	خاتون	-	-	مجاہد	اہل علاقہ	جھنگ	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	-	خاتون	-	شادی شدہ	حنیف	-	-	درج	-	روزنامہ خبریں
16جولائی	ن	خاتون	35برس	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	دولت گیٹ، ملتان	درج	-	روزنامہ نیوز
16جولائی	ز	خاتون	-	-	سعید الرحمان	اہل علاقہ	چیچہ وطنی	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
16جولائی	م	خاتون	14برس	غیر شادی شدہ	کرامت علی	اہل علاقہ	کوٹ رادھا کشن	درج	گرفتار	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	-	مرد	19برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	حافظ آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	ر	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	حافظ آباد	درج	-	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	ش	خاتون	-	-	-	-	ڈجکوٹ، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	ر	خاتون	-	-	-	-	ڈجکوٹ، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	ن	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	-	ہڑپہ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
16جولائی	ن	خاتون	-	شادی شدہ	محمد اکمل	اہل علاقہ	موضع گنگی والا، سرائے سدھ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
17جولائی	ش	خاتون	-	شادی شدہ	نوید، ہارون	اہل علاقہ	گاؤں پرسرام، شاہکوٹ	-	-	روزنامہ نوائے وقت
17جولائی	بابر علی	بچہ	12برس	غیر شادی شدہ	یونس، صدیق، یاسین	اہل علاقہ	سانگلہ ہل	-	-	روزنامہ نوائے وقت
17جولائی	ر	خاتون	-	-	-	اہل علاقہ	کسووال	-	-	روزنامہ نوائے وقت
17جولائی	اسد اللہ	بچہ	8برس	-	-	-		-	-	روزنامہ نوائے وقت
18جولائی	ع پ	خاتون	-	شادی شدہ	والی ڈنو میمن	اہل علاقہ	غریب آباد محلّہ پکا چانگ، فیض گنج، خیر پور میرس۔ سندھ	درج	گرفتار	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر	ازدواجی حیثیت	ملزم کا نام	ملزم کا متاثرہ عورت /مرد سے تعلق	مقام	ایف آئی آر درج /نہیں	ملزم گرفتار /نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
18 جولائی	الف	خاتون	-	شادی شدہ	درگاہ کا متولی	-	لاڑکانہ، سندھ	-	-	روزنامہ کاوش
19 جولائی	الف	خاتون	-	شادی شدہ	ممتاز ٹانوری	اہل علاقہ	گوٹھ محمد مراد ٹانوری، جیکب آباد۔سندھ	-	-	روزنامہ کوشش
20 جولائی	-	خاتون	22 برس	-	عمران، شان	اہل علاقہ	تھانہ مریدوالا، فیصل آباد	درج	-	ایکسپریس ٹریبون
21 جولائی	ف	خاتون	-	شادی شدہ	غلام عباس میتلو	سابق خاوند	گوٹھ خدا بخش میتلو، پیر گوٹھ، خیر پور میرس۔سندھ	-	-	روزنامہ کاوش
21 جولائی	س	خاتون	-	شادی شدہ	علی ڈنو، علی نواز، کگڑو، ارشاد سومرو	اہل علاقہ	گوٹھ خیر محمد جھنجھرو، سوراہ، چونڈکو، خیر پور میرس۔سندھ	-	-	روزنامہ کاوش
21 جولائی	الف	خاتون	-	غیر شادی شدہ	نور احمد تنیو	-	نظر محلہ لاڑکانہ۔سندھ	درج	-	روزنامہ کاوش
21 جولائی	زاہد اقبال	بچہ	8 برس	غیر شادی شدہ	رمضان، سفیان	اہل علاقہ	پاک ٹاؤن، کامونکی	درج	-	روزنامہ خبریں
21 جولائی	م	بچی	13 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	منڈی فیض آباد	درج	-	روزنامہ خبریں
22 جولائی	عثمان	بچہ	10 برس	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	گوجرانوالہ	درج	-	روزنامہ نئی بات
22 جولائی	ی	خاتون	-	غیر شادی شدہ	چاند، فیصل، خرم	اہل علاقہ	ماموں کانجن	درج	گرفتار	روزنامہ خبریں
23 جولائی	-	بچی	3 برس	غیر شادی شدہ	نوید	اہل علاقہ	فیکٹری ایریا، فیروزوالہ	درج	گرفتار	روزنامہ ایکسپریس
23 جولائی	-	بچی	11 برس	غیر شادی شدہ	-	باپ	کوٹ عبدالمالک	-	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جولائی	اسداللہ	مرد	14 برس	-	یاسین	اہل علاقہ	جہلم	-	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جولائی	الف	خاتون	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	اسلام نگر، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جولائی	ی	خاتون	-	غیر شادی شدہ	صابر، بلا	اہل علاقہ	اسلام نگر، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جولائی	مدثر	مرد	-	غیر شادی شدہ	-	اہل علاقہ	اسلام نگر، فیصل آباد	-	-	روزنامہ نوائے وقت
23 جولائی	-	خاتون	-	-	-	اہل علاقہ	پاکپتن	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
23 جولائی	-	خاتون	-	شادی شدہ	-	اہل علاقہ	پاکپتن	درج	-	روزنامہ ایکسپریس
23 جولائی	س	خاتون	18 برس	غیر شادی شدہ	عزیز الرحمان	اہل علاقہ	دربار شاہ کوٹ، حافظ آباد	-	-	روزنامہ ایکسپریس
23 جولائی	ع	خاتون	-	غیر شادی شدہ	مجاہد	دیور	چک 220 رب فیصل آباد	-	-	روزنامہ ایکسپریس
24 جولائی	ن	خاتون	15 برس	غیر شادی شدہ	آصف	اہل علاقہ	پاکپتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24 جولائی	راول حیات	بچہ	12 برس	غیر شادی شدہ	ریاض	اہل علاقہ	پاکپتن	-	-	روزنامہ نوائے وقت
24 جولائی	ر	خاتون	50 برس	-	محمد یونس	اہل علاقہ	چونگی امرسدھ، لاہور	درج	-	روزنامہ خبریں

برا قانون نافذ کرنے کا خبط

آئی۔اے۔رحمٰن

تحفظ پاکستان کے مجوزہ قانون پر ٹھنڈے دل سے بحث کے بارے میں اسٹیبلشمنٹ کی بیزاری بہت حیران کن ہے۔ایسا ہونے سے کم ازکم حقوق کے سرگرم کارکنوں کے کچھ خدشات کوتو دور کیا جاسکتا تھا۔

ریاست کولاحق خطرہ کی سنگینی اور اس کی سالمیت کی حفاظت کی حکومتی ذمہ داری میں کلام نہیں۔تمام بحث عسکریت پسندی کے خلاف اقدامات کو تنازعات کے علاقوں اور ریاست کے دشمنوں تک محدود کرنے، اور اس بات کو یقینی بنانے کی ضرورت سے متعلق ہے کہ بنیادی حقوق کی تحقیر ایسی بھی نہ ہو کہ قومی آئین اور بین الاقوامی معاہدات میں مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرجائے۔ جب سال2013 کے آخری روز تحفظ پاکستان آرڈیننس پہلی بار جاری کیا گیا تو اس کا ہدف دو قسم کے افراد تھے 'جنگجو دشمن' اور 'دشمن اجنبی' اور دونوں پاکستان کے خلاف جنگ چھیڑنے یا بغاوت میں شامل ہونے کے لئے تادیبی کارروائی کے سزاوار تھے۔اول الذکر زمرہ بعد میں ختم کر دیا گیا، شاید جنگی قوانین کے تحت ذمہ داری سے بچنے کے لئے ،اور یوں اب مجوزہ قانون مکمل طور پر عسکریت پسندوں، پاکستانی اور غیر ملکی دونوں، کے خلاف ہے۔قانون بنانے والوں سے بظاہر چوک ہوئی جو انہوں نے 'دشمن اجنبی' کی ایک ایسے 'عسکریت پسند' کے طور پر تشریح کی ہے جو یا تو اجنبی ہے یا وہ قومیت میں حاصل شہریت کھونے پر ایسا بن گیا ہے۔

چونکہ اجنبی کے پاکستان کے خلاف جنگ میں ملوث ہونے کا کوئی ذکر نہیں، یہ شق پاکستان میں پائے جانے والے کسی بھی غیر ملکی کو دشمن قرار دے سکتی ہے۔لیکن ان اجنبیوں کو جنہوں نے پاکستان کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائے، فارنرز ایکٹ کے تحت جیل بھیجا جاسکتا ہے یا سیکیورٹی آف پاکستان ایکٹ کے تحت ملک بدر کیا جاسکتا ہے تو انہیں ہم تحفظ پاکستان کے قانون کے تحت کیوں لائیں؟ یہ مسئلہ صرف جنگجوؤں کو 'دشمن غیر ملکی' کے زمرہ میں شامل کرنے سے حل کیا جاسکتا تھا۔

'عسکریت پسند' کی تشریح نے اسٹیبلشمنٹ کی نیت کے بارے میں مزید شکوک و شبہات پیدا کر دیے ہیں۔ عسکریت پسند کی پانچ تعریفوں کے حوالہ سے عسکریت پسند کی شناخت ایک ایسے شخص کے طور پر کرتی ہیں جو پاکستان کے خلاف ہتھیار اٹھاتا ہے یا ایک جدول میں شامل جرم کا ارتکاب کرتا ہے اور ہمیں ان تعریفوں پر کوئی اعتراض نہیں۔ 'عسکریت پسند' کی جو تعریف تشویش کا سبب ہے، یہ ہے:.2 (ڈی) "عسکریت پسند" کا مطلب کوئی بھی ایسا شخص جو "اس انداز میں دھمکی دیتا ہے، عمل کرتا ہے یا عمل کی کوشش کرتا ہے جو پاکستان کی سلامتی، سالمیت یا دفاع کے لیے مضر ہو".

وکلاء، قانون کے طالب علم اور انسدادی حراست کے قوانین کے متاثرین سبھی ان تراکیب سے واقف ہیں۔ یہ انسدادی حراست کا اختیار دینے والے تمام قوانین میں پائی جاتی ہیں کیوں کہ یہ آئین کی شق 10 کے تحت انسدادی حراست کے کسی بھی قانون کی موزونیت کے لئے پہلا جواز فراہم کرتی ہیں۔شہریوں کو ان کے حقوق، خاص طور پر ان کے ان کے حکمرانوں کے ساتھ اختلاف کے حق، سے محروم کرنے کے لیے پاکستان میں اور کوئی الفاظ اس برے طریقے سے استعمال نہیں کیے گئے۔ 'عسکریت پسند' کی اس تعریف سے بجا طور پر بنیادی حقوق اور آزادی پر حملوں کے خدشات خاص طور پر بلوچستان اور سندھ سے تعلق رکھنے والے سیاسی مخالفین میں، بھڑکے ہیں۔

نئے قانون پر ایک سنگین اعتراض مشتبہ افراد پر مسلح افواج، پولیس اور دیگر سول مسلح افواج کو گولی چلانے کی اجازت سے متعلق ہے۔کافی تگ ودو کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ صرف گریڈ 15 یا اس سے اوپر کے پولیس افسر فائرنگ کا حکم دے سکتے ہیں۔لیکن فوج کے جوانوں، رینجرز، ایف سی اور کوسٹ گارڈز پر ایسی کوئی شرائط عائد نہیں ہوتیں۔ یہ امتیاز بہت غیر منصفانہ ہے۔

نئے قانون پر ایک سنگین اعتراض مشتبہ افراد پر مسلح افواج، پولیس اور دیگر سول مسلح افواج کو گولی چلانے کی اجازت سے متعلق ہے۔کافی تگ ودو کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ صرف گریڈ15 یا اس سے اوپر کے پولیس افسر فائرنگ کا حکم دے سکتے ہیں۔لیکن فوج کے جوانوں، رینجرز، ایف سی اور کوسٹ گارڈز پر ایسی کوئی شرائط عائد نہیں ہوتیں۔ یہ امتیاز بہت غیر منصفانہ ہے۔

ساتھ ہی ساتھ، جس نکتہ پر بحث نہیں ہوئی وہ یہ ہے کہ ایک منصفانہ ذہن کے ساتھ مشاورت کی ضرورت کے طور پر اس بات سے اتنا فرق نہیں پڑتا کہ فائرنگ کا حکم کس عہدے کے افسر نے دیا۔کیا لوگوں کو گولی مارنے کا اختیار 'مقابلہ' میں ہلاکتوں کے لئے بدنام اہل کاروں کو دیا جاسکتا ہے؟

اس کے علاوہ، سینیٹ کی طرف سے شامل کیے گئے حفاظتی اقدامات ناکافی ہیں۔ فائرنگ کے نتیجہ میں موت یا مہلک زخم کی صورت میں محکمانہ تحقیقات کی جائے گی۔ایسے اقدامات کس پاکستانی کو قبول ہوں گے۔مخصوص حالات میں وفاقی حکومت عدالتی تحقیقات کا حکم دے سکتی ہے۔اگر قانون سازوں کو اپنے ہم وطنوں کی زندگیوں کا احترام ہوتا تو وہ اس موضوع پر موجودہ قانون کی بازیافت کرتے اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی فائرنگ سے ہونے والی تمام ہلاکتوں کی عدالتی تحقیقات لازم قرار دے دیتے۔

اس قانون کی سب سے ناگوار شق سیکشن5 ہے جو 2014 کے تحفظ پاکستان آرڈیننس کے اجراء سے پہلے مسلح افواج یا سول مسلح افواج کی طرف سے کسی بھی شخص کی گرفتاری یا حراست کو موثر بہ ماضی تحفظ فراہم کرتی ہے۔ یہ غیر معمولی طور پر غیر اخلاقی شق ان تمام افراد کی گرفتاری اور حراست کو قانونی تحفظ فراہم کرتی ہے جن کی تحویل کے بارے میں سالہا سال تردید کی جاتی رہی ہے۔پھر بلوچستان میں شدید ردعمل پر حیرت کیوں؟ اتنا ہی قابل مذمت غیر مجاز حراستی مراکز/سیف ہاؤسز کو جائز قرار دینا ہے۔

ایک غیر معمولی شق جو حکومت کو مجوزہ قانون کے جدول میں ترمیم کی اجازت دیتی ہے، کا دفاع یوں کیا جاسکتا ہے کہ انسداد دہشت گردی ایکٹ میں بھی اسی طرح کی ایک شق موجود ہے۔علاوہ اس امر کے کہ بری مثالوں کو بھولنا بہتر ہے، یہ معاملہ قانون سازوں کی سنجیدہ توجہ کا مستحق ہے۔

شیڈول میں تبدیلیاں، خاص طور پر نئے جرائم کا اضافہ، قانون سازی ہی ہے اور یہ کام انتظامیہ کو سونپا نہیں جا سکتا۔اگر حکومت جدول میں امن کی چھوٹی موٹی خلاف ورزی بھی شامل کر دیتی ہے تو کیا ہوگا؟ عدالتیں یقیناً اسے کالعدم قرار دے دیں گی۔لیکن قانون سازی میں خامیوں سے صرف نظر ناقص قانون سازی کے برابر ہے۔ذرا غور کیجیے عدالتی مداخلت سے قبل لوگوں پر کیا بیتے گی؟

مانا کہ آخر میں پارلیمنٹ کی طرف سے منظور شدہ بل قومی اسمبلی سے پہلے منظور کیے گئے بل جتنا برا نہیں مگر یہ کسی قانون کو جانچنے کا مناسب طریقہ نہیں۔کوئی بھی نیا قانون اندرونی جواز، آئینی ضروریات اور بین الاقوامی ذمہ داریوں کے ساتھ ہم آہنگی، اور موجودہ نظام کے ذریعہ منصفانہ اطلاق کی صفات سے متصف ہونا چاہیے۔ دوسری صورت میں معمولی سے حفاظتی اقدامات کے اضافہ سے 1867 کے پنجاب مرڈرس آؤٹر یجز ایکٹ اور رولٹ ایکٹ کو قابل قبول بنایا جاسکتا تھا۔

اسٹیبلشمنٹ کا اس خبط قانون کے لیے جنون اور کسی نہ کسی طرح اسے منظور کروانے کے لئے کوششوں سے اس بات کا اشارہ ملتا ہے اس کی منطق سے زیادہ انتظامیہ کی ایک مہلک اوزار حاصل کرنے کی خواہش زیادہ فیصلہ کن ثابت ہوئی ہے ۔ قانون اور شہری آزادیوں کی حکمرانی کا دفاع کرنے والوں کے لئے یہ ایک براشگون ہے۔

(ایک آدھ ترمیم کے بعد یہ قانون اب نافذ العمل ہوچکا ہے)

(انگریزی سے ترجمہ، بشکریہ ڈان)

انتشار کے خالق

یقینی نہیں کہ عوام قادری کے حکومت الٰہیہ کے ایجنڈے کا ساتھ دیں گے

آئی۔اے۔رحمٰن

اس ہفتے کے دوران پیش آنے والے واقعات نے یہ تو آشکار کر دیا کہ آئندہ انتشار کی شکل کیا ہوگی۔ تاہم یہ طے کرنا مشکل ہے کہ انتشار پیدا کرنے والوں میں سے کس کو زیادہ قصوروار ٹھہرایا جائے۔

موجودہ حکومت کو چیلنج کرنے کے پس پردہ طاہر القادری کے جو بھی عزائم رہے ہوں، ان کے اس عمل کو جمہوری روایت کے تحت تحفظ حاصل ہے۔ لانگ مارچوں یا رکاوٹوں پر ریاستی اداروں کے ساتھ مڈھ بھیڑ کرنے کے لئے اپنے معتقدین کی بھیڑ کو اکٹھا کرنے کی ان میں جو اہلیت ہے، شاید اس نے اکسایا ہو کہ وہ دوسروں پر بھی اپنی اس اہلیت کو آشکار کریں اور وہ بھی محض ہیجان اور تھرتھری پیدا کرنے کے لئے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ یہ سب کچھ اس وقت تک کرتے رہیں جب تک ان کے تمام وسائل خرچ نہیں ہو جاتے یا ان کے معتقدین بے سمت مارچوں سے تھک نہیں جاتے۔

ان کے قلعے پر پنجاب پولیس جس طرح حملہ آور ہوئی اور نتیجے میں وحشیانہ طور پر ان کے حمائتیوں کی جانیں لی گئیں، اس طریق کار پر وہ پنجاب حکومت کی پکڑ کرنے کے حوالے سے محفوظ مدار میں ہیں اور واویلا کرنے میں حق بجانب ہیں۔ بہر حال جمہوری عناصر حکومت کی تبدیلی کے لئے ان کے مطالبے کی حمایت نہیں کریں گے۔ اس لئے کہ موجودہ حکومت کا جواز اس عوامی مینڈیٹ میں ہے جو اس نے گزشتہ برس کے انتخابات کے نتیجے میں حاصل کیا۔ طاہر القادری نے ان انتخابات میں حصہ نہیں لیا تھا۔ انہوں نے الیکشن کمیشن اور سیاسی نظام کو مسترد کرنے کا جو اعلان کیا، اس سے بھی انہیں کوئی مدد نہیں مل سکی تھی اس لئے کہ ان کی اس مہم پر لوگوں نے توجہ ہی نہیں دی بلکہ لوگ بھاری تعداد میں پولنگ سٹیشنوں پر قطاروں میں کھڑے ووٹ ڈالنے کی باری کے منتظر رہے۔

ڈاکٹر قادری اپنے تئیں جن اقدامات کو حکومتی ناکامی تصور کرکے حکومت پر تنقید کرتے ہیں، یا خامیوں کی نشاندہی کرتے ہیں تو شاید وہ غلطی پر نہ ہوں۔ تاہم حکومت کے بارے میں فی الحال کوئی حتمی فیصلہ اس لئے نہیں دیا جاسکتا کہ حکومت نے اپنے پانچ سالہ دور اقتدار کا ابھی پہلا سال ہی مکمل کیا ہے۔ ایک بات ذہن نشین رہنی چاہیے کہ ووٹوں کے ذریعے منتخب ہونے والی حکومت کو ختم کرنے کے لئے یہ ثابت کرنا ضروری ہے کہ اس کا وجود قومی مفاد کے خلاف ہے۔

متذکرہ دلائل کسی انقلابی ابھار پر منطبق تو نہیں ہوتے لیکن ابہام یہ ہے کہ کیا پاکستانی عوام اپنی اس استعداد سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں جو انہیں بہتر راستہ تلاشنے میں مدد دیتی ہے اور کیا وہ خفیہ حکومت الٰہیہ کے لئے قادری کے ایجنڈے کی حمایت کریں گے۔ قادری صاحب اس بات کا ادراک نہیں کر رہے کہ وہ طالبان کو، جن کی مخالفت کا وہ دعویٰ کرتے ہیں، سہولت فراہم کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ وہ اپنے عمل سے ان قوتوں کو انتشار پیدا کرنے کا راستہ دکھا رہے ہیں جن کی قیادت مذہب کے ٹھیکیداروں کے ہاتھوں میں ہے۔

ڈاکٹر قادری کے سر پر سوار جاہ طلبی کی شدید خواہش کو جاننے کے باوجود بہت سی سیاسی جماعتوں کی طرف سے ڈاکٹر قادری کی ناز برداری کا فیصلہ ناقابل فہم ہے۔ ماڈل ٹاؤن پولیس کی طرف سے کئے جانے والے تشدد کے خلاف پاکستان عوامی تحریک کے ساتھ اظہار یکجہتی بالکل صحیح لیکن اس کے سیاسی پلیٹ فارم پر شریک ہونے کا مطلب صرف یہی ہوسکتا ہے کہ ماورائی جمہوری طریقوں سے اقتدار میں سے اپنا حصہ وصول کیا جائے۔

دوسری جانب حکومت قادری کے چیلنج کا سامنا کرتے وقت

> کیا ایسا ممکن نہیں تھا کہ قادری کے جلوس کو کسی بدمزگی کے بغیر سنبھال لیا جاتا؟

حماقت پر حماقت کرتی چلی گئی۔ لاہور میں قادری کی جماعت کے دفتر پر پنجاب کے حکام نے جس طرح ہلا بولا، وہ حکومتی گھمنڈ کی بدترین مثال تھی جو مہذب حکمرانی سے کسی طور لگا نہیں کھاتی۔ سوموار کو قادری کی پاکستان آمد پر حکومت نے خوفزدگی کے عالم میں جو لائحہ عمل اختیار کیا وہ محض غیر مناسب ہی نہیں بلکہ خودکشی کے مترادف تھا۔

بالغ نظری سے عاری پاکستانی اسٹیبلشمنٹ نے عمومی طور پر طاقت کے ذریعے احتجاجوں کو روکنے کا طریقہ اپنا کر اپنے خلاف احتجاجی عمل کو مضبوط کیا ہے۔ سیاسی احتجاج کو تشدد کے ذریعے روکنا غیر ضروری اور نامعقول راستہ ہوتا ہے۔ اسٹیبلشمنٹ کا اختیار کردہ یہی وہ عمل تھا جس نے مشرقی بنگال کے لوگوں میں ریاست سے بیگانگی کا شدید احساس پیدا کیا تھا۔ متشدد قوت کے استعمال کے ذریعے سیاسی دھمکیوں کا مقابلہ کرنے کی روایت آج بھی جاری ہے۔ خصوصاً پنجاب میں تو یہ عام ہے۔ حالانکہ ہجوم پر قابو پانے کے دوسرے متعدد کامیاب طریقے موجود ہیں۔ اس کامیاب طریقے کی یادگار مثال ضیاء، جونیجو کے دور حکومت میں اس وقت سامنے آئی جب 1986ء میں بے نظیر بھٹو جلاوطنی سے وطن واپس پہنچیں۔ بے نظیر بھٹو کے استقبال کے لئے بے پناہ ہجوم لاہور کے ہوائی اڈے پر موجود تھا لیکن اس ہجوم کو بغیر کسی تشدد کے قابو میں رکھا گیا۔ بالکل اسی طرح سابقہ حکومت نے گزشتہ برس مارچ میں قادری کے لانگ مارچ کو نظم وضبط میں رکھا، وہ بھی قابل تقلید مثال ہے۔ اس کے برخلاف مشرف کی حکومت کو وکلاء پر تشدد کی قیمت ادا کرنا پڑی۔ اس کے علاوہ بے نظیر بھٹو کے تحفظ میں ناکامی کے باعث ملک کو ناقابل تلافی نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔

حکومت کو اس پر سنجیدگی سے غور کرنا چاہیے کہ کیا ایسا ممکن نہیں تھا کہ سوموار کو قادری کے جلوس کو کسی بدمزگی کے بغیر سنبھال لیا جاتا۔ اگر قادری کو اسلام آباد میں اترنے کی اجازت دی جاتی اور حکومت مخالف رہنماؤں کے ساتھ گجرات میں ظہرانہ کھانے دیا جاتا تو کونسی آفت آجاتی؟ حکومت کا یہ موقف کہ وہ ممکنہ حملہ سے قادری کو تحفظ دینا چاہتی تھی، کسی کو ہضم نہیں ہوا۔ اس قسم کے عذر سے لوگوں کو قائل نہیں کیا جاسکتا۔ اگر حکومت کے اس خوف کی کوئی بنیاد تھی تو پھر اپنی حکمت عملی تیار کرنے کے لئے ضروری تھا کہ قادری اور حزب اختلاف کو اس حوالے سے اعتماد میں لیا جاتا۔

حکومت نے اپنی نااہلی کو چھپانے اور وضاحتیں کرنے کی ذمہ داری صرف اور صرف وزیر اطلاعات کو سونپ دی۔ اسلام آباد میں اس ڈرامے کے اختتام کے قریب ریلوے کے وزیر نے اپنی ریل گاڑی کو پٹریوں کے بغیر ہی چلانے کی کوشش کی۔ وزیر داخلہ نے اس سارے ڈرامے پر مکمل خاموشی اختیار کئے رکھی ان کی وزارت کا ذکر صرف یوں ہوا کہ اس نے پولیس تشدد کو صرف لاٹھی چارج تک محدود رکھنے کی ہدایت کر رکھی تھی۔ اور اس فیصلے کو سراہا بھی گیا۔ اسلام آباد اور لاہور کے ہوائی اڈوں کی بندش کے دوران حکومت نے یہ احساس نہیں کیا کہ اس سے ملک کو کس قدر نقصان ہوگا اور ایک دوست ائرلائن کی سخت ناراضگی مول لینا پڑے گی۔ آخر کار لاہور میں ڈرامے کے اختتامیے سے ظاہر ہوا کہ گھاٹے میں حکام ہی رہے۔

حکومت کو جس بحران کا سامنا ہے، وہ قادری کی طرف سے پڑنے والے دباؤ سے کہیں زیادہ ہے۔ اور اب یہ ڈھکی چھپی بات نہیں رہ گئی کہ جمہوری سیاست کو ایک بار پھر جمہوریت کے روائتی مخالفوں کی طرف سے خطرہ ہے۔ اس حقیقت پر یقین کرنے کی وجہ موجود ہے کہ حکومت کے خلاف پھیلائی جانے والی متعدد کہانیاں اسی بڑی مہم کا حصہ ہیں۔ لیکن حکومت محض اپنے ہونے کے جواز پر انحصار کرکے کامیابی حاصل نہیں کرسکتی اور اس حقیقت سے آنکھیں نہیں چرائی جاسکتیں کہ ماورائے آئین اقدامات پر دوبارہ عمل کرنے کے نتائج کس قدر خطرناک ہوسکتے ہیں۔ اور جمہوری نظام میں خلل ڈالنے سے پاکستان ایک بار پھر پہلے والے حالات کا شکار ہو جائے گا جس کے باعث فیڈریشن کھوکھلی ہونے کے ساتھ ساتھ معیشت کی بحالی کا راستہ رک جائے گا۔

اس خطرناک صورتحال میں حکومت کو ایک وسیع تر جمہوری اتحاد سے طاقت حاصل کرنی چاہئے اور ملک کی سیاسی جماعتیں، کم از کم ان کی اکثریت، جمہوری نظام کو تہس نہس کرنے کے درپے قوتوں کے خلاف یکجا ہو کر ملک کو اس انتشاری کیفیت سے باہر نکال سکتی ہیں۔ محمود خان اچکزئی کے دانشمندانہ بیان کا مفہوم بھی یہی ہے۔ اس کے بغیر جمہوری نظام کی بقا ممکن نہیں۔ مزید برآں کسی کو یہ شبہ نہیں ہونا چاہیے کہ وہ فارمولا جو حکومت کو چلنے میں آج کے لئے مددگار ہوگا وہ اپنی افادیت مستقلاً قائم نہیں رکھ پائے گا۔

(انگریزی سے ترجمہ۔ بشکریہ ’’ڈان‘‘)

تعلیم

تعلیمی سہولیات کے بغیر سکول

اوکاڑہ بصیر پور شہر کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ شہر میں ایک گورنمنٹ ڈگری کالج بوائز بصیر پور واقع ہے۔ اس کالج میں زیر تعلیم طلبا کی تعداد تین سو ہے۔ کالج میں زیر تعلیم سائنس کے طلباء کی تعداد پچاس ہے۔ سائنس کے طلباء کے لیے سائنسی لیبارٹریاں تعمیر ہی نہیں کی گئیں ہیں۔ کالج کی چار دیواری کئی جگہوں سے گر چکی ہے۔ ہوسٹل اور پرنسپل کی رہائش گاہ نامکمل ہے۔ کالج میں عربی، اسلامیات اور فزکس وکیمسٹری کے اساتذہ کی اسامیاں خالی پڑی ہیں۔ کالج میں طلباء کے کھیلنے کے لیے کوئی گراؤنڈ نہیں ہے۔ مقامی شہریوں نے گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج بصیر پور کے مسائل کے حل کے لیے سیکرٹری تعلیم اور ڈائریکٹر کالجز ساہیوال کو متعدد درخواستیں دی ہیں تاہم ان کا نوٹس نہیں لیا گیا۔ طالب علم محمد یاسر نے بتایا کہ ان کا کالج گوناں گوں مسائل سے دوچار ہے اس کالج کی نامکمل عمارت کو مکمل کرنے اور سہولیات کی فراہمی کے لیے متعدد درخواستیں دی ہیں تاہم ان کا نوٹس نہیں لیا گیا۔ پرنسپل کالج ہذا محمد اظہار کاظمی نے بتایا کہ کالج کی نامکمل عمارت کو مکمل کروانے اور سہولیات کی فراہمی کے لیے وہ کوششیں کر رہے ہیں۔

(اصغر حسین)

اساتذہ تنظیم کا احتجاجی مظاہرہ

کوئٹہ 9 جولائی کو خاتون ٹیچر کے ساتھ محکمہ تعلیم کے افسران کے ناروا سلوک کیخلاف اساتذہ تنظیم نے 9 جولائی کو احتجاجی مظاہرہ کیا اور دھرنا دیا۔ نظامت تعلیمات کوئٹہ میں بلوچستان سکول ٹیچر ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام مظاہرہ کیا گیا۔ مظاہرین سے خیر محمد شاہین نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ خاتون شازیہ رفیق کے ساتھ افسران نے ناروا سلوک کیا، اسے گھر سے دور ٹرانسفر کر دیا گیا اور تین ماہ سے اس کی تنخواہ بند کر دی گئی ہے۔ تنخواہ کی بندش کے باعث خاتون کرایہ کے گھر سے بے دخل ہوگئی جبکہ اب اسے سر چھپانے کے لیے بھی جگہ میسر نہیں۔ اب وہ دو بچوں کے ساتھ ریلوے سٹیشن پر مسافر خانے میں رات گزارنے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے اس مسئلے کا نوٹس لینے کا مطالبہ کیا ہے کہ متاثرہ خاتون کو انصاف دلایا جائے۔

(ہزار خان)

نظام تعلیم میں بہتری لانے کا مطالبہ

حیدرآباد حیدرآباد میں منعقدہ ایک اجلاس میں مقررین اور حاضرین نے زندگی کے تمام شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد پر زور دیا کہ وہ حکومت پر دباؤ ڈالیں کہ وہ نظام تعلیم کو بہتر بنائے جو کئی دہائیوں سے زوال کا شکار ہے۔ تعلیم بچاؤ مہم کمیٹی (ٹی بی سی) کے کوآرڈینیٹر ابرار قاضی نے کہا ہے کہ حکومت نظام تعلیم کو بہتر بنانے میں لاچار اور بے بس دکھائی دیتی ہے۔ حکومت تعلیمی نظام میں تبدیلی کے حوالے سے مایوسی کا شکار ہے۔ انہوں نے لوگوں سے اپیل کی ہے کہ وہ اس حوالے سے حکومت کو اپنی ذمہ داریوں کی انجام دہی پر مجبور کرنے کے لئے اپنا موثر کردار ادا کریں۔ اجلاس میں اعلان کیا گیا کہ ضلع حیدرآباد میں 20 رکنی کمیٹی تشکیل دی جا رہی تھی اور رائے عامہ کی بیداری کی مہم کے لیے جلد ہی دیگر اضلاع میں بھی ایسی کمیٹیاں قائم کی جائیں گی۔ دی فیڈریشن آف آل پاکستان یونیورسٹی اکیڈمک سٹاف ایسوسی ایشن کے نائب صدر اور سندھ یونیورسٹی ٹیچرز ایسوسی ایشن کے صدر ڈاکٹر اظہر علی شاہ نے کہا کہ تعلیم بچاؤ کمیٹی کو ایک پانچ سالہ حکمت عملی بھی تشکیل دینی چاہیے تاکہ سکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم میں بہتری لائی جاسکے۔ ان کا کہنا تھا کہ موجودہ نظام تعلیم میں جوابدہی کا کوئی سسٹم موجود نہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ کمیٹی کو اس حکمت عملی کے کامیاب نفاذ کو یقینی بنانا چاہیے۔ انہوں نے کہا کہ نظام میں بہت سے نقائص ہیں جن میں چربہ سازی، فرضی ملازمین، لاپرواہ اساتذہ اور خراب انفراسٹرکچر شامل ہیں۔ جام چانڈیو کا کہنا تھا کہ قابلیت کے معیار کو برقرار رکھے بغیر نظام میں بہتری نہیں لائی جاسکتی۔ انہوں نے مزید کہا کہ: ''آج سیاسی مداخلت کی وجہ سے یونیورسٹیاں ٹھیک طور پر کام نہیں کر رہیں''۔ انہوں نے اساتذہ کی تربیت کے لئے کانفرنسوں کے انعقاد اور ان سے متعلقہ مواد کی اشاعت کا مطالبہ کیا۔ شاہ عبداللطیف یونیورسٹی شکارپور کے پرو وائس چانسلر پروفیسر ڈاکٹر لطف اللہ منگی نے تعلیمی نظام کے زوال اور تباہی کا ذمہ دار پورے معاشرے کو ٹھہرایا۔ انہوں نے کہا وہ 36 سال تک یونیورسٹی میں پڑھاتے رہے اور انہوں نے محسوس کیا کہ ''اگر کوئی استاد اپنے پیشے کے ساتھ مخلص ہو تو کوئی بھی بااثر شخص اسے اپنے طالب علموں تک علم کی روشنی پہنچانے سے نہیں روک سکتا''۔ ایچ آر سی پی حیدرآباد کے کوآرڈینیٹر ڈاکٹر اشوتھاما کا کہنا تھا کہ ہمارے ہاں قوانین موجود ہیں لیکن لوگوں کو ان پر عملدرآمد کے لیے ہر ممکن کوششیں کرنی چاہئیں۔ انہوں نے تجویز پیش کی کہ حکومت پر زور دینا چاہیے کہ وہ اقوام متحدہ کے تعلیم سے متعلق میثاق پر عمل کرے۔ ابرار قاضی کا کہنا تھا کہ تعلیم بچاؤ کمیٹیاں اپنے متعلقہ علاقوں میں ضلعی اور تعلقہ افسروں سے ملاقات کریں گی اور کالجوں کے غیر فعال ہونے کے پس پردہ وجوہات کا پتہ لگائیں گی اور مسائل کو حل کرنے میں مدد دیں گی۔ وہ نظام اور معیار تعلیم میں بہتری کے حوالے سے اساتذہ کی تنظیموں سے ملاقات کرنے کے علاوہ ان کی جائز شکایات دور کرنے میں ان کی مدد کریں گی۔

اعلامیہ

سیمینار میں جاری کردہ اعلامیے میں کہا گیا کہ شرکائے اجلاس سندھ میں تعلیم کی خوفناک صورتحال کے حوالے سے سندھ حکومت کی بے حسی اور اس حوالے سے کوئی اقدام نہ کرنے پر شدید مایوس ہیں۔ اعلامیے میں صوبائی حکومت پر زور دیا گیا کہ وہ دس سال کے لئے ''تعلیمی ایمرجنسی'' کا اعلان کرے اور اعلیٰ تعلیمی اداروں میں سیاسی جماعتوں کی مداخلت پر پابندی لگائے۔ اساتذہ کی تنظیموں کو بھی تعلیمی سرگرمیوں میں خلل ڈالنے سے روکا جائے۔ اعلامیے میں تمام ٹیکنیکل اور ووکیشنل اداروں کو مکمل طور پر فعال بنانے اور انہیں سہولیات سے آراستہ کرنے پر بھی زور دیا گیا۔ اعلامیے میں ذہین طالب علموں اور اساتذہ کو انعام دینے اور غفلت برتنے والے اساتذہ کی سخت نگرانی کرنے اور ان کے خلاف سخت کارروائی کرنے کی بھی تجویز پیش کی گئی۔

(اشوتھاما)

بسیں فراہم کی جائیں

ہرنائی ہرنائی ڈگری کالج میں طلباء وطالبات انتہائی دور دراز علاقوں سے پڑھائی کے مقصد کے لیے آتے ہیں مگر انہیں ٹرانسپورٹ کی سہولت میسر نہیں۔ کوئی سرکاری بس نہ ہونے کی وجہ سے طالب علم اکثر غیر حاضر رہتے ہیں۔ جو کالج میں اپنی حاضری کو یقینی بناتے ہیں میں وہ دیر سے پہنچتے ہیں۔ محکمہ تعلیم سے اپیل ہے کہ ہرنائی ڈگری کالج کے طلباء وطالبات کے لیے ایک بس کا بندوبست کیا جائے۔

(نامہ نگار)

بند سکولوں کو کھولا جائے

ہرنائی ضلع ہرنائی کی یونین کونسل سپین تنگی ہرنائی ضلع کا ایک انتہائی غریب اور پسماندہ علاقہ ہے۔ یہاں پر موجود تمام پرائمری سکول بند ہیں۔ مزید برآں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔ پرائمری تعلیمی ادارے بھی کئی سالوں سے بند پڑے ہیں۔ لوگوں نے اعلیٰ حکام سے اپیل کی ہے کہ یہاں قائم تمام بند سکول پڑھائی کے لیے کھولے جائیں تاکہ ان کے بچوں کا قیمتی وقت مزید ضائع ہونے سے بچ جائے۔

(نامہ نگار)

صحت

شہری گندہ پانی پینے پر مجبور

ٹوبہ ٹیک سنگھ ٹوبہ دیہات کے مکین گندہ پانی پینے پر مجبور ہیں جس سے بیماریاں پھیلنے کا خدشہ ہے۔ واٹر سپلائی کا نظام نہ ہونے سے دیہاتی شدید پریشان ہیں۔ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ کے اکثر دیہات کے مکین پینے کے صاف پانی کی عدم دستیابی کے باعث شدید مشکلات کا شکار ہیں، کیونکہ مذکورہ دیہات میں زیر زمین پانی کڑوا ہونے کی وجہ سے ناقابل استعمال ہے جبکہ یہاں واٹر سپلائی کا نظام سرے سے موجود ہی نہیں ہے اس لئے مذکورہ دیہات کے ہزاروں مکین نہروں کے مضر صحت پانی کے استعمال سے طرح طرح کی بیماریوں کا شکار ہو کر موت کے منہ میں چلے جاتے ہیں، جن دیہات کا زیر زمین پانی کڑوا اور وہاں واٹر سپلائی کا نظام نہیں ہے ان میں چک نمبر 396 ج ب، 397 ج ب، 398 ج ب، 399 ج ب، 400 ج ب، 401 ج ب اور چک نمبر 403 ج ب شامل ہیں۔

(اعجاز اقبال)

مرکز صحت کی عمارت کی مرمت کروائی جائے

بصیرپور بصیرپور شہر کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ مقامی شہریوں کو علاج معالجہ کی سہولت کے لیے ایک مرکز صحت بصیر پور قائم ہے جبکہ میڈیکل آفیسر، لیڈی ڈاکٹر اور ڈینٹل سرجن کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ مرکز مذکورہ میں سرکاری ادویات کی شدید قلت ہے۔ مرکز کی عمارت کی کئی سالوں سے مرمت نہیں ہوئی ہے جس کی وجہ سے فرش ٹوٹ چکے ہیں، چھتیں خراب ہو چکی ہیں۔ کھڑکیاں اور دروازے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکے ہیں۔ مرکز صحت کی مرکزی دیوار بھی گر چکی ہے۔ نزدیکی آبادی کے لوگوں نے مرکز کے اندر سے گزرگاہ بنالی ہے جس کی وجہ سے سکیورٹی کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے۔ مقامی شہریوں نے مرکز صحت بصیر پور سے متعلقہ مسائل کے حل کے لیے متعدد درخواستیں دی ہیں مگر کوئی شنوائی نہیں ہوئی۔ مقامی شہریوں نے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اوکاڑہ سے مرکز صحت بصیر پور کی عمارت کی مرمت کروانے اور خالی آسامیوں پر فوری ڈاکٹروں کی تعیناتی کا مطالبہ کیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

صحت کی سہولیات کا فقدان

گنچھے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں طبی سہولیات کی شدید قلت ہے۔ لیڈی ڈاکٹرز کی عدم تعیناتی کے باعث خواتین مریضوں کو علاج و معالجے کے حوالے سے شدید مشکلات درپیش ہیں۔ علاوہ ازیں ہسپتال میں ادویات کی قلت ہے جس کے باعث لوگوں کو ادویات مہنگے داموں نجی میڈیکل سٹورز سے خریدنا پڑتی ہیں۔ نجی آلات اور ضروری مشینری بھی دستیاب نہیں ہے۔ ہسپتال میں طبی سہولیات کی عدم دستیابی کے باعث مریضوں کو علاج و معالجے کے لیے سکردو جانا پڑتا ہے اور بعض اوقات مریض فوری علاج نہ ملنے کے باعث راستے میں دم توڑ دیتے ہیں۔ مقامی شہریوں کا مطالبہ ہے کہ ہسپتال میں سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لیے ٹھوس اقدامات کئے جائیں۔

(نامہ نگار)

علاج معالجہ کے انتظامات بہتر کئے جائیں

ٹوبہ ٹیک سنگھ سول ہسپتال میں تعینات اکثر ڈاکٹر ڈیوٹی پر تاخیر سے آتے اور وقت سے پہلے چلے جاتے ہیں۔ اکثر ڈاکٹر تو حاضری لگاتے ہی غائب ہو جاتے ہیں کیونکہ مذکورہ ڈاکٹرز نے اپنے نجی کلینکس میں بھاری فیسوں کے عوض مریضوں کے چیک اپ اور آپریشن کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ دوسری جانب ڈیوٹی پر موجود ڈاکٹرز بھی مریضوں کو چیک کرنے کے بجائے ملٹی نیشنل ادویات ساز کمپنیوں کے نمائندوں کے ساتھ "معاملات" طے کرنے میں مصروف رہتے ہیں جس کے سبب علاج معالجے کی غرض سے ہسپتال آنے والے سینکڑوں مریضوں کو خواری کے سوا کچھ نہیں ملتا۔ ڈیلوری کیسوں کیلئے گائنی وارڈ میں آنے والی خاتون مریضوں کو اس سے بھی ابتر صورتحال کا سامنا کرنا پڑتا ہے جہاں تعینات عملے نے مریضوں کو داخل کرنے سے عموماً انکار کر دیتے ہیں جس کے باعث زچہ و بچہ کی زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ ہسپتال میں داخل اور آؤٹ ڈور یونٹ میں مریضوں کو ادویات ہسپتال سے فراہم کرنے کے بجائے مارکیٹ سے خریدنے کی ہدایت کر دی جاتی ہے۔ مریضوں اور ان کے لواحقین نے اعلیٰ حکام سے فی الفور نوٹس لیتے ہوئے اصلاح احوال کا مطالبہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں جب ہسپتال کے ایم ایس ڈاکٹر حسین نے رابطہ کیا گیا تو ان کا کہنا تھا کہ ہسپتال میں عملے اور ادویات کی کمی ہے تاہم تمام ڈاکٹرز ڈیوٹی پوری کرتے ہیں۔

(اعجاز اقبال)

شہریوں کو طبی سہولیات سے محرومی کا سامنا

پسنی بلوچستان کے ساحلی علاقے پسنی کی آبادی ڈیڑھ لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ لیکن صحت کی بنیادی سہولیات نہ ہونے کی وجہ سے اہلیان پسنی شدید مشکلات سے دوچار ہیں۔ اتنی بڑی آبادی والے شہر کو صرف ایک دیہی مرکز میسر ہے۔ جہاں کئی ڈاکٹرز کی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔ آکسیجن اور دیگر بنیادی ضروریات نہ ہونے کی وجہ سے اکثر حادثات میں زخمی افراد جاں بحق ہو جاتے ہیں۔ خواتین کے لیے شہر میں کوئی میٹرنٹی ہوم نہ ہونے کی وجہ سے حاملہ خواتین کو کراچی جانا پڑتا ہے جو کہ عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے اور اتنے طویل سفر سے راستے میں کسی بھی افسوسناک حادثے کا خدشہ رہتا ہے۔ کسی بھی آفت یا وبائی امراض پھوٹنے کی صورت میں قیمتی جانوں کے ضیاع کا خطرہ رہتا ہے۔ معمولی سی بیماری کے لیے بھی لوگ پرائیویٹ کلینکوں کی جانب رخ کرتے ہیں۔ جبکہ پرائیویٹ کلینک کا خرچہ عام انسان نہیں اٹھا سکتا۔ اہلیان پسنی کا اعلیٰ حکام سے مطالبہ ہے کہ وہ پسنی میں طبی سہولیات کی فراہمی کو یقینی بنائیں تاکہ لوگوں کی مشکلات کم ہو سکیں۔

(نامہ نگار)

طبی سہولیات فراہم کی جائیں

دالبندین ضلعی ہیڈ کوارٹر پرنس فہد ہسپتال میں کوئی سرجن ڈاکٹر تعینات نہیں۔ علاوہ ازیں میل اور فی میل ڈاکٹروں کی کئی آسامیاں خالی پڑی ہیں جس کے باعث مریضوں کو مشکلات کا سامنا ہے۔ مقامی شہریوں کا کہنا ہے کہ ہسپتال میں ادویات بھی دستیاب نہیں جس کے باعث انہیں نجی میڈیکل سٹورز سے مہنگے داموں ادویات خریدنا پڑتی ہیں۔ شہریوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا ہے کہ اس مسئلے کا نوٹس لیا جائے اور ہسپتال میں طبی سہولیت کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔

(یحییٰ خان)

خودکشی کے واقعات

مختلف اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں اور جہدحق کے نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹوں کے مطابق 26 جون سے 23 جولائی تک کے دوران ملک بھر میں 205 افراد نے خودکشی کرلی۔ خودکشی کرنے والوں میں 88 خواتین شامل تھیں۔ اسی عرصہ کے دوران 93 افراد نے خودکشی کرنے کی کوشش کی جنھیں بروقت طبی امداد دے کر بچالیا گیا۔ اقدام خودکشی کرنے والوں میں 40 خواتین شامل ہیں۔ اعداد وشمار کے مطابق خودکشی کرنے والوں میں 133 افراد نے گھریلو جھگڑوں ومسائل سے تنگ آ کر اور 16 نے معاشی تنگدستی سے مجبور ہوکر خودکشی کرلی۔ خودکشی کے واقعات میں 123 نے زہر کھا/پی کر، 29 نے خودکو گولی مارکر اور 28 نے گلے میں پھندا ڈال کر جان دے دی۔ خودکشی اور اقدام خودکشی کے 298 واقعات میں سے صرف 23 واقعات کی ایف آئی آر درج ہوئی۔

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جون	ساجدہ	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 268 گ ب، جڑانوالہ	–	روزنامہ جنگ
25جون	عبدالجبار	مرد	16برس	–	–	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	کوٹ ڈی جی، خیرپور	–	عبدالمنعم ابڑو
25جون	سونیا	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈھڈی والا، جڑانوالہ، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
25جون	–	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	نوراشریف، جنڈانوالہ	–	روزنامہ جنگ
25جون	بشیر	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	روکی ڈوگراں، سیالکوٹ	–	روزنامہ جنگ
26جون	رضیہ	خاتون	–	–	شادی شدہ	–	–	خیرپورسادات	–	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	طیبہ	خاتون	–	–	–	–	زہرخورانی	–	–	روزنامہ نوائے وقت
26جون	آفتاب	مرد	–	–	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	شفیق آباد، لاہور	–	روزنامہ نوائے وقت
26جون	تنویر	مرد	15برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خوشاب	–	روزنامہ نئی بات
26جون	راشد محمد	مرد	27برس	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	–	روزنامہ جنگ
26جون	نصیر	مرد	52برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سیالکوٹ	–	روزنامہ جنگ
26جون	اورنگزیب	مرد	–	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	دریا میں کودکر	روجھان	–	روزنامہ جنگ
26جون	عمران جمالی	مرد	–	–	–	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	لاہوری محلّہ لاڑکانہ، سندھ	–	روزنامہ کاوش
27جون	سمیرا بی بی	خاتون	16برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رکن پور، رحیم یارخان	–	روزنامہ جنگ ملتان
27جون	–	مرد	20برس	–	–	–	دریا میں کودکر	لاہور	–	پاکستان ٹائمز
27جون	طیب	مرد	18برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
27جون	جمشید	مرد	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ظہورحیات کالونی، بھلوال	–	روزنامہ نوائے وقت
27جون	آسیہ بی بی	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سندے وال	–	روزنامہ نوائے وقت
28جون	رفیق	مرد	45برس	–	–	–	زہرخورانی	قاضی کالونی، خوشاب	–	روزنامہ نوائے وقت
28جون	–	خاتون	–	–	–	–	ٹرین تلے کودکر	ملت ٹاؤن، فیصل آباد	–	روزنامہ نوائے وقت
28جون	ابرارنعیم	مرد	–	–	–	–	خودکو گولی مارکر	ملتان	–	روزنامہ نوائے وقت
28جون	–	خاتون	–	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خانیوال	–	روزنامہ جنگ
29جون	محمد خان	مرد	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	سرگودھا	–	روزنامہ نئی بات
29جون	عمران	مرد	16برس	–	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گاؤں 21 ایس پی، پاکپتن	–	روزنامہ نئی بات
29جون	نوراں	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	196 گ ب، فیصل آباد	–	روزنامہ نئی بات
29جون	انعم	خاتون	16برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گجرات	–	روزنامہ جنگ
29جون	تہمینہ	خاتون	30برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گجرات	–	روزنامہ جنگ
29جون	مصور	مرد	25برس	–	–	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گجرات	–	روزنامہ جنگ
29جون	رفاقت	خاتون	–	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیروزوالا	–	روزنامہ جنگ
29جون	بشریٰ	خاتون	–	–	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	–	کسووال	–	روزنامہ جنگ
29جون	غنویٰ	خاتون	–	–	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	جیکب آباد، سندھ	–	روزنامہ کاوش
29جون	حمیرا	خاتون	25برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فریدآباد، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں
29جون	عمران	مرد	24برس	–	–	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	پل گری، رحیم یارخان	–	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
30جون	مہوش	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سانده، لاہور	-	روزنامہ مشرق
30جون	عبدالقدیر	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	غازی آباد، لاہور	-	روزنامہ مشرق
30جون	اکرم	مرد	50برس	-	شادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	تھانہ مستی گیٹ، لاہور	-	روزنامہ ایکسپریس
30جون	صابر شاہ	خاتون	19برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	شکارپور، سندھ	-	روزنامہ کاوش
30جون	آمنہ	خاتون	18برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	چک 224 پی، رحیم یار خان	درج	روزنامہ خبریں ملتان
30جون	محمد عثمان	مرد	22برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	روشن بھیٹ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں ملتان
یکم جولائی	ڈاکٹر خیر محمد	مرد	60برس	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	خیرپور	-	لالہ عبدالحلیم
یکم جولائی	اصغر جمالی	مرد	30برس	-	غیر شادی شدہ	-	خود کو آگ لگا کر	گاؤں غلام رسول شاہ، نوابشاہ	-	لالہ عبدالحلیم
یکم جولائی	نیامت علی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	ٹھٹھہ کھوکھراں، نجیکی	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	نوید	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک 543 ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	ببرک انجم	مرد	33برس	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سیف آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	غلام رسول	مرد	40برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	پیرمحل	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	سلیمان	مرد	-	-	-	گرفتاری کے خوف سے	-	ایمن آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	یاسمین	خاتون	35برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ کالوپورہ، گجرات	-	روزنامہ جنگ
یکم جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ کالوپورہ، گجرات	-	روزنامہ جنگ
یکم جولائی	بابرہ بی بی	خاتون	27برس	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	قصبہ جوئیہ، اوکاڑہ	-	روزنامہ جنگ
یکم جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نورپور، ساہیوال	-	روزنامہ جنگ
یکم جولائی	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	چکوال	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	عارف	مرد	-	-	شادی شدہ	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	یزمان، بہاولپر	-	خواجہ اسداللہ
2جولائی	شریمتی انیتا کوہلی	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	نوکوٹ	-	لالہ عبدالحلیم
2جولائی	نارائن	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گاؤں مٹھڑیو، مٹھی	-	لالہ عبدالحلیم
2جولائی	مینا	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گاؤں مٹھڑیو، مٹھی	-	لالہ عبدالحلیم
2جولائی	تنویر	مرد	21برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	بستی سلطان پور، ملتان	-	روزنامہ نیوز
2جولائی	سلمٰی بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گکھڑمنڈی	-	روزنامہ خبریں
2جولائی	علی اعجاز	مرد	-	-	-	-	-	راولپنڈی	-	روزنامہ نیشن
2جولائی	-	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	پٹھان کالونی، فیروزوال	-	روزنامہ نئی بات
2جولائی	رضوان	مرد	22برس	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	محلہ ڈیرہ روش، منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ نئی بات
2جولائی	اشرف	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	ٹرین تلے کود کر	کالا شاہ کاکو	-	روزنامہ نئی بات
2جولائی	اصغر علی	مرد	27برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	تھانہ سمن آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	عائشہ	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	شمالی بستی، میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	مشاہد حسین	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	شمالی بستی، میاں چنوں	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	زاہد	مرد	22برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ساندل بار، امین پور بنگلہ	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	تہمینہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	نوشہرہ ورکاں	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	ثمینہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	فیروزوالہ	-	روزنامہ جنگ
2جولائی	محمد عارف	مرد	-	-	-	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	36 ڈی این بی، ہیڈ راجکاں	-	روزنامہ جنگ
3جولائی	محمد انور	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	محلہ انور آباد، جڑانوالہ	-	روزنامہ جنگ
3جولائی	ماجدہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	625 گ ب، جڑانوالہ	-	روزنامہ جنگ
3جولائی	صدیق	مرد	65برس	-	-	-	نہر میں کود کر	منڈی بہاؤالدین	-	روزنامہ جنگ
3جولائی	نوازمسیح	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	محلہ مسلم پارک، نارنگ منڈی	-	روزنامہ نوائے وقت

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
3جولائی	سہیل	مرد	28برس	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	پھندا ڈال کر	گرین ٹاؤن شاہ فیصل کالونی، کراچی	-	لالہ عبدالحلیم
3جولائی	عابد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خیرپور	-	لالہ عبدالحلیم
4جولائی	خدابخش	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھندا ڈال کر	-	-	لالہ عبدالحلیم
4جولائی	نازش	خاتون	28برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شفیع آباد، چک 65، سانگھڑ	-	لالہ عبدالحلیم
4جولائی	شاہدہ بی بی	خاتون	60برس	-	-	-	دریا میں کود کر	سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
4جولائی	-	خاتون	-	-	-	-	خود کو گولی مار کر	شیخوپورہ	-	روزنامہ جنگ
5جولائی	فرزانہ شیخ	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ کراچی ڈان
5جولائی	عمران	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کشمور	-	روزنامہ جنگ
5جولائی	وڈیری باگڑی	خاتون	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاڑکانہ	-	روزنامہ کراچی ڈان
5جولائی	ضمیراں چانڈیو	مرد	30برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں فیض محمد جانوری، لاڑکانہ	-	روزنامہ کراچی ڈان
5جولائی	مریم سموں	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	کنویں میں کود کر	گاؤں کرم علی سموں، مٹھی	-	لالہ عبدالحلیم
5جولائی	کرم بھٹی	مرد	25برس	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خود کو گولی مار کر	رتو دیرو، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
5جولائی	محرم دستی	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	میراوہ، خیرپورمیرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
5جولائی	زینب صدیقی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	میراوہ، خیرپورمیرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
5جولائی	سکاج	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	-	-	-	لالہ عبدالحلیم
6جولائی	صوبیہ مہر	خاتون	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	لکھی، شکارپور، سندھ	-	روزنامہ کاوش
6جولائی	کوثر مائی	خاتون	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	صادق آباد		روزنامہ جنگ
6جولائی	محمد عارف	مرد	22برس	-	شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	مظفرآباد، ملتان		روزنامہ خبریں
6جولائی	یاسمین	خاتون	16برس	-	-	گھریلو جھگڑا	-	آدمی والی، رحیم یارخان	-	روزنامہ خبریں
7جولائی	مختیار ودھو	مرد	15برس	-	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	سجاول جونیجو، قمبر	-	روزنامہ کاوش
8جولائی	نوید سربیو	مرد	24برس	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	مورو، نوشہرفیروز، سندھ	-	روزنامہ کاوش
8جولائی	محمد یاسین	مرد	30برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	حیدرآباد	-	لالہ عبدالحلیم
8جولائی	نبی داد دستی	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹھل، جیکب آباد، سندھ	-	روزنامہ کاوش
8جولائی	منظور	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	ماچھیوال	-	روزنامہ خبریں
8جولائی	ت	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	میاں چنوں	-	روزنامہ خبریں
8جولائی	رفیق	مرد	22برس	-	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	دائرہ دین پناہ	-	روزنامہ خبریں
8جولائی	محمد اقبال	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چک اعظم، رحیم یارخان	درج	روزنامہ خبریں
8جولائی	ارسلان	مورد	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	چک اعظم، رحیم یارخان	درج	روزنامہ خبریں
8جولائی	معظم	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	خود کو گولی مار کر	گڑھا موڑ	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	پروین بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	اچھرہ، لاہور	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	قیصر	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	شادمان، لاہور	-	روزنامہ جنگ
9جولائی	رابعہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	عمیر ٹاؤن، فیصل آباد		روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	آمنہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شریف پورہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	رمضان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رائیونڈ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
9جولائی	افضل	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	-	-	روزنامہ خبریں
10جولائی	محبوب	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مسلم ٹاؤن، میاں چنوں	درج	روزنامہ خبریں
10جولائی	عبدالوحید منگی	مرد	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹھل، جیکب آباد، سندھ	-	روزنامہ کاوش
10جولائی	منور	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	یزمان	-	خواجہ اسداللہ
10جولائی	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کوٹلہ حیات چوک، بہاولپور	-	روزنامہ خبریں

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
10جولائی	طاہرہ	خاتون	19برس	-	-	-	پھندا ڈال کر	تونسہ موڑ، دائرہ دین شاہ	درج	روزنامہ خبریں
10جولائی	زبیدہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں ڈوب کر	آباد پور، کوٹ کرم خان	-	روزنامہ خبریں
11جولائی	صغریٰ سولنگی	خاتون	20برس	-	-	-	زہرخورانی	بڑدی واہ، قبو سعید خان، قمبر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
11جولائی	قیصر خان	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ جان جمالی، شہداد کوٹ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
11جولائی	فیض	مرد	17برس	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	بستی چشتیاں، رکن پور	-	روزنامہ خبریں
11جولائی	طاہرہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 31بی سی، بہاولپور	-	خواجہ اسداللہ
12جولائی	-	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	چھت سے کود کر	بہاولنگر	-	روزنامہ نوائے وقت
12جولائی	-	مرد	13برس	بچہ	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ٹھٹھہ	-	لالہ عبدالحلیم
12جولائی	زرینہ بی بی	خاتون	50برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ماچھی گوٹھ، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
12جولائی	افضل	مرد	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چک 48پی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
12جولائی	محمد علی	-	17برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	گاؤں بیلو، ٹھٹھہ	-	لالہ عبدالحلیم
13جولائی	راحیلہ صدیقی	خاتون	40برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	نارتھ ناظم آباد، کراچی	-	لالہ عبدالحلیم
13جولائی	جمیلہ بی بی	خاتون	32برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	جمال ٹاؤن، خانپور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
13جولائی	ویرکوہلی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	نیوکوٹ، کوسکی	-	لالہ عبدالحلیم
14جولائی	عامر بروہی	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	شہداد پور	-	لالہ عبدالحلیم
14جولائی	فیضان	مرد	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چوہنگ	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	وقاص	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	موڑ کھنڈ	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	رانی بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بہاولنگر	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	محمد بکھیلا	مرد	60برس	-	-	گھریلو جھگڑا	نہر میں کود کر	ہڑپہ	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	نوراں بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو آگ لگا کر	میاں چنوں	-	روزنامہ نوائے وقت
14جولائی	طالب حسین	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	-	-	روزنامہ نئی بات
14جولائی	گل شیر	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہو کر	زہرخورانی	کھرڑیانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
14جولائی	سرفراز	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	-	-	روزنامہ نیوز
15جولائی	امیراک	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	محمدی کالونی، رتوڈیرو، لاڑکانہ	-	لالہ عبدالحلیم
15جولائی	صابر بھٹی	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	نوشہرو فیروز	-	لالہ عبدالحلیم
15جولائی	-	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈسکہ	-	سنیوز
15جولائی	ملیحہ رفیق	خاتون	-	-	غیرشادی شدہ	-	زہرخورانی	ملتان	-	روزنامہ خبریں
15جولائی	سرفراز	مرد	23برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	زہرخورانی	کاہنہ، لاہور	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	محمد ارشد	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہو کر	زہرخورانی	کچی آبادیاں، چونیاں	-	روزنامہ نوائے وقت
15جولائی	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	دریا میں کود کر	لاہور	-	روزنامہ دنیا
16جولائی	سیما سومرو	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	نوشہرو فیروز	-	لالہ عبدالحلیم
16جولائی	بانجو کوہلی	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	کنویں میں کود کر	گاؤں متارو ساند، اسلام کوٹ	-	لالہ عبدالحلیم
15جولائی	شکیل	مرد	14برس	-	غیرشادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	بستی قاضی روہیلانوالی	-	روزنامہ خبریں
16جولائی	نازیہ آریجو	خاتون	35برس	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گاؤں خیر محمد آریجا، لاڑکانہ	-	لالہ عبدالحلیم
16جولائی	عبیداللہ بوزدار	مرد	23برس	-	-	شادی نہ ہونے پر دلبرداشتہ	خود کو گولی مار کر	گڑھی چاکر، میرپور ماتھیلو، سندھ	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	گدا حسین مگنیجو	مرد	17برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گوٹھ قلندر آباد، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	عائشہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	تخت بھائی، مردان	-	راولپنڈی نیوز
16جولائی	-	مرد	20برس	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	143ج ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
16جولائی	-	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	پیر محل	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	شمیم اختر	خاتون	45برس	-	شادی شدہ	عید کے کپڑے نہ ملنے پر	زہرخورانی	73ر ب، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	مریم بی بی	خاتون	35برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	بولانی، گجرات	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	عابد	مرد	23برس		-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	چکوڑی، گجرات	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	خالد نواز	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	مردوال، وادی سون	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	-	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	مظفر کالونی، سمن آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
16جولائی	صابر حسین بھٹی	مرد	18برس	-	-	-	خود کو گولی مارکر	رتو دیرو، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
16جولائی	اختر	مرد	40برس	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	رحیم یار خان	درج	روزنامہ خبریں
17جولائی	عامر حسین	مرد	20برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	میرو خان، قمبر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
17جولائی	ر	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فیروزوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
18جولائی	غلام شبیر	مرد	30برس	-	غیر شادی شدہ	-	زہرخورانی	محلّہ رحمانیہ، ننکانہ	-	روزنامہ ایکسپریس
18جولائی	ثوبیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	زہرخورانی	محلّہ رحمانیہ، ننکانہ	-	روزنامہ ایکسپریس
18جولائی	ثاقب	مرد	18برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	-	-	روزنامہ جنگ
18جولائی	بشیر مسیح	مرد	-	-	-	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
18جولائی	ارم بتول	خاتون	25برس	-	شادی شدہ	خاوند کی گمشدگی پر دلبرداشتہ	پھندا ڈال کر	گاؤں قاضی باقر، سرائے عالمگیر	-	روزنامہ جنگ
18جولائی	قیصر	مرد	28برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	چوڑا، مریدکے	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	ذیشان	مرد	30برس	-	-	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	جیلانی ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	-	مرد	-	-	-	-	نہر میں کود کر	ہیڈ مرالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	طاہرہ	بچی	12برس	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ہڑپہ، ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
19جولائی	بشریٰ	خاتون	-	-	-	-	خود کو آگ لگا کر	کوٹلی لوہاراں، سیالکوٹ	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	شمیم اختر	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	46 شمالی، سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
19جولائی	حسینہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	فتح پور پنجابیاں، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
19جولائی	عبدالمالک سومرو	مرد	-	-	-	مالی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سومرہ محلّہ کشمور، سندھ	-	روزنامہ کوشش
19جولائی	صغریٰ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سوبھو دیرو، خیرپور میرس، سندھ	-	روزنامہ کوشش
19جولائی	رب ڈنو مہر	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	رضا گوٹھ، پنوعاقل، سکھر، سندھ	-	شاکر جمالی
19جولائی	شاہدہ بھٹو	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کوشش
19جولائی	بخت خاصخیلی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کوشش
19جولائی	عبدالغفور رند	مرد	-	-	-	-	پھندا ڈال کر	قمبر، سندھ	-	روزنامہ کوشش
19جولائی	بہاول تھہیم	مرد	-	-	-	-	خود کو گولی مارکر	گوٹھ شیر دل تھہیم، سندھ	-	روزنامہ کاوش
20جولائی	عائشہ بروہی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	گوٹھ رضا محمد بروہی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کوشش
20جولائی	رابعہ کھوکھر	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مارکر	خیرپور میرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش
20جولائی	ساجد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	غازی آباد، لاہور		روزنامہ جنگ
20جولائی	بشریٰ	خاتون	-	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	زہرخورانی	خانگاہ ڈوگراں	-	روزنامہ جنگ
20جولائی	نورالاسلام	مرد	40برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	سرگودھا	-	روزنامہ جنگ
20جولائی	صداقت	مرد	30برس	-		-	-	بھروالی، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
20جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں چار بی، فیصل اباد	-	روزنامہ نوائے وقت
20جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہر میں کود کر	دریا خان	-	روزنامہ نوائے وقت
21جولائی	کرشا جاگیرانی	خاتون	20برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
21جولائی	وزیراں میرانی	خاتون	-	-	-	-	خود کو گولی مارکر	بھینس کالونی، لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
21جولائی	علی اصغر کاریو	مرد	35برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	چوہان کالونی مورو، نوشہروفیروز، سندھ	-	روزنامہ کوشش
21جولائی	حسین	مرد	-	-	-	معاشی حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گجرپورہ، لاہور	-	روزنامہ ڈان
21جولائی	کاشف	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	گورنمنٹ کالونی، اوکاڑہ	-	روزنامہ نئی بات
21جولائی	پروین اختر	خاتون	45برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمندری، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
21جولائی	-	مرد	-	-	-	-	نہرمیں کودکر	ساہیوال	-	روزنامہ نوائے وقت
21جولائی	-	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	وزیرآباد	-	روزنامہ نوائے وقت
21جولائی	اشفاق	مرد	33برس	-	-	-	زہرخورانی	پرانی منڈی، پتوکی	-	روزنامہ جنگ
21جولائی	فریدہ کھہڑو	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	لاڑکانہ سندھ	-	روزنامہ کاوش
22جولائی	ضمیراوڈھو	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	میروخان چوک لاڑکانہ، سندھ	-	روزنامہ کاوش
22جولائی	رانامحمدفرحان	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھنداڈال کر	جنڈانوالہ، فیصل آباد	-	روزنامہ جنگ
22جولائی	شہزاداحمد	بچہ	11برس	-	غیرشادی شدہ	-	-	جوہرآباد	-	روزنامہ جنگ
22جولائی	رزاق	مرد	25برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	کامونی	-	روزنامہ جنگ
23جولائی	فاطمہ سومرو	خاتون	18برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	پھنداڈال کر	غریب آبادمحلّہ جیکب آباد، سندھ	-	روزنامہ کوشش
23جولائی	عمرانہ وٹڈیر	خاتون	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	گمبٹ، خیرپورمیرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش

اقدام خودکشی

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
25جون	فوزیہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	سمن آباد، لاہور	-	روزنامہ جنگ
25جون	شہزاد	مرد	-	-	غیرشادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	شالامار، لاہور	-	روزنامہ جنگ
25جون	محمدجاوید	مرد	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	نہرمیں کودکر	چک 114/7ای آر، تلمبہ	درج	روزنامہ جنگ
26جون	شبانہ	خاتون	22برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	لیاقت	مرد	18برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	کچی منڈی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
26جون	غلام فرید	مرد	25برس	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
27جون	آمنہ	خاتون	18برس	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	چک 224پی، رحیم یارخان	-	روزنامہ جنگ ملتان
28جون	وقاص	مرد	20برس	-	غیرشادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	پھنداڈال کر	جوڑے پل، لاہور	درج	روزنامہ ایکسپریس
28جون	ریحانہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	نہرمیں کودکر	گوجرانوالہ	-	روزنامہ نوائے وقت
28جون	منیرعلی	مرد	25برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	گاؤں کھوڑا، خیرپور	-	عبدالمنیم ابڑو
29جون	نگینہ کنبھر	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	ڈرنگ ملوک، گھوٹکی، سندھ	-	روزنامہ کوشش
29جون	محمدمنیر	مرد	-	-	-	-	خودکوآگ لگاکر	جام پور	-	روزنامہ خبریں ملتان
30جون	انصری بی بی	خاتون	-	-	-	-	زہرخورانی	لودھراں	-	روزنامہ جنگ
30جون	صدام شاہ	مرد	16برس	-	غیرشادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	خیرمحمدآریجا، قمبر، سندھ	-	روزنامہ کاوش
30جون	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکوآگ لگاکر	یوسف آباد، فیصل آباد	-	روزنامہ نوائے وقت
یکم جولائی	ثناء	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	ٹرین تلے کودکر	احمدپورشرقیہ، بہاولپور	-	خواجہ اسداللہ
یکم جولائی	شگفتہ بی بی	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہرخورانی	ڈیفنس بی، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
2جولائی	خیرمحمدپھلپوٹو	مرد	55برس	-	شادی شدہ	بیماری سے دلبرداشتہ ہوکر	خودکو گولی مارکر	خیرپورمیرس، سندھ	-	روزنامہ کوشش
2جولائی	عابد	مرد	-	-	-	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہرخورانی	ٹھری میرواہ، خیرپورمیرس، سندھ	-	روزنامہ کاوش

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
2جولائی	نواز	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مغلپورہ، لاہور	ـ	روزنامہ نئی بات
2جولائی	رابعہ	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	دریا میں کود کر	خوشاب	ـ	روزنامہ جنگ
2جولائی	عدنان	مرد	17برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گڑھ مہاراجہ	ـ	روزنامہ جنگ
2جولائی	حسن	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	ڈسکہ	ـ	روزنامہ نیوز
4جولائی	حنیفاں ملک	خاتون	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	جہان پور، میرپور ماتھیلو، گھوٹکی، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
5جولائی	کنزہ بی بی	خاتون	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	کچی کوٹھی، شیخوپورہ	درج	روزنامہ نئی بات
5جولائی	سعد اللہ	مرد	18برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	وادی سون، نوشہرہ	ـ	روزنامہ نئی بات
5جولائی	غلام رسول	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	ـ	روزنامہ نیوز
5جولائی	شمع بی بی	خاتون	21برس	ـ	ـ	بیماری سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	چک 5 ج ب، فیصل آباد	ـ	روزنامہ جنگ
5جولائی	رابعہ	خاتون	19برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سمن آباد، فیصل اباد	ـ	روزنامہ جنگ
5جولائی	عمران	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	موضع کوٹلہ ارون، فاضل پور	ـ	روزنامہ جنگ
5جولائی	نور مائی	خاتون	22برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	کشمور، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ
5جولائی	فرزانہ شیخ	خاتون	20برس	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	زہر خورانی	سیشن کورٹ، لاڑکانہ، سندھ	ـ	روزنامہ کوشش
5جولائی	ضمیراں چانڈیو	خاتون	26برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	میرو خان، قمبر، سندھ	ـ	روزنامہ کوشش
5جولائی	وڈیری باگڑی	خاتون	30برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	باقرانی، لاڑکانہ، سندھ	ـ	روزنامہ کوشش
5جولائی	شاہ نسیم	ـ	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	گاؤں لیل، بنڑ، سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
5جولائی	شہزاد	مرد	ـ	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چشتیاں	ـ	روزنامہ جنگ
5جولائی	شمائلہ	خاتون	21برس	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	وہاڑی	ـ	روزنامہ جنگ
6جولائی	وسیم	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	پھندا ڈال کر	فیروز پارک، گرین ٹاؤن، لاہور	ـ	روزنامہ ڈیلی ٹائمز
6جولائی	اللہ یار	مر	26برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	سمندری، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نیوز
6جولائی	ـ	مرد	ـ	ـ	ـ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	چاہ ملکوال، سرگودھا	ـ	روزنامہ نیوز
6جولائی	نسرین	خاتون	25برس	ـ	ـ	گھریلو حالات سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	ملک پور، فیصل آباد	ـ	روزنامہ نئی بات
6جولائی	س	خاتون	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	قاضی خیل، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
6جولائی	سلمیٰ	خاتون	25برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	اقبال آباد، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
6جولائی	گل بانو	خاتون	10برس	ـ	ـ	گھریلو جھگڑا	ـ	منظور آباد، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
6جولائی	غلام جعفر	مرد	30برس	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	خانپور	ـ	روزنامہ خبریں
7جولائی	امجد	مرد	32برس	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
7جولائی	صباء	مرد	20برس	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	جناح پارک، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
7جولائی	کرن	خاتون	20برس	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
7جولائی	سماویہ	خاتون	22برس	ـ	ـ	مالی حالات سے دلبرداشتہ	ـ	رحیم یار خان	ـ	روزنامہ خبریں
7جولائی	شہروز	مرد	20برس	ـ	ـ	ـ	ـ	عوامی کالونی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ
7جولائی	خالد حسین	مرد	24برس	ـ	ـ	ـ	ـ	چک 42 پی، رحیم یار خان	ـ	روزنامہ جنگ
9جولائی	یاسر	مرد	20برس	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خود کو گولی مار کر	گاؤں مندنی، چارسدہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10جولائی	نور زمان	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں جبن درگئی، ملاکنڈ	درج	روزنامہ ایکسپریس
10جولائی	معشوق علی	مرد	ـ	ـ	شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ ہو کر	زہر خورانی	ٹھل، جیکب آباد، سندھ	ـ	روزنامہ کاوش
11جولائی	ـ	مرد			ـ	ـ	ـ	کوٹلی، آزاد کشمیر	درج	روزنامہ نوائے وقت
11جولائی	محمد رضوان	مرد	ـ	ـ	غیر شادی شدہ	ـ	خود کو گولی مار کر	گاؤں خویشگی پایان، نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس

تاریخ	نام	جنس	عمر		ازدواجی حیثیت	وجہ	کیسے	مقام	ایف آئی آر درج/نہیں	اطلاع دینے والے HRCP کارکن/اخبار
11 جولائی	نظام رشید	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	ڈاکخانہ روڈ، بینگورہ سوات	درج	روزنامہ ایکسپریس
12 جولائی	محمد کاشف	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	وہاڑی	-	روزنامہ نیوز
12 جولائی	ریحانہ بی بی	خاتون	28 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	گاؤں کوٹلی لال، ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
14 جولائی	شہناز بی بی	خاتون	20 برس	-	-	-	-	رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
14 جولائی	غلام حسین	مرد	30 برس	-	-	-	-	ٹبہ بگاور، رحیم یار خان	-	روزنامہ جنگ
15 جولائی	بلال	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	لوہاری گیٹ، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
15 جولائی	صائمہ بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	نواب ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ نئی بات
15 جولائی	-	خاتون	-	-	شادی شدہ	غربت سے دلبرداشتہ ہوکر	-	عارف والہ	-	روزنامہ نوائے وقت
15 جولائی	-	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	پسند کی شادی نہ ہونے پر	دریا میں کود کر	لاہور	-	روزنامہ دنیا
15 جولائی	رانی بی بی	خاتون	-	-	شادی شدہ	جنسی زیادتی پر دلبرداشتہ	-	مریدکے تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال	-	روزنامہ نوائے وقت
15 جولائی	رب نواز	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
15 جولائی	عابد علی سومرو	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	ملکوواہن، گمبٹ، خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
15 جولائی	صفدر حسین	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خانپور	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	شہزاد احمد	مرد	18 برس	-	غیر شادی شدہ	-	-	بلوشاہ	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	احمد علی	مرد	20 برس	-	غیر شادی شدہ	-	-	نورے والی	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	عمران	مرد	-	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	خودکو گولی مارکر	اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
16 جولائی	سمیرا بی بی	خاتون	30 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	بستی میاں میر، ننکانہ	-	روزنامہ دنیا
16 جولائی	روکی مائی	خاتون	20 برس	-	-	-	-	بسم اللہ پور، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	رضیہ بی بی	خاتون	17 برس	-	-	-	-	بستی لاشاری، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	محبوب احمد	مرد	22 برس	-	-	-	-	چوک بگا، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
16 جولائی	غلام فرید	مرد	20 برس	-	-	-	-	میانوالی، رحیم یار خان	-	روزنامہ خبریں
17 جولائی	کریم اللہ	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں تولندی اکوڑہ خٹک، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
17 جولائی	حنا پرویز	خاتون	-	-	غیر شادی شدہ	-	پھندا ڈال کر	رسالپور، نوشہرہ	درج	روزنامہ ایکسپریس
18 جولائی	کوکب بی بی	خاتون	26 برس	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	سبز علی ٹاؤن متھرا، پشاور	درج	روزنامہ آج
19 جولائی	ن	خاتون	12 برس	بچی	غیر شادی شدہ	-	زہر خورانی	محلہ اسلام پورہ، چیچکی	-	روزنامہ دنیا
19 جولائی	جواد	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	اقبال ٹاؤن، لاہور	-	روزنامہ جنگ
19 جولائی	شازیہ	خاتون	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	غازی آباد، لاہور	-	روزنامہ جنگ
19 جولائی	فیصل	مرد	22 برس	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں کوتر پایان رسالپور، نوشہرہ	درج	روزنامہ آج
20 جولائی	غلام رضا	مرد	30 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	حرکالونی، چونڈکو، خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
21 جولائی	زاہد	مرد	15 برس	-	غیر شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	ملاگوری جمرود، خیبر ایجنسی	درج	روزنامہ آج
21 جولائی	محسن	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	چشتیہ پارک، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
21 جولائی	محمد اسد	مرد	24 برس	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	مدینہ ٹاؤن، فیصل آباد	-	روزنامہ نئی بات
22 جولائی	جہانزیب	مرد	-	-	غیر شادی شدہ	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	خودکو گولی مارکر	سکنہ موسیٰ زئی، پشاور	درج	روزنامہ آج
23 جولائی	نادیہ	خاتون	-	-	شادی شدہ	-	خودکو گولی مارکر	گاؤں متھرا، پشاور	درج	روزنامہ آج
23 جولائی	ساجد خاصخیلی	مرد	-	-	-	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
23 جولائی	زبیر انصاری	مرد	-	-	-	بیروزگاری سے دلبرداشتہ	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
23 جولائی	علی بخش مہر	مرد	80 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش
23 جولائی	شہربانو دایو	مرد	22 برس	-	شادی شدہ	گھریلو جھگڑا	زہر خورانی	خیرپور میرس	-	روزنامہ کاوش

انتہا پسندی کی روک تھام اور رواداری کے فروغ کے لیے منعقدہ تربیتی ورکشاپس کی رپورٹس

سوات 13-12 اپریل 2014 کو ضلع سوات میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے انتہا پسندی کے سدباب میں انسانی حقوق اور انسان دوست اقدار کے فروغ پر مبنی دوروزہ ورکشاپ کا انعقاد کیا ورکشاپ کے دوران انسانی حقوق کے کارکنوں سے گفتگو، سہولت کاروں کے سیشن اور ایک سوالنامہ کے ذریعے جو اہم معلومات حاصل ہوئیں وہ ضلع سوات میں پائے جانے والی انتہا پسندی کی مختلف اقسام، ان کے محرکات، تدارک اور اسی طرح انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں، انکی وجوہات اور ان کے اثرات کے بارے میں جو رجحانات ہیں وہ انکی عکاسی کرتے ہیں. کسی بھی محقق کے لئے مزید تحقیق کرنے کی خاطر یہ رپورٹ ابتدائی رہنمائی مہیا کر سکتی ہے. اس ورکشاپ میں 15 خواتین سمیت 55 لوگوں نے شرکت کی. زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد کی شمولیت کو یقینی بنایا گیا۔ مقررین نے درج ذیل موضوعات پر گفتگو کی: انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار۔ ہمارے معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں اور ان کی روک تھام کی تدابیر۔ مذہبی انتہاہ پسندی کے انسداد/ فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرایع ابلاغ سے منسلک افرادی تربیت ی اہمیت۔ طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی شمولیت کی اہمیت۔ مذہب کی من مانی تشریح' انتہا پسندوں کا ہتھیار۔ انتہا پسندی کے انسداد میں ادب اور فنون لطیفہ کا کردار۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد پر گفتگو کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر فضل ربی نے کہا کہ ہم لوگ پورے پاکستان میں اس قسم کے ورکشاپ کر رہے ہیں۔ جس کا مقصد لوگوں کو انسانی حقوق کے حوالے سے آگاہ کرنا ہے۔ عام لوگوں کا معاشرے میں کیا کردار ہے اور ایک اچھے معاشرے کی تشکیل کے لئے ہر انسان کیا کردار ادا کرسکتا ہے۔ بنیادی مقصد یہ ہے کہ کہ ہم کس طرح انتہا پسندی کے خاتمے کیلئے بہترین حکمت عملی تشکیل دے سکتے ہیں اور انسانیت دوست اقدار کو معاشرے میں کس طرح پروان چڑھا سکتے ہیں۔ انتہا پسندی کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ انتشار کا شکار ہے اور چھٹکارہ پانے کی راہ تلاش کر رہا ہے اس ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کے کارکنوں اور معاشرے کو انتہا پسندی اور دہشتگردی میں امتیاز، انتہا پسندی کی اقسام، انتہا پسندی کی وجوہات، پس منظر اور اس سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں پر تربیت فراہم کرنا ہے۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

ایچ آرسی پی پچھلے کئی سالوں سے پاکستان بھر میں ایسے ہی ورکشاپ کا انعقاد کر رہا ہے جس کا مقصد پاکستان میں درپیش مسائل کا ضلعی سطح پر تجزیہ کرنا ہے تا کہ ان مسائل کا ممکنہ حل تلاش کیا جائے اور ضلع کے بڑے مسائل کا جائزہ لیا جائے۔ زیادہ تر لوگ مذہبی انتہا پسندی، سیاسی انتہا پسندی، قبائلی انتہا پسندی سے متاثر ہیں۔ سب سے پہلے تو ہم یہ جانیں گے کہ انسانی حقوق کیا ہیں؟ اس بات پر غور کرنا بھی بہت ضروری ہے کہ ہم لوگ اپنے حقوق کے ساتھ ساتھ اپنے فرائض کس حد تک انجام دے رہے ہیں۔ ہوسکتا ہے کہ ہمارے فرائض کسی اور انسان کے حقوق ہوں۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا تا کہ اس منشور کو سامنے رکھ کر عمل درآمد کیا جائے گا۔ انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں بہت گہرا تعلق ہے۔ جب انسان نے دوسرے انسان کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ 10 دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کا عالمی منشور سامنے آیا جس میں تمام انسانی کو برابری کے حقوق ملے۔

انتہا پسندی کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ انتشار کا شکار ہے اور چھٹکارہ پانے کی راہ تلاش کر رہا ہے اس ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کے کارکنوں اور معاشرے کو انتہا پسندی اور دہشتگردی میں امتیاز، انتہا پسندی کی اقسام، انتہا پسندی کی وجوہات، پس منظر اور اس سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں پر تربیت فراہم کرنا ہے۔

ہمارے معاشرے میں روایتی انتہاء پسندی کی مختلف شکلیں اور ان کی روک تھام کی تدابیر

سوات یونیورسٹی کے سوشل ورک ڈیپارٹمنٹ کے ڈائریکٹر محمد عمران نے کہا کہ جہاں تک روایتی انتہا پسندی کی بات ہے تو میں یہ کہونگا کہ ہماری سوچ بھی ایسی ہے۔ جسے ہم انتہا پسندی کی سوچ کہہ سکتے ہیں۔ انتہا پسندانہ سوچ میں کسی دوسرے راستے کی گنجائش نہیں ہوتی۔ یہ بھی انتہا پسندی کی ایک شکل ہے کہ ہمارے معاشرے میں لڑکیوں کو بہت سی باتوں کی اجازت نہیں دی جاتی۔ کسی محفل میں اپنی مرضی سے نہیں جاسکتی، کسی گروپ میں اپنی مرضی سے شامل نہیں ہوسکتی، اپنی مرضی سے کسی سے بھی نہیں مل سکتی۔ ان کی تعلیم پر زیادہ توجہ نہیں دی جاتی جبکہ اس کے برعکس لڑکے کیا کرتے ہیں کچھ پتہ نہیں، گھر والوں کو بتائے بغیر کسی سے ملنے جا رہے ہیں کوئی بات نہیں، لڑکے نے یہ کیا، وہ کیا پھر بھی کوئی بات نہیں، اس کے باوجود لڑکوں کی تعلیم پر لڑکیوں سے زیادہ توجہ دی جاتی ہے۔ کیونکہ وہ گھر کا وارث ہوتا ہے۔ گھروں میں لڑکوں کو جو مقام دیا جاتا ہے وہ لڑکیوں کو نہیں دیا جاتا، گھر میں لڑکا پڑھائی کر رہا ہوتا ہے جبکہ لڑکی گھر کے کام کاج کر رہی ہوتی ہے۔

ایک بہت بڑی انتہا پسندی کی شکل یہ ہے کہ جب کھانے کا وقت ہوتا ہے تو پہلے مرد کھانا کھاتے ہیں پھر خواتین کھانا کھاتی ہیں۔ یہاں بھی خواتین کو نظرانداز کیا جاتا ہے۔ بعض جگہوں پر تو دستور ہوتا ہے کہ مردوں کے لیے کھانا علیحدہ کرلو جو باقی کھانا بچ جاتا ہے وہ خواتین کو دے دیا جاتا ہے۔ یہ بھی انتہا پسندی کی ایک بہت بڑی شکل ہے کہ ایک بیوی اپنے شوہر کے ساتھ بیٹھ کر ایک ساتھ کھانا کھا سکے، جسے انتہائی برا مانا جاتا ہے اور پھر طرح طرح کی باتیں کی جاتی ہیں۔ یہ بھی انتہا پسندی کی شکل ہے کہ ہمارے معاشرے میں جب کوئی مرد گھر میں داخل ہوتا ہے تو گھر میں موجود خواتین کو سلام نہیں کرتا کیونکہ وہ خواتین کو سلام کرنا اپنی توہین سمجھتا ہے اگر ہماری سوچ ایسی ہی رہی تو پھر برابری کیسے ممکن ہے۔

سوات جب ریاست تھی تو یہاں کا حکمران کئی علاقوں جن میں سوات، شانگلہ، کوہستان، بونیر وغیرہ شامل تھے اس پر حکمرانی کرتا تھا اور اس کی منہ سے نکلی ہوئی ہر بات ہر صورت میں قابل قبول ہوتی تھی۔ اور اس میں کسی قسم کی گنجائش یا تبدیلی ممکن نہیں ہوتی تھی۔ معاشرے میں اب ملا

ہی سب کچھ ہے وہ جو بھی بات کرتا ہے سب لوگ اس کی بات کو مانتے ہیں۔ اگر ہم دیکھیں تو ملا صاحبان تعلیم کے حوالے سے اپنی سوچ کے مطابق لوگوں کو بتاتے ہیں۔ کاروبار کے حوالے سے اپنی ہی سوچ کے مطابق بتاتے ہیں رسم ورواج کے حوالے سے بھی اپنی سوچ کے مطابق بتاتے ہیں۔ کیا جو رائے وہ لوگوں کو دے رہا ہے یا بتا رہا ہے کیا وہ ٹھیک ہیں؟ جہاں تک اسلام کی بات ہے تو اسلام اعتدال اور میانہ روی کا درس دیتا ہے۔

مذہبی انتہاء پسندی کے انسداد/ فروغ میں میڈیا کا کردار

اسسٹنٹ پروفیسر عبیداللہ(سوات یونیورسٹی)

جدید دنیا میں میڈیا بھی ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے۔ آمریت کے ادوار کے حوالے سے جو بات چلی تو اس بات میں اب کوئی شک نہیں رہا ہے کہ پرویز مشرف کی آمریت کو اگر کسی نے لگام ڈالی تھی وہ وکلاء اور جج برادری ہی تھی پرویز مشرف کی حکومت کو گرایا گیا ہے تو میڈیا نے ہی گرایا وکلاء برادری کے ساتھ مل کر۔ جو میڈیا کا کردار ہے کسی چیز کو پھیلانے میں یا کسی چیز کو روکنے میں وہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ میڈیا ہی آج انتہا پسندی کو فروغ بھی دے رہا ہے اور اسکو روک بھی سکتا ہے۔ الیکٹرونک میڈیا میں تو اب مقابلے کا رجحان بن گیا ہے۔ وہ جن کو طالبان کا نام دیا گیا ہے ان کو ریاست کے برابر لاکر کھڑا کرنے میں بھی میڈیا ہی کا کردار ہے۔

جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی شمولیت، اس بارے میں بات کرتے ہوئے جناب کاشف کمال نے بتایا کہ کرسچن کمیونٹی کے جو بچے سرکاری سکولوں میں پڑھتے ہیں۔ جب ہم نے ان سے ان کے مسائل کے حوالے سے بات کی تو ان کا سب سے بڑا ایشو یہ تھا کہ پرنسپل سے لیکر ایک طالب علم تک سب ان پر دباؤ ڈالتے ہیں اور ان سے بار بار کہتے ہیں کہ مسلمان ہوجائیں۔ مختلف طریقوں سے انہیں تنگ کیا جاتا ہے اکثر سرکاری سکولوں میں ایسا ہوتا ہے۔ یہاں پر موجود ساتھیوں میں سے جو لوگ سکولوں میں پڑھاتے ہیں کیا ہم لوگ اقلیتوں کو اسلامیات کے علاوہ کسی دوسرے مضمون کا آپشن دیتے ہیں؟ نہیں دیتے ہیں۔ ہمارے معاشرے میں جو انتہا پسندی ہے عدم رواداری ہے لوگوں میں برداشت نہیں ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اپنے نصاب میں اس بچے کو وہ سب کچھ نہیں پڑھایا۔ ہر بچے کو انسانی حقوق کی تعلیم دینا انتہائی ضروری ہے کیونکہ سب سے پہلے تو ہمیں یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ہم سب انسان ہیں۔ اور ایک انسان ہونے کے ناطے ہمارے کچھ بنیادی حقوق بھی ہیں۔ ہر انسان کا بنیادی حق ہے کہ اس کو اپنی مرضی کی زندگی گزارنے کی ازادی ہو۔ اس کو صحت، تعلیم وغیرہ جو بھی بنیادی انسانی حقوق ہیں وہ سب اس کو ملے اس کو انصاف ملے۔ یہ سب انسانوں کا حق ہے اور سب کو ایک جیسا ہی ملنے چاہئے۔ ہم لوگ خود کو یا اپنے مذہب، عقیدے کو بہتر سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے لوگوں کو یا دوسرے مذاہب یا فرقوں کو کم تر سمجھتے ہیں۔

مذہب کی من مانی تشریح' انتہاء پسندوں کا ہتھیار

باچا خان ٹرسٹ ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر ڈاکٹر خادم حسین نے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ انتہا پسند سوچ بنیادی طور پر انسانوں کی جسمانی، فکری اور جذباتی تنوع سے انکار کرتی ہے۔ جہاں جہاں بھی، جس جس لیول پر بھی، یہ نسل کی بنیاد پر کیا گیا ہے، یا مذہب کی بنیاد پر کیا گیا ہے۔ یہ دونوں ایسی چیزیں ہیں جس پر لوگ فوراً جذباتی ہوجاتے ہیں یعنی ان دونوں سے لوگوں کو آسانی سے استعمال کیا جاتا ہے۔

> دنیا کی ہر ثقافت ایک اخلاقی ضابطے اور فلسفے پر کاربند ہوتی ہے۔ ثقافت انسانوں کی مجموعی زندگی کا اخلاقی اور مالیاتی ضابطہ ہوتا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں جمالیاتی اقدار اعلیٰ اور ارفع ہوں تو وہ معاشرہ مثبت تبدیلی کی طرف جائے گا۔

اگر مجھے یہ یقین ہو کہ مجھ سے اچھا اور بہتر کوئی نہیں ہے تو یہ انتہا پسند سوچ ہے۔ مجھے یہ یقین ہو کہ میں مرد ہوں اور میرا ایک خاص عقیدہ ہے عورتیں اور دوسرے عقیدے کے لوگ میری طرح اچھے انسان نہیں ہوسکتے یا میری طرح فکر نہیں کرسکتے تو یہ انتہا پسند سوچ اور فکر ہے۔ انتہا پسند سوچ سے ایک عمل کو صرف ایک ایک نظر دیکھا جاسکتا ہے انسانیت کا معیار صرف مسلمان کا ہے یا پھر کسی دوسرے عقیدے کا ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ بس یہ ایک، تو اس کے ساتھ وہ مختلف زاویہ کو رد کرتے ہیں۔ مختلف فکر کو رد کرتے ہیں۔ یہ بنیادی طور پر انتہا پسند فکر ہے۔ جب یہ فکر موجود ہو تو جمہوری رویئے نہیں آسکتے۔

انتہا پسندی کے انسداد میں ادب اور فنون لطیفہ کا کردار

امداداللہ ڈائریکٹر شعبہ انگریزی سوات یونیورسٹی نے کہا کہ ہم آج یہاں یہ سمجھنے کی کوشش کرینگے کہ انسانی زندگی میں فنون لطیفہ کے ذریعے انتہا پسندی کو کیسے روکا جاسکتا ہے یا اس کو کس طرح ختم کیا جاسکتا ہے۔ ہمارے رویّوں میں منفی اور مثبت تبدیلی میں بھی فنون لطیفہ کا ہی زیادہ تر عمل دخل ہے۔ اگر ہمارے نصاب یا فنون لطیفہ سے منسلک چیزوں میں انتہا پسندی کا مواد موجود ہو تو یقینی طور پر انتہا پسندی میں اضافہ ہوگا۔ اور اگر ہم اپنے ادب اور فنون لطیفہ میں امن، محبت اور بھائی چارے کو آگے لائیں گے تو یقیناً معاشرہ پر مثبت اثر پڑیگا۔ اس اخلاقی ضابطے میں اچھے برے کا ایک واضح تصور ہوتا ہے۔ فنون لطیفہ، آرٹس، ادب اور شاعری ایک موثر طریقہ ہے جسکی ذریعے ہم اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہے۔ ہر معاشرے کا ایک اخلاقی ضابطہ ہوتا ہے اور اس اخلاقی ضابطے میں اچھے برے کا ایک واضح تصور ہوتا ہے۔ نیکی اور بدی کا اخلاقی فلسفہ اچھے برے کی تمیز بتاتا ہے۔ یہ ہم سب ذی شعور انسان سمجھتے ہیں کہ کیا اچھا ہے اور کیا برا ہے۔ اپنی ثقافت کے اندر سب اس کا احاطہ کرسکتے ہیں۔

ادب، آرٹ شاعری اور مصوری میں ایک گہرا اثر اور تاثیر ہے۔ خاموش رنگوں کے ذریعے کچھ کہا جاتا ہے۔ اب تصویر تو بول نہیں سکتی لیکن آپ اسکو دیکھ کر اس شاہکار کو دیکھ کر اس سے بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔ دنیا کی ہر ثقافت ایک اخلاقی ضابطے اور فلسفے پر کاربند ہوتی ہے۔ ثقافت انسانوں کی مجموعی زندگی کا اخلاقی اور مالیاتی ضابطہ ہوتا ہے۔ اگر کسی معاشرے میں جمالیاتی اقدار اعلیٰ اور ارفع ہوں تو وہ معاشرہ مثبت تبدیلی کی طرف جائے گا۔ اور اس میں باہمی برداشت بھی کافی حد تک موجود ہوگی۔ موسیقی ایک آہنگ اور ہم آہنگی کا نام ہے۔ مثال کے طور پر اگر رباب میں ایک تار ڈھیلا ہو اور بے سرا ہو تو یہ تمام موسیقی کو بے سرا بنائے گا۔ جس طرح موسیقی کے آلات مل کے ایک سریلے نغمے کو پیدا کرتے ہیں اسی طرح ہم انسانوں کو بھی گلے مل کے ایک خوبصورت روادار معاشرے کو وجود میں لانا ہے۔ مختلف فطری مناظر اور تصاویر کے ذریعے معاشی، معاشرتی، نفسیاتی اور ثقافتی برائیوں کی نشاندہی خوش اسلوبی سے ہوتی ہے۔ اسی ضمن میں اگر ہم انتہا پسندی کی بات کرتے ہیں تو انتہا پسند رویہ ہمارے ذاتی غصے اور پسند ناپسند سے نکلتا ہے جو ہم کو انتہا تک لے جاتی ہے۔ لیکن ادب اور فنون لطیفہ ہمیں برداشت، جمالیات، انسانی جبلت کے بارے میں بہت کچھ حسین انداز میں سکھاتے ہیں۔ امداداللہ نے کہا کہ انتہا پسند رویہ انسانی جنونیت پر ختم ہوتا ہے۔ انتہا پسند رویے کے خاتمے کے لیے ادب، فنون لطیفہ، اور مصوری انسانوں کو اعلیٰ اخلاقی اور جمالیاتی ذوق بخشتے ہیں۔

بہاولنگر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیرِ اہتمام پنجاب کے ضلع بہاولنگر میں "انسانی حقوق کی تعلیم اور رواداری کے فروغ " کے عنوان سے 13اور 14 مئی کو دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام کیا گیا۔ ورکشاپ میں زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والی 13 خواتین سمیت 38 افراد نے شرکت کی جن میں صحافی، وکلاء، اساتذہ، سماجی کارکنان ، طلبہ اور دیگر مکاتب فکر کے لوگ شامل تھے۔سہولت کاروں نے مندرجہ ذیل موضوعات پر تفصیل سے روشنی ڈالی: انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کومستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اورعوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، مذہب کی من مانی تشریح' انتہا پسندوں کا ہتھیار، ہمارے معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں ،اثرات اوران کی روک تھام کی تدابیر، مذہبی انتہا پسندی کے انسداد/فروغ میں میڈیا کا کرداراور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت، انتہا پسند رویوں کے عوامل' اثرات اور ہماری ذمہ داریاں، طرزفکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اورنصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت۔سہولت کاروں میں ایچ آر سی پی کے پروگرام آفیسر حفیظ بزدار، ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد، ڈسٹرکٹ کوآرڈینیٹر عبدالرحمٰن ، محمد سعید خاور، ناصر کریم خاں، طاہر کریم خاں اورفرحین زاہدہ شامل تھے۔ علاوہ ازیں ورکشاپ میں مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے نام سے دستاویزی فلم دکھائی گئی اورشرکاء کے درمیان رواداری کے فروغ کے لیے گروپ ورک کروایا گیا۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ریجنل کوآرڈینیٹر عون محمد نے ورکشاپ کے اغراض و مقاصد بتائے۔ اِس ورکشاپ کا مقصد انتہا پسندی کے اِن عوامل اور محرکات کو کم کرنا اور کمیونٹی میں مثبت سوچ کا فروغ ہے۔ دہشت گردی ، مذہبی اختلافات اور انتہا پسندی نے ہمارے معاشرے کوکھوکھلا کردیا ہے۔

انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لیے حکمت عملی کی تشکیل اورعوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

جب ہم طرزِفکر کی بات کرتے ہیں تو یہ جاننا ضروری ہے کہ طرزفکر کیا ہے اور اِس میں مثبت تبدیلی کی اہمیت کیا ہے۔اور سب سے پہلے ہم جاننا چاہیں گے کہ سوچ کیا ہے، کہاں سے آتی ہے، کیا سب لوگ مختلف سوچتے ہیں؟ سوچ حالات اور واقعات سے جنم لیتی ہے۔سوچ میں مثبت تبدیلی کے لیے دلیل کی ضرورت ہوتی ہے اور دلیل تعلیم سے ملتی ہے۔ ہمارے ہاں تعلیم تو ہے مگراُس میں علم نہیں ہوتا۔تو لوگوں نے سوچا کہ اگراسی طرح قتل و غارت جاری رہی تو دُنیا میں شاید لوگ ہی ختم ہوجائیں تو اس طرح اُن کے درمیان سوچ کی تبدیلی کی بحث کا آغاز ہوا۔ پھروہ اِس مسئلے پرمل کر بیٹھے اور عالمی سیاست، انسانی مفادات اور دیگر پہلوؤں کو زیر بحث لاتے ہوئے اُنہوں نے جنگ بندی کا اعلان کیا۔اور اِس فیصلے میں شامل تمام ممالک کے نمائندگان کو UN نامی تنظیم کا نا دیا گیا اور 10 دسمبر 1948 کو اِس تنظیم نے انسانی حقوق کے پہلے اعلامیے کا اعلان کیا۔جس کا پہلا فیصلہ یہ تھا کہ ہر انسان کو زندہ رہنے کا حق ہے۔ بعدازاں تمام ممبران نے انسانی حقوق کے اِس اعلامیے پر دستخط کیے۔

> آرٹیکل **18** کہتا ہے کہ ہرانسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر، آزادی مذہب کا پوراحق ہے اس حق میں مذہب اور عقیدت کو تبدیل کرنے ، اجتماعی اورانفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ کی آزادی ہے۔اس پرعمل اور اس کی عبادات اور رسومات ادا کرنے کی آزادی ہے۔

ضرورت اِس بات کی ہے کہ سب کو یہ سکھایا جائے کہ ہم سب سے پہلے انسان ہیں اور سب کے حقوق برابر ہیں۔ انسانی حقوق کی تعلیمات کو عام کیا جائے اورانسانی حقوق کے کارکنان کو فعال کیا جائے۔بچوں کو جدید تعلیم سے آراستہ کیا جائے اور انسانی حقوق کے چارٹر سے خود بھی آگاہی حاصل کریں اور دوسروں کو بھی آگاہی دیں۔سوسائٹی میں موجود اداروں سے رابطے میں رہیں ۔ جتنے بھی ادارے اور لوگ انسانی حقوق کے لیے کام کررہے ہیں اُنہیں منظّم کیا جائے اور میڈیا اوراُس کے نمائندوں کو مثبت سوچ اور انسانی حقوق کی تعلیمات دی جائیں۔

مذہب کی من مانی تشریح انتہاء پسندوں کا ہتھیار

محمد سعید خاور

مذہب کی من مانی تشریح کے حوالہ سے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے آرٹیکل 5اور آرٹیکل 18 کا حوالہ ضروری ہے۔ آرٹیکل 5 کے مطابق کسی شخص کو جسمانی اذیت یا ظالمانہ انسانیت سوز یا ذلت آمیز سزا نہیں دی جائے گی۔آرٹیکل 18 کہتا ہے کہ ہرانسان کو آزادی فکر، آزادی ضمیر، آزادی مذہب کا پوراحق ہے اس حق میں مذہب اور عقیدت کو تبدیل کرنے ، اجتماعی اور انفرادی طور پر خاموشی یا کھلے بندوں اپنے عقیدے کی تبلیغ کی آزادی ہے۔اس پرعمل اوراس کی عبادات اور رسومات ادا کرنے کی آزادی ہے۔وہ افراد جن کے خلاف کسی عدالت میں فرد جرم عائد ہوئی نہ گواہ پیش ہوئے نہ ہی صفائی کا موقع دیا گیا یہی وہ بدقسمت لوگ تھے جن کو مذہب کے نام نہاد ٹھیکیداروں نے اپنی من مانی تشریح کی بھینٹ چڑھادیا۔

مذہبی انتہا پسندی کے انسداد / فروغ میں میڈیا کا کردار

عبدالرحمٰن

مذہبی انتہا پسندی کو بین الاقوامی معاملات سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جاسکتا۔ مذہبی انتہا پسندی خطہ ارض کے بحران کا ایک حصہ ہے جو یہ پریشان کن سوال پیدا کرتا ہے کہ بنی نوع انسان اس مسئلے کوحل کرپائے گا کہ نہیں۔ مذہبی انتہا پسند جیسے کہ طالبان ہیں کسی طور بھی متبادل نہیں ہیں بلکہ وہ تو خود انکے نظریے کو نہ ماننے والوں کو دباتے ہیں، تشدد کرتے ہیں اور قتل کردیتے ہیں۔شناخت کا بحران مذہبی انتہا پسندی کی بڑھوتری لئے بہت سازگار ماحول فراہم کرتا ہے۔میڈیا کا کردار انتہا پسندی کو کم کرنے اور بڑھانے دونوں میں بہت کلیدی حیثیت اختیار کرگیا ہے پشپا بھاؤ (انڈیا) نے فسادات اور خاص طور پر مذہبی فسادات کے میکنزم کا مشاہدہ کرنے کے بعد کہا کہ ایک شخص کے کئے کام کوکسی گروہ یا کمیونٹی سے جوڑ دینے سے یہ تاثر پیدا کیا جاتا ہے جیسے وہ کمیونٹی یا گروہ انتہا پسند یا دہشت گرد ہے۔ میڈیا سے متعلق بعض قوانین جن سے عمومی ناواقفیت میڈیا کے مقامی نمائندوں کی جانب سے خبر کی شکل اور انداز یا مواد کوسنی سنائی بات کی طرح بیان کرنا بھی بعض اوقات انتہا پسندی کے فروغ میں مواد کی شکل اختیار کرجاتا ہے۔ ہرشہری کو تقریر اور اظہار خیال کی آزادی حاصل ہے اور میڈیا کو بھی آزادی حاصل ہے مگر قانون کی جائز پابندی کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ہرشہری کو عوامی اہمیت کے معاملات کی معلومات ، اصول اور قانون کی مقرر کردہ حد کے مطابق، کا حق حاصل ہے۔افسوسناک صورتحال اس وقت سامنے آتی ہے جب صحافتی ادارے بنیادی اصولوں اور قانون کو نظرانداز کرتے ہیں۔میڈیا سوشل ہو، پرنٹ ہو یا الیکٹرانک اس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں ضرورت اس کے غلط استعمال کو روکنے کی ہے۔میڈیا کی غیر ذمہ داری کی مثال حکومت کے طالبان

کے ساتھ مذاکرات میں ان لوگوں کو الیکٹرانک میڈیا پر آ کر اپنی بات کرنے کا موقع دیا گیا جو اس موقع کو اپنی پراپیگنڈہ مہم کے طور پر استعمال کرتے رہے اور لوگوں کے ذہن میں اپنے فلسفے کو اتارنے کی کوشش کرتے رہے۔ جہاں میڈیا ذمہ داری کا مظاہرہ کرتا ہے وہاں اس کے بہتر نتائج بھی سامنے آتے ہیں جس کی مثال راولپنڈی میں ہونے والے مذہبی فسادات کے دوران میڈیا کی بہتر طریقے سے کی گئی رپورٹنگ کے باعث معاملات سنبھالنا ممکن ہو گیا تھا۔ ایسی صورتحال میں یہ بہت ضروری ہو گیا ہے کہ اداروں میں اور خصوصا الیکٹرانک میڈیا کے اداروں میں ایڈیٹر کو لازمی اور مضبوط حیثیت کے ساتھ لاگو کیا جائے۔ صحافیوں اور خاص طور پر مقامی سطح پر کام کرنے والے صحافیوں کی تربیت اداروں کے لئے لازمی قرار دی جائے۔ اداروں کو ہر علاقے میں رپورٹنگ اور بزنس کے لئے علیحدہ علیحدہ افراد مقرر کرنے کا پابند کیا جائے ۔

ہمارے معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں اور اُن کی روک تھام کی تدابیر

ناصر کریم خاں

انتہا پسندی اعتدال کی ضد ہوتی ہے یعنی درمیانی راہ چھوڑ کر شدت پسندی کی فکر اپنانا۔ اعتدال حسن ہے جبکہ انتہا پسندی بدصورتی ہوتی ہے۔ جب آپ اخلاقیات اور نظم وضبط کو ترک کرتے ہیں تو ہوسکتا ہے کہ ایک چھوٹی سی اقلیت آپ پر غالب آجائے جو آپکو زوال پذیر کردے اور آپ عالمی برادری میں سے نکل جائیں۔

تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم

ہنزہ پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) نے 7 تا 8 جون 2014 کو گلگت بلتستان کی تحصیل ہنزہ (علی آباد) میں تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے عنوان سے دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد کیا۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ۴۵ سے زیادہ انسانی حقوق کے کارکنوں نے شرکت کی۔ ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کیلئے کام کرنے والے افراد اور سول سوسائٹی کے اراکین کو انسانی حقوق کے حوالے سے بنیادی تعلیم فراہم کرنا تھا۔

ورکشاپ کے دوران معاشرے میں موجود روایتی انتہا پسندانہ رویوں کے اثرات، انتہا پسندی کے فروغ یا انسداد میں ذرائع ابلاغ کا کردار، نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت اور مذہب کی من مانی تشریح کے حوالے سے شعور اجاگر کیا گیا۔ بعد میں انتہا پسندی اور رواداری کے حوالے سے دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔ اور شعراء نے امن کے حوالے سے گیت پیش کیے۔

ورکشاپ کی روداد

تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کیا تھا۔ جس میں حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)، اسرارالدین اسرار (ایچ آر سی پی گلگت بلتستان)، نظیم امان (محقق)، کریم داد (ٹیچر)، اشرف خان (محقق) اور شیر باز (منیجر بلتت ہریٹیج) نے سہولت کار کی حیثیت سے اظہار خیال کیا۔

حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)

حفیظ بزدار نے اپنے تعارف کے بعد تمام شرکاء کا تعارف کرایا اور منعقدہ تربیتی ورکشاپ کے اغراض و مقاصد

چند مفاد پرست عناصر اپنے فائدے کیلئے مذہب کی غلط تشریح کرتے ہیں اور نفرت آمیز لٹریچرز کے ذریعے نفرت اور انتشار پھیلاتے ہیں۔

سے آگاہ کیا۔ انہوں نے انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار کے موضوع پر بات کرتے ہوئے کہا کہ ایچ آر سی پی کے زیر اہتمام تحصیل اور ڈسٹرکٹ سطح پر تربیتی ورکشاپس کے انعقاد کا مقصد انسانی حقوق کے کارکنوں اور سول سوسائٹی سے تعلق رکھنے والے افراد کو انسانی حقوق کی بنیادی تعلیم دینا ہے، جو کہ کمیشن کا مشن ہے۔ تاکہ معاشرے میں موجود انتہا پسندانہ سوچ اور رویوں کا سدباب ممکن ہوسکے۔

انہوں نے کہا کہ انسانی حقوق کی تحریک کو فعال بنانے اور اسکی تعلیم کو عام کرنے کے لئے لوگوں کی سوچ اور نظریات کو بدلنے کی ضرورت ہے، اور انہیں انسانی حقوق کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنے کیلئے بحیثیت انسانی حقوق کے کارکن یہ ضروری ہے کہ زیادہ سے زیادہ علم اور معلومات حاصل کیا جائے، تاکہ دلیل کیساتھ اس نظریہ کو لوگوں تک پہنچانے میں آسانی ہو۔ انہوں نے بابائے قوم قائداعظم محمد علی جناح کے خطاب کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ مذہب کا ریاستی معاملات میں عمل دخل نہیں ہونا چاہئیں اور اس ملک کے تمام شہریوں کو اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق آزادی کے ساتھ زندگی گزارنے کا حق حاصل ہے۔ لیکن یہاں بدقسمتی سے اقلیتوں کیساتھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا، مذہب کے نام پر لوگوں کو قتل کیا جاتا ہے، جو کہ دین اسلام کی تعلیمات کے بلکل برعکس ہے۔ اس لئے بحیثیت انسانی حقوق کے کارکن ہمیں انسانی حقوق کے تعلیم کو عام کرنے کی ضرورت ہے، تاکہ معاشرے میں موجود انتہا پسندانہ رویوں کی تدارک کے لئے شعور اجاگر ہوسکے۔ انہوں نے انسانی حقوق کے حوالے سے حکومت، معاشرے اور ذمہ دار شہریوں کے کردار پر بھی روشنی ڈالی۔

اسرارالدین اسرار (ایچ آر سی پی گلگت بلتستان)

اسرارالدین اسرار نے انسانی حقوق کے عالمی منشور اور پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال پر بات کرتے ہوئے، انسانی حقوق کی تحریک کے آغاز سے لیکر اب تک پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال پر روشنی ڈالی۔ انہوں نے کہا کہ پہلی اور دوسری جنگ عظیم میں کروڑوں انسانوں کا قتل ہوا، اس لئے مزید تباہی سے بچنے کے لئے دنیا کے قوموں نے ایک ایسی دستاویز کی ضرورت محسوس کی جو پوری دنیا میں انسانی حقوق کے تحفظ کیلئے قابل قبول ہو۔ اسی طرح قوموں نے مل کر باہمی مشاورت سے ایک دستاویز تیار کیا، جسے انسانی حقوق کا عالمی منشور کہتے ہیں۔ اس منشور پر دنیا کے بیشتر ممالک نے اتفاق کیا ہے جن میں پاکستان بھی شامل ہے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان نے اس عہد کیساتھ اس منشور پر دستخط کیا ہے کہ وہ اپنے شہریوں کے بنیادی حقوق کی فراہمی کے حوالے سے اس کی پاسداری کریگا۔

انہوں نے کہا کہ، بحیثیت انسانی حقوق کے کارکن ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ریاست کو یہ باور کرائے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق اپنے شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرے۔ انہوں نے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے انتظامی ڈھانچہ اور کمیشن کے کام کے بارے میں شرکاء کو آگاہ کیا۔

اشرف خان

اشرف خان نے مذہب کی من مانی تشریح، انتہا پسندوں کا ہتھیار کے عنوان پر بات کرتے ہوئے کہا کہ، کوئی بھی مذہب انتہا پسندی اور نفرت کی تعلیم نہیں دیتی، بلکہ مذہب کی من مانی تشریح کی وجہ سے انتہا پسندی کو فروغ ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ چند مفاد پرست عناصر اپنے فائدے کیلئے مذہب کی غلط تشریح کرتے ہیں اور نفرت آمیز لٹریچرز کے ذریعے نفرت اور انتشار پھیلاتے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ دین اسلام ہمیں رواداری، مساوات، صبر وتحمل اور انسانیت کی خدمت کا درس دیتا ہے اور اسلام میں کسی قسم کے جبر کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور نہ ہی کسی دوسرے لوگوں کے عقائد اور مذہب میں مداخلت کرنے کی۔ انہوں نے کہا کہ چند انتہا پسند جہاد کے نام پر عام شہریوں کو نشانہ بنا رہے ہیں، جو کہ قطعاً جہاد کے مفہوم کے برعکس ہے۔

انہوں نے کہا کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ شر پسند عناصر پر قابو پانے کے لئے اقدامات کرے، اور میڈیا اور سول سوسائٹی کے اداروں کو بھی اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ انہوں نے کہا کہ تشدد کے ردعمل میں ہمیں غیر متشدد مزاحمت کا راستہ اختیار کرنا چاہئے اور اس مسئلے پر تعلیم کے فروغ کے ذریعے ہی قابو پایا جا سکتا ہے۔

کریم داد (محقق)

کریم داد نے طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان میں انسانی حقوق کا سب سے بڑا مسئلہ ماورائے عدالت قتل، ٹارگٹ کلنگ، جبری گمشدگی اور تفتیش کے نام پر بے جا ایذا رسانی ہے۔ اس کے علاوہ غیر منصفانہ عدالتی نظام انتہا پسندانہ سوچ کے محرکات ہیں۔ نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کو جگہ دینے کے بجائے ماضی کے جنگی کارناموں اور بادشاہوں کے فتوحات کی کہانیوں کو زیادہ اہمیت دی جاتی ہے، جس سے بچوں کے اندر تعصّبانہ اور جارحانہ سوچ پیدا ہو جاتا ہے۔ انھوں نے کہا کہ تمام تعلیمی اداروں میں یکساں تعلیمی نصاب رائج ہونا چاہئے اور موجودہ نصاب میں ترمیم کی ضرورت پر زور دیا، تا کہ جدید علوم کو بھی نصاب میں شامل کیا جا سکے۔

شیر باز

شیر باز نے انتہاء پسندی کے انسداد میں فنون لطیفہ کا کردار کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ فنون لطیفہ اظہار رائے کا ایک موثر طریقہ ہے، جس میں موسیقی، شاعری، ڈرامہ، تھیٹر اور رقص شامل ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ادب اور فنون لطیفہ کے ذریعے معاشرے میں مثبت سوچ پیدا کی جا سکتی ہے، اور قدیم تہذیبوں میں بھی فنون لطیفہ کے ذریعے انسانی معاشروں کی اصلاح کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اچھے تعلیمی مواد تک رسائی کسی فرد کی علمی پرورش کا بہترین ذریعہ ہے جبکہ ان مواقع کی کمی انسانی شخصیت کی تعمیر میں کمی کی وجہ بنتی ہے۔ انہوں نے مارکس، منڈیلا اور ماوزے تنگ کی مثالیں دیتے ہوئے کہا کہ سوچ کو بدلنے کے لئے ادب بہترین ہتھیار ہے اور دنیا میں انقلاب برپا کرنے میں ادب کا کلیدی کردار رہا ہے۔

تحصیل سطح پر انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ۔

ورکشاپ کے شرکاء نے گروپس کے شکل میں تحصیل سطح پر انسانی حقوق کا جائزہ لیتے ہوئے کہا کہ؛

۱۔ لوگوں میں سیاسی شعور کا فقدان ہے۔ ۲۔ سرکاری ملازمتوں میں میرٹ کو پامال کیا جاتا ہے۔ ۳۔ سرکاری تعلیمی اداروں میں معیار کا فقدان ہے۔ ۴۔ گلگت بلتستان کو 65 سالوں سے قومی اسمبلی میں نمائندگی نہیں دی گئی ہے۔ ۵۔ تحصیل میں صحت اور تفریح کے سہولیات کی عدم موجودگی۔ ۶۔ خواتین کو جائداد میں حصہ نہیں دیا جاتا۔

شرکاء کی تجاویز۔

۱۔ انسانی حقوق کے حوالے سے اس طرح کے تربیتی ورکشاپس کا انعقاد ہونا چاہئے۔

۲۔ پاکستان کمیشن برائے انسانیحقوق کارکنوں کے ساتھ ہمیشہ رابطے میں رہے اور وقتاً فوقتاً پروگرامز کے بارے میں آگاہی فراہم کرتے رہے۔

۳۔ تحصیل سطح پر انسانی حقوق کے فعال کارکنوں کی ایک گروپ بنانا چاہئے تا کہ ایک دوسرے کیساتھ معلومات کا تبادلہ کر سکیں۔

> ادب اور فنون لطیفہ کے ذریعے معاشرے میں مثبت سوچ پیدا کی جا سکتی ہے، اور قدیم تہذیبوں میں بھی فنون لطیفہ کے ذریعے انسانی معاشروں کی اصلاح کی گئی تھی۔

۴۔ گروپ تحصیل سطح پر ہونے والے انسانی حقوق کا جائزہ لیکر وقتاً فوقتاً ایچ آر سی پی کو رپورٹ بھیجنا چاہئے۔

آخر میں تمام تقسیم اسناد کی تقریب منعقد کی گئی۔

ہنزہ نگر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آر سی پی) کے زیر اہتمام ۱۱ تا ۱۲ جون ۲۰۱۴ کو تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے عنوان سے ضلع ہنزہ نگر کے تحصیل نگر ۲ میں انسانی حقوق کے کارکنوں اور سول سوسائٹی کے افراد کیلئے دو روزہ تربیتی ورکشاپ منعقد کیا۔ جس میں تحصیل بھر سے ۴۵ سے زائد افراد نے شرکت کی۔ ورکشاپ کا مقصد تحصیل نگر میں انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والے رضا کاروں اور سول سوسائٹی کے نمائندوں کو انسانی حقوق کی بنیادی تعلیم کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنا تھا۔

ورکشاپ کی روداد

تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے ورکشاپ کا انعقاد تحصیل نگر ۲ کے ایک مقامی ہوٹل میں کیا گیا تھا، جس میں انسانی حقوق کے کارکنوں کے علاوہ مختلف طبقہ فکر سے تعلق رکھنے والے نوجوانوں نے بڑی تعداد میں شرکت کی۔ اس ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کی تعلیم کی اہمیت کے حوالے سے شعور اجاگر کرنا تھا۔ دو روزہ تربیتی میں معاشرے میں موجود روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں اور ان کی روک تھام کی تدابیر، انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار اور زرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی ضرورت، مذہب کی من مانی تشریح کے اثرات اور انتہا پسندی کے انسداد میں فنون لطیفہ کا کردار کے حوالے مقررین نے اظہار خیال کیا۔ ورکشاپ میں اسرار الدین اسرار (ایچ آر سی پی گلگت بلتستان)، حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)، کرم علی (ٹیچر)، کریم داد (ٹیچر)، حاجی مرزا حسین (سماجی کارکن) اور صوفی رجب علی (مذہبی اسکالر) نے بحثیت ریسورس پرسن اظہار خیال کیا۔

حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی)

حفیظ بزدار نے ورکشاپ کے آغاز میں اپنے تعارف کے بعد تمام شرکاء کا تعارف کرایا۔ اس کے بعد ایچ آر سی پی کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کیا۔ انہوں نے انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے کے لئے سول سوسائٹی کا کردار کے حوالے سے بات کی۔ انہوں نے کہا کہ ورکشاپ کے انعقاد کا مقصد معاشرے میں موجود نوجوانوں کو انسانی حقوق کے حوالے سے آگاہی فراہم کرنا ہے، تا کہ انسانی حقوق کا درس معاشرے کے ہر فرد تک پہنچ سکے۔ انھوں نے کہا کہ تربیت حاصل کرنے کے بعد تمام کارکنان اپنے اپنے علاقوں اور محلوں میں جا کر اپنے دوستوں اور عزیزو اقارب تک انسانی حقوق کی تعلیم کو پہنچائیں، کیونکہ معاشرے سے انتہا پسندانہ رویوں کے انسداد کے لئے تعلیم واحد ذریعہ ہے۔ انہوں نے انتہا پسندی کے فروغ میں میڈیا کا کردار پر بات کرتے ہوئے کہا کی زرائع ابلاغ کے ادارے صحافتی اصولوں کی پاسداری نہیں کرتے ہیں، جس کی بدولت انتہا پسندانہ سوچ اور رویوں کو فروغ ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک نجی چینل پر مذہبی پروگرام نشر ہونے کے بعد کراچی میں فرقہ احمدیہ سے تعلق رکھنے والے افراد کو قتل کیا گیا۔ انہوں نے زرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت پر زور دیا۔

اسرار الدین اسرار (ایچ آر سی پی گلگت بلتستان)

اسرار الدین اسرار نے پاکستان کمیشن برائے انسانی

حقوق کے انتظامی ڈھانچہ اورکمیشن کی کارکردگی سے آگاہ کیا۔

انہوں نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے تمام پہلوؤں پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ انسانی حقوق کے حوالے سے ایک موثر اور جامع دستاویز ہے، جس کو دنیا کے بیشتر ممالک نے مکمل یا جزوی طور پر تسلیم کیا ہے۔انہوں نے کہا کہ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس منشور کے مطابق شہریوں کے حقوق کا خیال رکھے۔انہوں نے کہا کہ ملک کے تمام شہریوں کو جاننے کا حق حاصل ہے اور بحیثیت انسانی حقوق کے کارکن ہمارا فرض ہے کہ معاشرے میں رونما ہونے والے انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں کے خلاف آواز بلند کریں۔

انہوں نے آئین پاکستان اور گلگت بلتستان امپاور منٹ اینڈ سیلف گورننس آرڈر ۲۰۰۹ کا حوالہ دیتے ہوئے کہا کہ شہریوں کے بنیادی حقوق کا ذکر آئین کے اندر موجود ہے تاہم ان پر عمل درآمد نہیں کیا جاتا۔انہوں نے شرکاء پر زور دیا کہ وہ ان تحریری دستاویزات کا مطالعہ کریں تاکہ انہیں بنیادی شہری حقوق کے بارے میں آگاہی حاصل ہوسکے۔

اکرم علی (سماجی کارکن)

اکرم علی نے تحصیل نگر میں دو روزہ ورکشاپ کے انعقاد پر کمیشن برائے انسانی حقوق کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آئندہ بھی اسی نوعیت کے پروگرام رکھنے کی تجویز دی۔انہوں نے انتہا پسندی کے فروغ یا انسداد میں میڈیا کا کردار اور میڈیا کے شعبے سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ انتہاپسندانہ سوچ پیدا کرنے میں ذرائع ابلاغ کا بڑا کردار ہے۔ انہوں نے کہا کہ میڈیا میں غیر تربیت یافتہ عملے ایک مخصوص نظریہ کو لوگوں پر مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔انہوں نے ذمہ دارانہ صحافت کو تقویت دینے کے لئے ذرائع ابلاغ سے منسک افراد کی تربیت پر زور دیا۔

کریم داد (محقق)

کریم داد نے طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت پر بات کرتے ہوئے معاشرے سے انتہا پسندانہ رویوں کو ختم کرنے اور لوگوں کے درمیان مذہبی ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے تعلیم کے فروغ پر زور دیا۔انہوں نے کہا کہ ہمارے ملک میں طبقاتی نظام تعلیم رائج ہے،ان میں پبلک، پرئیویٹ اور دینی مدارس شامل ہیں اور ان میں الگ الگ نصاب پڑھایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے معاشرے میں متعصبانہ اور انتہا پسندانہ رویوں کو فروغ ملتی ہے۔

انہوں نے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت پر زور دیا اور موجودہ نصاب کی خامیوں پر تبصرہ کیا۔انہوں نے جدید میڈیا اور انٹرنیٹ تک رسائی، جدید علوم کے حصول اور وقت کے ساتھ ساتھ معاشرتی تبدیلیوں کو قبول کرنے کی تجویز دی۔

تحصیل میں انسانی حقوق کی صورتحال کا جائزہ

شرکاء نے تحصیل میں انسانی حقوق کی صورتحال پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا کہ، یہاں معیاری تعلیم کا فقدان ہے اور خواتین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔سرکاری اداروں میں کرپشن کی وجہ سے ترقیاتی منصوبوں پر کوئی کام نہیں ہوتا، جس کی بدولت عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

> یہاں معیاری تعلیم کا فقدان ہے اور خواتین کی تعلیم نہ ہونے کے برابر ہے۔سرکاری اداروں میں کرپشن کی وجہ سے ترقیاتی منصوبوں پر کوئی کام نہیں ہوتا، جس کی بدولت عوام کو مشکلات کا سامنا ہے۔

شرکاء کی تجاویز

۱۔ آئندہ بھی اسی طرح کے تربیتی پروگرامز کا انعقاد کرنا چاہئیں۔

۲۔ تحصیل سطح پر انسانی حقوق کے کارکنوں کا ایک گروپ بنانا چاہیے جو یہاں کے مسائل اور رونما ہونے والے انسانی حقوق کے خلاف ورزیوں کی رپورٹ وقتاً فوقتاً پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کو ارسال کرے۔

۳۔ تربیت حاصل کرنے کے بعد تمام کارکنوں کی ذمہ داری ہوگی کہ وہ اپنے علاقوں میں جاکر انسانی حقوق کی تعلیم کو دوسرے لوگوں تک پہنچائیں۔

دیامر پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق (ایچ آرسی پی) نے ۱۶ تا ۱۷ جون کو ضلع دیامر کے ایک مقامی ہوٹل میں تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے دو روزہ ورکشاپ منعقد کیا۔ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کے لئے کام کرنے والے افراد اور سول سوسائٹی کے اراکین میں انسانی حقوق کی تعلیم کی اہمیت اور رواداری کے فروغ کے حوالے سے شعور اجاگر کرنا تھا۔ورکشاپ میں؛ طرز فکر میں مثبت تبدیل اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لیے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، ہمارے معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں اور ان کی روک تھام کی تدابیر، انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کیلئے حکمت عملی اور سول سوسائٹی کا کردار، مذہبی انتہا پسندی کے فروغ اور انسداد میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت اور مذہب کی من مانی تشریح کے اثرات جیسے موضوعات زیر بحث رہے۔اس کے علاوہ ورکشاپ میں مذہبی ہم آہنگی اور رواداری کے حوالے سے دستاویزی فلم بھی دکھائی گئی۔اور شرکاء کے درمیان انتہاپسندی اور رواداری کے کے حوالے سے گروپ ورک و دیگر سرگرمیاں بھی کروائی گئیں۔

ورکشاپ کی روداد:

تکثیری اقدار کے فروغ کے لئے انسانی حقوق کی تعلیم کے حوالے سے ورکشاپ کا انعقاد گلگت بلتستان کے ضلع دیامر کے مقام پر ہوا۔ورکشاپ کا دورانیہ صبح ۹ بجے سے شام ۵ بجے تک تھا۔جس میں ضلع دیامر سے ۴۰ افراد نے شرکت کی۔شرکاء میں صحافی، وکلاء، اساتذہ، سماجی کارکنان، طلبہ اور دیگر شعبوں سے تعلق رکھنے والے لوگ تھے۔ورکشاپ کا اہتمام پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کیا تھا۔ورکشاپ میں اسرارالدین (ایچ آرسی پی)، حفیظ ربزدار (ایچ آرسی پی پروگرام آفیسر) عطاالله زاہد خرازی (شاعر)، محمد محبوب (سماجی کارکن)، الحاج آدم شاہ (مذہبی اسکالر)، مجیب الرحمان (ڈسٹرکٹ کوآرڈینٹر) اور حیدر علی بحثییت سہولت کار شامل تھے۔

حفیظ بزدار (ایچ آرسی پی)

حفیظ بزدار نے اپنے تعارف کے بعد تمام شرکاء کا تعارف کروایا۔اس کے بعد ایچ آر پی سی کے اغراض ومقاصد سے آگاہ کیا۔انہوں نے انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے کے لئے سول سوسائٹی کا کردار کے حوالے سے بات کی۔

انہوں نے بالخصوص دیامر کے حوالے سے مذہبی دانشوروں اور سول سوسائٹی پر زور دیا کہ وہ باہمی اشتراک سے اس مشن کو آگے بڑھائیں۔اُنہوں نے دیامر میں تعلیم اور خصوصاً خواتین کی تعلیم کے حوالے سے بات کی، اور مذہبی علماء دین پر زور دیا کہ وہ اس کام میں سول سوسائٹی کے ساتھ ملکر لوگوں میں شعور اجاگر کریں تاکہ اکیسویں صدی کے اس سائنسی اور جدت کے دور میں دیامر میں بھی تعلیم اتنا عام ہو جتنا کہ مل پاکستان کے دوسرے جگہوں میں ہیں۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ اس ورکشاپ میں موجود کارکنان تربیت حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں میں واپس جائیں اور لوگوں تک ایچ آرسی پی کی تعلیم کو پہنچائیں تاکہ زیادہ لوگ ان سے مستفید ہوں۔ اُنہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ ایچ آرسی پی کے مشن انہی کے تعاون سے آگے بڑھ سکتی ہے اگر وہ اس ورکشاپ میں سیکھی ہوئے مواد کو امانت سمجھ کر سماج میں ہر

خاص و عام تک پہنچا دیں تاکہ معصوم لوگ اپنے حقوق سے آگاہ ہوں ،اور معاشرے میں ناانصافی کی شرح میں کمی آئے۔

اس کے بعد جناب حفیظ بزدار نے اپنے موضوع انسانی حقوق کے فروغ کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کے کردار کو بیان کیا۔انہوں نے عوام اور ریاست کے مابین تعلق کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ہم عوام ریاست کو بلاواسطہ یا بلاواسطہ ٹیکس دیتے ہیں، اور ان کے بدلے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کی حقوق اور ان کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنائیں۔انہوں نے انسانی حقوق کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی اور شعور پیدا کرنے کے لئے کام کرے، تاکہ معاشرے میں رواداری، عدل و انصاف کا فروغ اور لوگوں کے مابین مذہبی ہم آہنگی پیدا ہو سکے۔

انتہا پسندی کے فروغ اور انسداد میں میڈیا کا کردار اور زرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت کی موضوع پر بات کرتے ہوئے جناب حفیظ بزدار نے میڈیا کی تاریخ پر روشنی ڈالی۔ انھوں نے کہا کہ ہندوستان کے بادشاہ شیر شاہ سوری نے اپنے دور حکومت میں تیز ترین میڈیا کی بنیاد ڈالی۔ جس سے ملک میں کہیں بھی رونما ہونے والے حالات اور واقعات کی خبر فوراً ان تک پہنچ جاتی تھی۔انہوں نے میڈیا کے اقسام سے شرکاء کو آگاہ کیا۔اس کے بعد انہوں نے ذمہ دارانہ صحافتی اصولوں اور ذرائع ابلاغ میں گیٹ کیپر کے فرائض اور ذمہ داریوں پر تفصیلی گفتگو کی۔انہوں نے موجودہ دور میں میڈیا کی صورتحال پر بات کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں انتہا پسندی کو فروغ دینے کے لئے میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔اس کے علاوہ انہوں نے اسٹیٹ میڈیا اور پرائیویٹ میڈیا کے بارے میں آگاہی فراہم کی۔

بعد میں شرکاء کے سوالات کے جوابات دیتے ہوئے کہا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ میڈیا یا ہاوسز کی نگرانی کے لئے حکمت عملی تیار کریں۔ انہوں نے کہا کہ زرائع ابلاغ سے منسلک اکثر افراد غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں، جس کی بدولت غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور تبصروں سے انتہا پسندی کو فروغ مل رہی ہے، انہوں نے کہا کہ حادثات کے بعد کے تباہی کے مناظر لائیو دکھا کر لوگوں میں خوف و ہراس پیدا کیا جاتا ہے، اور یہی انتہا پسندوں کا بنیادی مقصد ہے۔انہوں نے میڈیا سے منسلک افراد کی تربیت پر زور دیا۔

محمد محبوب

محمد محبوب نے طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت کی اہمیت پر بات کی۔انہوں نے موجودہ نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت پر زور دیا۔انہوں نے کہا کہ انتہا پسندی کو روکنے کے لئے مل جل کر جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ جدید علوم تک رسائی اور معیاری تعلیم کے حصول کے لئے تعلیمی اداروں کو دور جدید کے سہولیت سے آراستہ کرنے اور نصاب میں ترامیم کی ضرورت پر زور دیا۔

انہوں نے ضلع دیامر کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ، یہاں تعلیم کا فقدان ہے اور خواتین کی تعلیم کا بلکل رواج نہیں ہے، یہی وجہ ہے کہ ہمارا معاشرہ انتہا پسندی، عدم رواداری اور نفرت کا شکار ہے۔انہوں نے کہا کہ تعلیم کے میدان میں ترقی لانے کے لئے علماء دین، سول سوسائٹی کے ادارے اور انسانی حقوق کے کارکنوں کو مل کر کوشش کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اپنی نئی نسل کو جہالت، انتہا پسندی اور دیگر معاشرتی برائیوں سے بچایا جا سکے۔

> جدید علوم تک رسائی اور معیاری تعلیم کے حصول کے لئے تعلیمی اداروں کو دور جدید کے سہولیت سے آراستہ کرنے اور نصاب میں ترامیم کی ضرورت پر زور دیا۔

اسرارالدین اسرار (ریجنل کوآرڈینیٹر)

اسرارالدین اسرار صاحب نے انسانی حقوق کے عالمی منشور کے تمام پہلووں کا تفصیلی جائزہ لیا۔اور اس کے بعد پاکستان میں انسانی حقوق کی صورتحال پر روشنی ڈالی۔انہوں نے کہا کی دوسری جنگ عظیم میں چھ کروڑ لوگوں کو قتل کیا گیا۔ اس کے بعد قوموں نے سوچا کہ اگر اسی طرح قتل وغارت کا بازار گرم رہا تو دنیا میں انسانیت کا وجود ختم ہو جائیگا۔ پھر دنیا بھر سے انسانیت کے لئے درد رکھنے والے لوگوں نے مل بیٹھ کر باہمی مشاورت سے ایک ایسا ادارہ بنانے کی تجویز دی، جو تمام دنیا کے انسانوں کے لئے یکساں طور پر تحفظ فراہم کرنے کے لئے کوشش کرے۔اسی طرح اقوام متحدہ کا وجود عمل میں آیا، اور ۱۰ دسمبر ۱۹۴۸ کو انسانی حقوق کا اعلامیہ تیار کیا، جس پر دنیا کے بیشتر مملک نے مکمل یا جزوی طور پر تسلیم کیا اور دستخط کیے اور یہ تجویز دی گئی کہ تمام ممبر ممالک اس اعلامیے کو اپنے ملک کے آئین کا حصہ بنائیں گے۔

انہون نے بعد میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کا قیام اور پاکستان میں انسانی حقوق کے فروغ کے حوالے سے کمیشن کی کوششوں پر تفصیلی گفتگو کی۔انہوں نے گلگت بلتستان میں انسانی حقوق کے لئے کمیشن کی کوششوں سے آگاہ کیا۔انہوں نے انسانی حقوق کے کارکنوں اور سول سوسائٹی این جی اوز کو منظم طریقے سے اور باہم اشتراک سے کام کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔ شرکاء کے سوالات کے جوابات دینے کے بعد انھوں نے اپنے تقریر کا اختتام کیا۔

عطاالله زاہد خرازی (شاعر و سماجی کارکن)

عطاالله زاہد خرازی صاحب نے انتہا پسندی کے انسداد میں ادب اور فنون لطیفہ کا کردار کے حوالے سے بات کی۔انہوں نے ادب اور فنون لطیفہ کے اقسام بیان کیا، جن میں موسیقی، شاعری، ڈرامہ، تھیٹر اور رقص ہیں۔انہوں نے کہا کہ ادب کے زریعے لوگوں کے درمیان ہم آہنگی اور رواداری کو فروغ دی جا سکتی ہے۔انہوں نے کہا کہ معاشرے میں صحت مندانہ اور تعمیری سوچ کو پروان چھڑانے میں ادب اور فنون لطیفہ کا اہم کرادار ہے۔اپنے تقریر کے آخر میں انہوں نے امن اور رواداری کے حوالے سے اپنا تازہ کلام پیش کر کے شرکاء سے داد وصول کیا۔

ضلع میں انسانی حقوق کی صورتحال و دیگر مسائل کا جائزہ

شرکاء نے گروپ ورک کے زریعے ضلع میں درجہ ذیل مسائل کی نشاندہی کی؛

۱۔ تعلیم کا فقدان، خواتین کیلئے کوئی درسگاہ موجود نہیں۔
۲۔ سرکاری اداروں میں کرپشن۔
۳۔ قومیت پرستی اور دہشتگردی
۴۔ سیاسی و سماجی لیڈر شپ کا فقدان۔
۵۔ غیرت کے نام پر قتل کے رجحان میں اضافہ

ورکشاپ کے دوران انسانی حقوق کی تعلیم اور خواتین پر تیزاب پھینکنے کے حوالہ سے دستاویزی فلم (دی سیونگ فیس) بھی دکھائی گئی۔اور آخر میں تقسیم اسناد کی تقریب منعقد ہوئی اور شرکاء کا گروپ فوٹو لیا۔

غذر تکثیری اقدار کے فروغ کیلئے انسانی حقوق کی تعلیم کے موضوع پر ضلع غذر میں 14-13 جون 2014 کو انسانی حقوق کے کارکنوں کے لئے دوروزہ تربیتی ورکشاپ کا اہتمام پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق نے کیا جس میں ضلع میں مقیم 11 خواتین سمیت انسانی حقوق کے کارکنوں اور سول سوسائٹی کے 46 افراد نے شرکت کی۔ورکشاپ میں انسانی حقوق کی تحریک کا آغاز، انسانی حقوق کے عالمی منشور، پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال، انتہا پسندی کے فروغ میں میڈیا کا کردار، نصاب میں انسانی حقوق کہ تعلیم کی شمولیت کی اہمیت، انتہا پسندی کے انسداد میں ادب اور فنون لطیفہ کا کردار اور معاشرے پر مذہب کہ من مانی تشریح کے

اثرات زیر بحث رہے۔ ورکشاپ میں حفیظ بزدار (ایچ آر سی پی) اسرارالدین (ایچ آر سی پی گلگت بلتستان) علی جان (محقق)، محمد شریف (ماہر تعلیم) اور محمد جان (اسکالر) نے سہولت کار کی حیثیت سے اظہار خیال کیا۔

انسانی حقوق کے فروغ، تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

پاکستان میں انسانی حقوق کے حوالے سے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ یہاں اقلیتوں کے ساتھ بہتر سلوک نہیں کیا جاتا اور اس کے علاوہ جبری گمشدگی، اغوا برائے تاوان، ماروائے عدالت قتل جیسے واقعات میں روز افزوں اضافہ ہو رہا ہے۔ بحثیت انسانی حقوق کے کارکن ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم ظلم کے خلاف آواز اٹھائیں اور انسانی حقوق کی تعلیم کو عام کریں۔ انہوں نے انتہا پسندی کے فروغ یا روک تھام کے لئے میڈیا کے کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کہ تربیت کے حوالے سے تفصیلی گفتگو کی۔ انہوں نے اسٹیٹ میڈیا اور پرائیوٹ میڈیا کے حوالے سے بات کرتے ہوئے انتہا پسندانہ اور غیر معیاری پروگرامز اور ٹاک شوز کی وجہ سے میڈیا اپنا کردار ٹھیک طرح ادا نہیں کر رہا۔ انہوں نے صحافت کے بطور گیٹ کیپر کے کردار کی اہمیت پر بھی روشنی ڈالی۔

انسانی حقوق کا عالمی منشور اور پاکستان میں انسانی حقوق کی صورت حال

اسرارالدین اسرار ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے اغراض و مقاصد اور انتظامی ڈھانچے سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کمیشن کے کام کرنے کا طریقہ کار اور مطبوعات کے حوالے سے تفصیلاً آگاہی فراہم کی۔ انہوں نے کہا کہ یہاں ریاستی ادارے اپنے فرائض بہتر طریقے سے ادا نہیں کرتے۔ شہریوں کے حقوق کو غصب کیا جاتا ہے حتیٰ کہ انسانی حقوق کے کارکنوں کو بھی قتل کیا جاتا ہے۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ انسانی حقوق کے عالمی منشور کے مطابق شہریوں کو بنیادی حقوق فراہم کرے۔ انہوں نے انسانی حقوق کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ بنیادی شہری حقوق کے حوالے سے آگاہی حاصل کریں۔

معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں

فیروزہ

معاشرے میں موجود انتہا پسندانہ سوچ اور رویوں میں اضافہ ہو رہا ہے اور نئی نسل اس سے بری طرح متاثر ہو رہی ہے۔ انسانی حقوق کی تعلیم کے فروغ پر زور دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ تعلیم ہی واحد ذریعہ ہے جس کی مدد سے معاشرے سے انتہا پسندی کو ختم کیا جا سکتا ہے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت

محمد شریف

انسانی سوچ اور رویوں میں مثبت تبدیلی لانے کے لئے تعلیم واحد ذریعہ ہے۔ انہوں نے نصاب میں انسانی حقوق کی تعلیم کی شمولیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ طلباء میں انسانی حقوق کے حوالے سے شعور اجاگر کرنے اور انہیں اپنے حقوق کے ساتھ دوسروں کے حقوق کا احترام کرنے کے لیے انسانی حقوق کے باب کو شامل کرنا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ گلگت بلتستان میں ملک کے دوسرے حصوں کی نسبت خواندگی کی شرح قدرے بہتر ہے تاہم اس میں مزید بہتری کی ضرورت ہے۔ انہوں نے ملک میں طبقاتی نظام تعلیم کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہا کہ یہاں امیر اور غریب کے لئے تعلیمی اداروں کی درجہ بندی کی گئی ہے جس کی بدولت معیاری تعلیم سے یکساں طور پر استفادہ نہیں کیا جا سکتا۔ انہوں نے جمہوری رویوں کے فروغ اور افراد کے مابین ہم آہنگی پیدا کرنے کے لئے موجودہ نصاب میں ترامیم اور سماجی علوم کی شمولیت کی ضرورت پر زور دیا۔

> ریاست کے ہر شہری کو اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی حاصل ہے۔ انہیں اظہار رائے کی آزادی، سیاسی، معاشی اور سماجی انصاف کے حصول اور اپنی مرضی کے مطابق مذہب تبدیل کرنے کا حق ہے۔

مذہبی انتہا پسندی کے فروغ یا انسداد میں میڈیا کا کردار

محمد جان

ریاست کے ہر شہری کو اپنے اپنے مذہبی عقائد کے مطابق زندگی گزارنے کی آزادی حاصل ہے۔ انہیں اظہار رائے کی آزادی، سیاسی، معاشی اور سماجی انصاف کے حصول اور اپنی مرضی کے مطابق مذہب تبدیل کرنے کا حق ہے۔ انہوں نے کہا کہ دین اسلام میں بھی مذہب کے حوالے سے کسی پر جبر نہ کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔ پاکستان میں مذہب کے نام پر قتل و غارت، ایذارسانی اور دوسرے پرتشدد واقعات میں اضافہ ہو رہا ہے جس پر اظہار افسوس کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ معاشرے میں انتہا پسندانہ رویوں کے فروغ کے لئے میڈیا کا بڑا کردار ہے۔ محمد جان نے ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت پر زور دیتے ہوئے کہا کہ ریاست کو چاہئے کہ نفرت اور انتہا پسندی پھیلانے والے میڈیا ہاؤسز اور شائع ہونے والی نفرت آمیز مطبوعات کی نگرانی کرے تا کہ معاشرے میں کوئی بھی مذہب یا عقیدہ سے تعلق رکھنے والے افراد کی دل آزاری نہ ہو۔

پشین ضلع پشین میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام دوروزہ تربیتی ورکشاپ 24۔25 جون کو انعقاد سوشل ویلفیئر ہال پشین میں ہوا جس میں 11 خواتین سمیت 26 افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کے اغراض و مقاصد بیان کرتے ہوئے پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے ریجنل کوآرڈینیٹر فرید خان نے کہا کہ ملک کے مختلف اضلاع میں اس قسم کے پروگراموں کا انعقاد کیا جا رہا ہے تا کہ لوگوں میں شعور اور آگہی لائی جا سکے تا کہ وہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھیں اور ایک دوسرے کے مذاہب اور رائے کا احترام کریں جس سے معاشرہ میں امن اور رواداری کو فروغ مل سکے۔

پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے پروگرام آفیسر حفیظ بزدار نے انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کے کردار پر بات کرتے ہوئے کہا کہ حق ایک جائز دعویٰ ہے۔ انہوں نے دوسری جنگ عظیم میں انسانی جانوں کے ضیاع کے حوالے سے بتایا گیا کہ دنیا کے ممالک نے دوسری جنگ عظیم کے بعد متفقہ طور پر کچھ نکات پر اتفاق کیا تا کہ تیسری جنگ عظیم کو روکا جا سکے اور انسانی حقوق کے عالمی منشور کے حوالے سے بتایا گیا۔ انہوں نے کہا کہ ریاست معاہدہ عمرانی کے تحت ہمارے حقوق دینے کی پابند ہے۔

انتہاء پسند رویوں کے عوامل، اثرات اور روک تھام کے لیے ہماری ذمہ داریاں کے حوالے سے سلطان احمد ترین دو تصاویر دکھائیں جو عدم برداشت کے حوالے سے تھیں۔ سلطان ترین نے مزید انتہا پسندی کے اثرات کے حوالے سے شرکاء کی رائے لی کہ نسل پرستی، فرقہ واریت، عدم برداشت، اقلیتوں کے خلاف تشدد اور نفرت، ریاست کی سلامتی کو خطرہ، معاشی بدامنی، ناقص نظام تعلیم کے مسائل اور ان کی روک تھام کے لئے ہم کیا کر سکتے ہیں۔ شرکاء کی رائے کے مطابق

برداشت کا مادہ ابھارنا چاہئے۔اور ریاست کو بھائی چارے کی فضاء کو تقویت دینی چاہئے، تعلیمی نصاب کو از سر نو تشکیل دیا جائے اور نفرت انگیز تحریروں کو روکا جائے۔شرکاء میں سے ایک خاتون نے کہا کہ انسانی حقوق کیوں ہمارے حقوق نصاب کا نہیں بنا جبکہ ریاستی مفاد پرستی اور اثر رسوخ والے گروپ کبھی بھی اسے نصاب کا حصہ بننے نہیں دیں گے۔

انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

پروفیسر عزیز الدین

مذہبی انتہا پسندی کیا ہے، میڈیا کے معاشرے پر اثرات کیا ہیں، میڈیا کے لوگ تربیت یافتہ ہیں۔ انکے مطابق میڈیا کے لوگوں کو مزید تربیت کی ضرورت ہے۔ میڈیا ایک خاص ذہنیت کو پروان چڑھا رہا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ تمام مذہبی طرز فکر کے لوگوں کو یکساں حقوق دئے جائیں۔ دوسروں کے مذہب، سوچ اور روایات کا احترام کیا جائے۔ میڈیا خبروں کو بڑھا چڑھا کے پیش کرتا ہے۔ عالمی سطح پر پاکستان کا برا تصویر پیش کرتا ہے۔ حقائق کو چھپاتا ہے اور اسلام کو بطور دہشت گرد مذہب پیش کرتا ہے۔ عزیز الدین نے بتایا کہ ہمارا میڈیا تربیت یافتہ اور غیر تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔ اور میڈیا کے پیچھے تین عوامل کارفرما ہیں جیسے سوچ عمل اور احساسات۔ میڈیا کا کردار صرف کمرشل تک محدود ہو کر رہ چکا ہے اسی وجہ سے حقیقت پر مبنی خبریں نہیں بتائی جاتیں جو نا اہلی، ذاتی مفاد اور سیاسی مفاد کا عکس ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا کے افراد کو ذاتی اور ادارے کی سطح پر انکی صلاحیت کو بہتر کیا جائے اور جرنلزم کے اصولوں پر عمل کیا جائے۔

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی نصاب میں انسانی حقوق کی شمولیت

پروفیسر برکت شاہ

طرز فکر میں مثبت تبدیلی اور جمہوری رویوں کے فروغ کے لئے تعلیمی اداروں اور نصاب میں انسانی حقوق کی شمولیت کی اہمیت کے سلسلے میں شرکاء کو محمد بن قاسم، محمد علی جناح، علامہ اقبال، سر سید احمد خان اور محمود غزنوی کی شخصیات کے بارے پوچھا تو سب نے ہیرو کے طور پر ان کا ذکر کیا۔ محمود غزنوی نے سومنات مندر پر حملے کیے۔ شرکاء سے پوچھا گیا کہ کیا سومنات مندر کسی کی مقدس جگہ نہیں تھی جیسے کہ بابری مسجد؟ کیا ہمیں دوسروں کے مذہبی مقامات کی حفاظت نہیں کرنی چاہیے؟ انہوں نے نصاب کے کے بارے کہا کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ اسطرح کے نصاب کو تشکیل دے جو کردار سازی، سوچ اور رویہ پر مبنی ہو کیونکہ ہمارے نصاب کہانی کا ایک رخ دکھاتے ہیں اور دیگر تمام حقائق کو چھپا کر ایک خاص قوم بنانے میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔ ماہرین لسانیات کے مطابق ریاست ہمارے لئے دوست اور دشمن کا انتخاب کرتی ہے۔ ایک دفعہ کسی نے نوجوان بلوچ سے پوچھا کہ اگر آپ کے حقوق غصب ہوتے رہے تو آپ کیا کروگے؟ نوجوان بلوچ نے کہا کہ میں تشدد اور بندوق اٹھانے کا راستہ اختیار کرونگا۔ یہ ہمارے تعلیمی نظام کی خرابی ہے کہ بجائے تضادات کو ختم کرنے کے، اس طرح کی سوچ کو مزید بڑھاوا دے رہے ہیں۔ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ تاریخ ہمیشہ لوگوں کی ہوتی ہے نہ کہ بادشاہوں کی۔ ہمارا معاشرہ اس وقت تک جمہوریت پر مبنی نہیں ہوسکتا جب تک ہمارا تعلیمی نظام جمہوریت پر مبنی نہیں ہوگا۔

معاشرے میں انتہا پسندی کی مختلف شکلیں

گل زمان

رسم ورواج کے نام پر انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنا بھی ہمارا مقصد ہے تاکہ ان امراض پر قابو پانے کے لیے تدابیر تلاش کی جاسکیں اور انسانی حقوق کے فروغ کی جدوجہد کو جاری رکھا جاسکے۔

ہمارے معاشرے میں روایتی انتہا پسندی کی مختلف شکلیں، ان کے محرکات اور روک تھام کے لئے لائحہ عمل پر بات کرتے ہوئے بتایا کہ ان میں مذہبی انتہا پسندی سب سے زیادہ عام اور سب سے زیادہ خطرناک بھی ہے اور پاکستان میں سب سے زیادہ اسی انتہا پسندی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ جب تک معاشرے کی نچلی سطح تک تمام لوگوں کو ان کے بنیادی حقوق سے آگاہ نہیں کیا جاتا اور عوام کو اپنے حقوق کا شعور نہیں ہوتا سوسائٹی کا مذہبی انتہا پسندی کی لعنت سے چھٹکارا ممکن نہیں۔ ہمارا نظام بھی انتہا پسندی کو فروغ دینے کا ایک حد تک ذمہ دار ہے اور اس کے انسداد کے لئے نظام تعلیم میں تبدیلی اور نصاب میں تبدیلیوں سے ہماری نوجوان نسل کو انتہا پسندی سے چھٹکارا مل سکتا ہے۔ پاکستانی مسلمانوں کے علاوہ یہ ان اقلیتوں کا بھی ملک ہے جو اس میں بطور پاکستانی پیدا ہوئے، جنہوں نے پاکستان کے لئے قربانیاں دیں۔ پاکستان کے نظام میں اصلاح کی ضرورت ہے۔ گل زمان نے کہا کہ پاکستان میں مذہبی انتہا پسندی کی جڑ مذہبی ادارے ہیں جب تک ان کو شتر بے مہار رہنے دیا جائیگا یہ ادارے مذہبی انتہا پسندی کو فروغ دیتے رہیں گے۔ مدرسوں کو حکومتی نگرانی میں کام کرنا چاہئے اور ان کے مذہبی لٹریچر کی تقسیم پر پابندی لگنی چاہئے۔

زیارت 26-27 جون کو ضلع زیارت میں پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق کے زیر اہتمام دو روزہ تربیتی ورکشاپ کا انعقاد گورنمنٹ انٹر کالج زیارت میں ہوا جس میں خواتین سمیت بیشتر افراد نے شرکت کی۔ شرکاء کی زیادہ تعداد تر طالبعلموں اور اساتذہ پر مشتمل تھی۔ ورکشاپ میں مندرجہ ذیل موضوعات پر سہولت کاروں نے روشنی ڈالی: انسانی حقوق کے فروغ، حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار، انتہا پسندی، اس کے پھیلاؤ اور انسداد میں ریاست کا کردار، انتہا پسند رویوں کے عوامل، اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل، انتہا پسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار اور ذرائع ابلاغ سے منسلک افراد کی تربیت کی اہمیت۔

ورکشاپ کے اغراض ومقاصد

فرید احمد، ریجنل کوآرڈینیٹر (ایچ آر سی پی)

ورکشاپ کے اغراض و مقاصد سے آگاہ کرتے ہوئے بتایا کہ ورکشاپ کا مقصد یہ ہے کہ پاکستان کو ضلعی سطح پر درپیش مسائل پر غور وخوض کیا جاسکے۔ انتہا پسندی کی وجہ سے پاکستانی معاشرہ انتشار کا شکار ہے اور چھٹکارہ پانے کی راہ تلاش کر رہا ہے اور اس ورکشاپ کا مقصد انسانی حقوق کے کارکنوں اور معاشرے کے مصلحین کو انتہا پسندی اور دہشتگردی میں امتیاز، انتہا پسندی کی اقسام، انتہا پسندی کی وجوہات، پس منظر اور اس سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں پر تربیت فراہم کرنا ہے اور مقامی سطح پر انتہا پسندی کے واقعات اور ان کے حل تلاش کرنا ہیں۔ تاکہ عوام کو تیزی سے بڑھتی ہوئی انتہا پسندی کی مرض سے چھٹکارا حاصل کرنے میں معاونت کی جاسکے۔ علاوہ ازیں ورکشاپ کا مقصد سماجی برائیوں سے آگاہی بھی ہے۔ رسم ورواج کے نام پر انسانی حقوق کی پامالی کی روک تھام کے لیے اقدامات کرنا بھی ہمارا مقصد ہے تاکہ ان امراض پر قابو پانے کے لیے تدابیر تلاش کی جاسکیں اور انسانی حقوق کے فروغ کی جدوجہد کو جاری رکھا جاسکے۔

انہوں نے انسانی حقوق کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی کی تشکیل اور عوام تک رسائی حاصل کرنے کے لئے سول سوسائٹی کا کردار بالخصوص زیارت کے حوالے سے سول سوسائٹی پر زور دیا کہ وہ باہمی اشتراک سے اس مشن کو آگے بڑھایا جائے۔ اُنہوں نے زیارت میں تعلیم اور خصوصاً خواتین کی تعلیم کے حوالے سے زور دیا کہ وہ اس کام میں سول سوسائٹی کے ساتھ ملکر لوگوں میں شعور اجاگر کیا جائے تاکہ اکیسویں صدی کے سائنسی اور جدت کے دور میں زیارت میں بھی تعلیم اتنی عام ہو جتنی پاکستان کی دوسری

جگہوں میں ہے۔ اُنہوں نے مزید کہا کہ اس ورکشاپ میں موجود کارکنان تربیت حاصل کر کے اپنے اپنے علاقوں میں واپس جائیں اور لوگوں تک انسانی حقوق کی تعلیم کو پہنچادیں تاکہ زیادہ لوگ اس سے مستفید ہوں۔ اُنہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ ایچ آر سی پی کا مشن انہی کے تعاون سے آگے بڑھ سکتا ہے اگر وہ اس ورکشاپ میں سیکھے ہوئے علم کو امانت سمجھ کر سماج میں ہر خاص وعام تک پہنچادیں تاکہ لوگ اپنے حقوق سے آگاہ ہوں اور معاشرے میں ناانصافی کی شرح میں کمی آئے۔

انسانی حقوق کے فروغ کی تحریک کو مستحکم کرنے کے لئے حکمت عملی اور عوام تک رسائی حاصل کرنے میں سول سوسائٹی کا کردار

حفیظ بزدار

ہم عوام ریاست کو بالواسطہ یا بلاواسطہ ٹیکس دیتے ہیں اور ان کے بدلے ریاست کی ذمہ داری ہے کہ شہریوں کے حقوق اوران کے جان و مال کی حفاظت کو یقینی بنائے۔ انہوں نے انسانی حقوق کے کارکنوں پر زور دیا کہ وہ انسانی حقوق کے بارے میں آگاہی اور شعور پیدا کرنے کے لئے کام کریں تاکہ معاشرے میں رواداری، عدل وانصاف کا فروغ اور لوگوں کے مابین مذہبی ہم آہنگی پیدا ہوسکے۔

انہوں نے کہا کہ حق ایک جائز دعوی ہے۔ اس کرہء ارض پر ہمارا سب سے پہلا حق زندہ رہنے کا حق ہے۔ کسی ملک میں تمام انسانی حقوق کی فراہمی ایک ریاست کی تکمیل کی علامت ہے۔ انسانی حقوق میں تعلیم حاصل کرنے کی آزادی، مذہبی آزادی، صحت کی سہولیات کی فراہمی اور اظہار رائے کی آزادی شامل ہیں۔ پاکستان صرف مسلمانوں کے لئے ہی امن وامان کی آماجگاہ نہیں بلکہ اس ملک میں رہنے والی سب قومیتوں اور تمام اقلیتوں کے لئے امن ، خوشحالی اور انسانی حقوق کی فراہمی کا ضامن ہے۔ انہوں نے کہا کہ حقوق سے آگاہی سے ہی سوسائٹی کو متحرک کیا جا سکتا ہے اور حقوق کی فراہمی سے ہی خوشحالی تک رسائی حاصل ہوسکتی ہے۔ سب سے پہلے ہمیں اپنے حقوق کا علم ہونا چاہیے کہ آئین کے تحت ہمارے کون سے حقوق ہیں اور ہمیں اس بات کا بھی پتہ ہونا چاہیے کہ ہمارے فرائض کیا ہیں اور اس بات پر غور کرنا بھی اہم ہے کہ ہم اپنے فرائض کس حد تک انجام دے رہے ہیں ہوسکتا ہے ہمارے فرائض کسی اور کے حقوق ہوں۔ انسانی حقوق کی تحریک اور انسانی بقاء کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ جب انسان نے دوسرے کی زندگی کا حق تسلیم کیا تھا یہ انسانی حقوق کی تحریک کی طرف پہلا قدم تھا۔ 10 دسمبر 1948 کو انسانی حقوق کا چارٹر سامنے آیا جس میں تمام انسانوں کے حقوق کو برابری ملی۔ انسانی حقوق کے عالمی منشور کو سامنے رکھ کر پاکستان کا آئین بنایا گیا تھا۔ کہ اس منشور کے مطابق عمل درآمد کیا جائے اور لوگوں کو ان کے حقوق فراہم کئے جائیں۔ ترقی یافتہ ممالک کی تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ان معاشروں کی حالت بھی چند صدیاں پہلے ہمارے معاشرے سے کچھ زیادہ مختلف نہیں تھی مگر وقت کے ساتھ ساتھ مختلف تنظیموں نے اپنے اپنے حقوق کی بقاء کے لیے کوششیں کیں اور ایک مضبوط اور متحرک سوسائٹی کا وجود عمل میں آیا جس نے حقوق کی تحریک کو نہ صرف مستحکم کیا بلکہ رواں دواں بھی رکھا۔ کسی بھی معاشرے میں حقوق کے فروغ اور حقوق کے حصول کے لیے سول سوسائٹی کا کردار بہت اہم ہوتا ہے۔

> پاکستان صرف مسلمانوں کے لئے ہی امن وامان کی آماجگاہ نہیں بلکہ اس ملک میں رہنے والی سب قومیتوں اور تمام اقلیتوں کے لئے امن ، خوشحالی اور انسانی حقوق کی فراہمی کا ضامن ہے۔

انتہاپسندی، اس کے پھیلاؤ اور انسداد میں ریاست کا کردار

اختر حسین شاہ

انتہاپسندی کسی ایک شخص یا گروپ کا نظریہ جو کسی خاص عمل کو انجام دے اور اکثریت کے نظریے کو نظرانداز کرے۔ پھر انتہاپسندی کی تاریخی پس منظر کے حوالے سے بتایا: تضادات بین مسلمان برائے حصول برصغیر، اورنگذیب عالمگیر نے اپنے مقاصد کے حصول کے لئے اپنے سگے بھائی اور باپ کو بھی نہں بخشا، ایسٹ انڈیا کمپنی اور انڈیا پہ قبضہ وغیرہ۔ یہ بھی بتایا گیا کہ پہلے مذہبی لوگ صرف مذہبی رسومات تک محدود تھے اب وہ مذہب کو ذاتی مفاد کے لیے استعمال کر رہے ہیں اور نفرت اور تعصّبانہ رویہ کو فروغ دے رہے ہیں۔ پاکستان میں انتہاپسندی عروج پر ہے۔ علیحدگی پسند تحریکیں انتہاپسندی کو مزید ہوا دے رہی ہیں۔ تمام قانون برطانوی طرز پر ہے۔ ایک طالبعلم نے پوچھا کہ ریاست انتہاپسندے کے خلاف کوئی اقدامات کیوں نیں کرتا؟ مفادات کی وجہ سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا۔ ایک طالبعلم نے کہا کہ اگر کوئی میرے آباواجداد کو برا کہے تو میں انہیں کیسے مانوں؟

انتہا پسند رویوں کے عوامل، اثرات اور روک تھام کے لیے لائحہ عمل پر بات کرتے ہوئے طاق منگی نے کہا کہ قدامت پسندی کا فروغ اور جدیدیت سے دوری، انتہاپسندی کو ابھارنے میں جاگیرداروں کا کردار بھی واضح ہے۔ انتہاپسند تنظیمیں مذہب، فرقہ واریت، دوسروں کو انکے حقوق سے محروم کرنے کا سہارا لے کر ان پر تشدد کرتے ہیں۔ ایکٹیویٹی بھی کروائی گئی جس کا مقصد تھا کہ ہمیں سب کی سوچ، رائے اور مذہب کا احترام کرنا چاہئے۔ سیشن کا اختتام انتہاپسندی کو فروغ نہ دینے کے عزم سے ہوا۔

انتہاپسندی کے انسداد یا فروغ میں میڈیا کا کردار

پروفیسر عزیز الدین آغا

سیاسی جماعتیں میڈیا کو اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے میں مصروف ہیں۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ تمام مذاہب کے حقوق کے تحفظ کو یقینی بنائے۔ میڈیا کو انتہاپسندی کو روکنے میں اہم کردار ادا کرنا چاہیے۔ میڈیا کہانی کے اصل پہلو کو چھپاتے ہیں اور پاکستان کو بطور دہشتگرد ملک دنیا کے سامنے پیش کرتے ہے۔ زیارت میں برفباری نہں تھی لیکن خبروں میں بتا رہے تھے کہ زیارت میں برفباری ہو رہی ہے۔ عزیز الدین نے بتایا کہ ہمارا میڈیا غیر تربیت یافتہ افراد پر مشتمل ہے۔ اور میڈیا کے پیچھے تین عوامل کارفرما ہے سوچ، عمل اور احساسات۔ میڈیا کا کردار صرف کمرشل تک محدود ہوکر رہ چکا ہے اسی وجہ سے حقیقت پر مبنی خبریں نہیں بتائی جاتی جو نااہلی، ذاتی مفاد اور سیاسی مفاد کا عکس ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ میڈیا کے افراد کو ذاتی اور ادارے کی سطح پر انکی صلاحیت کو بحال کیا جائے اور جرنلزم کے اصولوں پر عمل کیا جائے کیونکہ میڈیا رائے بنانے میں پیش پیش ہے۔ حفیظ بزدار نے موجودہ دور میں میڈیا کی صورتحال پر بات کرتے ہوئے کہا کہ معاشرے میں انتہاپسندی کو فروغ دینے کے لئے میڈیا نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے اسٹیٹ میڈیا اور پرائیویٹ میڈیا کے بارے میں آگاہی فراہم کی۔ انہوں نے کہا کہ حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ میڈیا ہاوسز کی نگرانی کے لئے حکمت عملی تیار کرے۔ ذرائع ابلاغ سے منسلک اکثر افراد غیر تربیت یافتہ ہوتے ہیں جس کی بدولت غیر ذمہ دارانہ رپورٹنگ اور تبصروں سے انتہا پسندی کو فروغ مل رہا ہے۔ حادثات کے بعد کے تباہی کے مناظر براہ راست دکھا کر لوگوں میں خوف وہراس پیدا کیا جاتا ہے اور یہی انتہا پسندوں کا بنیادی مقصد ہے۔ انہوں نے میڈیا سے منسلک افراد کی تربیت پر زور دیا۔

''دوسری بیوی! نہیں، نہیں''

جیوتی پنوانی

جب بھارتی مہیلا مسلم اندولن (بھارتی خواتین کی تحریک) نے مسلم پرسنل لاء کی تدوین کا کام شروع کیا تو انہیں یہ یقین نہیں تھا کہ کثیرالازواجی پر پابندی لگانی چاہیئے یا اسے مشروط کیا جانا چاہیئے۔ سینئر وکلاء نے بتایا کہ اگرچہ ایک بیوی کے ہوتے ہوئے دوسری شادی کرنا جرم ہے لیکن اس کے باوجود ہندو دوسری بیوی رکھتے ہیں۔ ان خواتین کی وہ حیثیت تو نہیں ہوتی جو ایک بیوی کی ہوتی ہے جبکہ اس کے مقابلے میں مسلمان مرد کی چوتھی بیوی کو بھی بیوی کی حیثیت ملتی ہے۔

لیکن 18 جون کو ممبئی میں جاری کیا جانے والا نیا ''مسلم میرج اینڈ ڈائیورس ایکٹ'' کے حتمی مسودے میں کثیرالازواجی کو غیر قانونی قرار دیا گیا ہے۔ ایسا کیونکر ہوا؟ بھارتیہ مہیلا مسلم اندولن کی شریک بانی نور جہاں صفیہ ناز کا کہنا ہے کہ ''مسلم خواتین یہی تو چاہتی تھیں۔ ہم نے انہیں انہی کے دلائل سے چوٹ ماری۔ مثال کے طور پر ہم نے ان سے کہا کہ اگر پہلی بیوی بچہ پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتی تو کیا دوسری بیوی ضروری نہیں ہو جاتی''۔ اس پر ان کا جواب ہمیشہ نفی میں ہوتا۔ وہ کہتیں ''نہیں۔ دوسری بیوی نہیں۔ کوئی عورت یہ برداشت نہیں کرے گی کہ کوئی دوسری عورت ان کے شوہر کی حصہ دار بنے''۔

اس مسودے کو موجودہ شکل دینے میں سات برس لگ گئے۔ ان میں سے دو سال تو ان مسلمان خواتین کے ساتھ گفتگو کرتے گزر گئے جن کی اکثریت غریب اور غیر تعلیم یافتہ اور پسماندہ علاقوں میں رہائش پذیر ہے۔ دراصل یہی وہ خواتین ہیں جو اس قسم کی تبدیلی کی زبردست حامی تھیں اور بھارتیہ مہیلا مسلم اندولن پر مسلسل دباؤ ڈال رہی تھیں کہ ''قانون کو فوری طور پر تبدیل کرو، ہمیں انصاف دلاؤ''۔

لیکن متوسط طبقے کی خواتین نے نور جہاں کو سخت ذہنی اذیت پہنچائی حالانکہ متوسط طبقہ ہی معاشرتی اصلاح کا نقیب ہوتا ہے۔ حیدرآباد کی امریکہ پلٹ مسلم خاتون اندولن (بی ایم ایم اے) کی اس تجویز پر بھڑک اٹھیں کہ شادی کے لئے لڑکی کی کم سے کم عمر 18 برس اور لڑکے کی 21 برس ہونی چاہیئے''۔ ان کی تجویز تھی کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے شادی کی کم سے کم عمر اٹھارہ برس ہونی چاہیئے''۔ کرناٹک کے مسلمان مرد وکلاء کے نزدیک تیرہ برس کی عمر میں لڑکی بلوغت کو پہنچ چکی ہو تو اس کی شادی کردینے میں کوئی حرج نہیں لیکن بھوپال کی گلیوں محلوں میں رہنے والی غیر تعلیم یافتہ مسلم خواتین نے لڑکی کے لئے شادی کی عمر 21 برس اور لڑکے کی 25 برس تجویز کی ان خواتین کا کہنا ہے کہ ''ہماری بچیاں 21 سال کی عمر میں گریجوایشن کرتی ہیں''۔

نور جہاں نے وضاحت سے بتایا کہ ''متوسط طبقے کی مسلم خواتین مسلسل یہی کہتی رہیں کہ شریعت میں زیادہ تحریف نہ کرو۔ دراصل ان کے خاندان خوشحال ہیں، مشکل وقت میں تعلیم ان کا سہارا بنتی ہے۔ قاضی کے غیر منصفانہ فیصلے ان پر زیادہ اثر انداز نہیں ہوتے۔ بی ایم ایم اے (اندولن) کو تو غریب خواتین نے متحرک رکھا۔

دس ریاستوں میں ان غریب خواتین کے ساتھ مشاورت کی گئی۔ یہ وہ علاقے ہیں جہاں بی ایم ایم اے متحرک ہے، جہاں پیرالیگل کارکنوں کو بطور ثالث تربیت مہیا کی گئی اور قانونی امداد مہیا کی جاتی رہی۔ مرد حضرات اندولن کے عوامی جلسوں میں شریک ہوتے۔ کچھ ایسے مرد حضرات بھی ہوتے جو خواتین کے لباس پر تنقید کرتے (''تم نے ساڑھی پہن رکھی ہے۔ تم نے اپنا سر نہیں ڈھانپا۔ تم برقعہ پہنے ہوئے نہیں ہو اس لئے تم مسلمان نہیں ہو'') وہ ان کی کم تعلیمی قابلیت پر تنقید کرتے (''تم عالم نہیں ہو'')۔ رانچی میں ایک مرد نے، جس نے ہر بات پر شدید تنقید کی، بعد میں نور جہاں کو بتایا کہ ''میں تمہاری کہی ہر بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں اگر اعتراض نہیں کروں گا تو میں اپنی جماعت کا سامنا نہیں کرسکوں گا''۔ بی ایم ایم اے نے آل انڈیا پرسنل لاء بورڈ اور مذہبی تنظیموں سے مشاورت نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ ''انہوں نے ظاہر کردیا ہے کہ وہ تبدیلی نہیں چاہتے''۔

> چنانچہ یہ فیصلہ کرنا کہ شادی کے لئے کم سے کم عمر کیا ہونی چاہیئے، میاں بیوی کی ذہنی پختگی کو مدنظر رکھ کر کرنا ضروری ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ذہنی پختگی یا بلوغت کے کیا معانی ہیں۔

غریب مسلمان خواتین کی حالت اس طویل ترین عمل کا نکتہ آغاز تھی۔ یہ خواتین مولاناؤں اور قاضیوں کے غیر اسلامی اور غیر منصفانہ فیصلوں کا شکار تھیں۔ دی مسلم پرسنل لاء (شریعت) اپلی کیشن ایکٹ مجریہ 1937ء میں ایسی کوئی خصوصی شق نہیں جس کا اتباع کیا جائے۔ بلکہ ہر کام قاضی پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ ہر قاضی کو آزادی ہے کہ وہ شریعت سے متعلق اپنی سوجھ بوجھ کے مطابق فیصلے کرے۔ دی ڈیزولیوشن آف مسلم میریجز ایکٹ 1939ء وہ حدود متعین کرتا ہے جن کی بنیاد پر کوئی بھی عورت عدالت سے رجوع کرسکتی ہے لیکن یہ کام چند ایک خواتین ہی کرسکتی ہیں۔

اسی سبب اصلاح پسند مرحوم اصغر علی انجینئر برسوں تک قرآنی تعلیمات کی روشنی میں مسلم پرسنل لاء کی تدوین کی مہم چلاتے رہے۔ قرآنی تعلیمات دوسرے مذاہب کی نسبت خواتین کو کہیں زیادہ حقوق دیتی ہیں۔ تمام اسلامی ملکوں نے جدید پرسنل لاز کو اپنا لیا ہے لیکن ہندوستان میں ان تین بنیادوں پر اس تحریک کی مزاحمت کی جاتی رہی۔ پہلی بنیاد یہ ہے کہ شریعت میں تحریف نہیں کی جاسکتی اس لئے کہ یہ مقدس اور متبرک ہے۔ دوسری بنیاد یہ ہے کہ اس کی تدوین میں اسلامی فقہ کے چار مکتبہء ہائے فکر میں سے کس مکتبہء فکر کی تقلید یا پیروی کی جائے۔ اور تیسری یہ کہ یونیفارم سول کوڈ کے نفاذ کی طرف یہ پہلا قدم ہوگا۔ اگرچہ انجینئر اصغر علی یہ وضاحت کرتے کبھی نہیں تھکے تھے کہ شریعت کی بنیاد قرآن ہے۔ تاہم یہ قرآن نہیں ہے۔ ہندوستان میں شریعت ایکٹ انگریزوں نے تیار اور نافذ کیا۔ بی ایم ایم اے نے انجینئر اصغر کے ساتھ مل کر اس مسودے پر کام کیا اور اس کی بنیاد قرآن پر رکھی۔ مسودے میں شامل کی گئی تمام شقوں کو آیات قرآنی سے تقویت دی گئی۔

چنانچہ یہ فیصلہ کرنا کہ شادی کے لئے کم سے کم عمر کیا ہونی چاہیئے، میاں بیوی کی ذہنی پختگی کو مدنظر رکھ کر کرنا ضروری ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ذہنی پختگی یا بلوغت کے قرآنی تعلیمات کی روشنی میں کیا معانی ہیں۔ قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اس کا واضح مطلب ہے جسمانی بلوغت اور جذباتی پختگی کا یکجا ہونا۔ نور جہاں کا کہنا ہے کہ ''مزید براں اسلام میں شادی ایک معاہدہ یا اقرارنامہ ہوتا ہے اور معاہدہ یا اقرارنامہ دو بالغ افراد کے درمیان ہی ممکن ہوتا ہے''۔

اس مسودے کی منظوری کے باعث بہت سے عام رواج اور طور طریقے غیر قانونی ہو جائیں گے۔ ان میں کم عمری کی شادی، یکطرفہ، زبانی اور فوری طلاق، عورت کو اپنا حق مہر چھوڑنے پر مجبور کرنا اور حلالہ شامل ہیں۔ حلالہ اس عمل کو کہتے ہیں جس میں اگر آپ اپنی بیوی، جسے آپ طلاق دے چکے ہیں، سے دوبارہ رجوع کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی مطلقہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کرے اور وہ شخص اسے طلاق دے تو اس کے بعد آپ اس سے دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں۔ نور جہاں کا کہنا ہے کہ ''قرآن میں اس کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ دراصل لکھنؤ اور اس جیسے دوسرے شہروں اور علاقوں میں یہ عمل عصمت فروشی کی شکل اختیار کرچکا ہے''۔

ایسے حالات میں جبکہ نئی حکومت یونیفارم سول کوڈ (یو سی سی) پر زور دے رہی ہے، اس کو جاری کرنا مناسب ہوگا؟ ہم یو سی سی کی مخالفت کرتے ہیں لیکن ہم یہ بھی جاننا چاہتے ہیں کہ وہ صحیح وقت کب آئے گا جب خواتین کو انصاف ملے گا؟ بیس سال قبل ہمیں انتظار کرنے کو کہا گیا اس لئے کہ بابری مسجد کو گرادیا گیا تھا مسلمان بحیثیت کمیونٹی زیر عتاب تھے۔ کیا خواتین کمیونٹی کا حصہ نہیں ہیں؟ دس سال قبل ہمیں بتایا گیا کہ گجرات میں قتل عام ہوگیا ہے۔ کیا یہ لیڈر حضرات ہمیں ضمانت دے سکتے ہیں کہ دس سال بعد یہاں حقیقی معنوں میں ایک سیکولر حکومت ہوگی اور کمیونٹی پر حملے نہیں ہوں گے۔ دوسرا یہ کہ مسائل کی درجہ بندی کون کرے گا؟ آیئے! امتیازی سلوک، تحفظ اور خواتین کے حقوق جیسے تمام مسائل کو حل کریں۔ اس کے علاوہ ان میں سے کتنے رہنماؤں نے دوسرے مسائل کو عوامی سطح پر حل کرنے کی کوشش کی ہے؟ یہ ہمارے جیسے گروپ ہی ہیں جنہوں نے ایسا کیا ہے، جنہوں نے سچار کمیٹی کی سفارشات پر عملدرآمد کرانے کی کوشش کی اور اس کے علاوہ مودی کے خلاف مہم چلائی۔

نور جہاں جانتی ہیں کہ تمام گروپوں کی مشترکہ اور انفرادی کوششوں سے ہی حکومت اس مسودے پر رضامندی کا اظہار کرے گی۔ پہلے کمیونٹی ہمارے مسودے پر بحث مباحثہ کرے۔ جہاں تک ہمارا تعلق ہے تو ہمارے لئے تو یہ عمل اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ اس کا نتیجہ۔

(بشکریہ: دی ہندو)

جہد حق پڑھنے والوں کے خطوط

گرڈ سٹیشن کو اپ گریڈ کیا جائے

بصیر پور بصیر پور کی آبادی ایک لاکھ نفوس پر مشتمل ہے۔ مقامی شہریوں کو بجلی کی فراہمی کے لیے 66 کے وی گرڈ سٹیشن قائم ہے۔ اس گرڈ سٹیشن کے ذریعے بصیر پور شہر، منڈی احمد آباد، چورستہ میاں خان سمیت سینکڑوں دیہاتوں کو بجلی فراہم کی جاتی ہے۔ مذکورہ گرڈ سٹیشن بصیر پور گزشتہ کئی سالوں سے اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ جبکہ بصیر پور شہر کے نزدیکی تمام شہریوں میں 132 کے وی گرڈ سٹیشن موجود ہیں۔ بجلی کی طلب میں اضافہ ہونے بالخصوص موسم گرما میں گرڈ سٹیشن پر دباؤ بڑھنے کی وجہ سے بصیر پور شہر اور اس کے گردنواح میں واقع شہروں میں طویل دورانیہ لوڈ شیڈنگ کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔ موسم گرما میں ایک گھنٹہ بجلی کی سپلائی کے بعد تین تین گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ کی جاتی ہے۔ یہ سلسلہ طویل عرصہ سے جاری ہے۔ شہریوں نے گرڈ سٹیشن بصیر پور کو اپ گریڈ کرنے کے لیے واپڈا افسران کو متعدد درخواستیں جمع کروائیں تاہم مسئلہ حل نہیں ہو سکا۔ شہریوں نے وفاقی وزیر برائے پانی و بجلی، چیئرمین واپڈا اور لیسکو چیف سے گرڈ سٹیشن بصیر پور کو اپ گریڈ کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔

(اصغر حسین حماد)

بیٹی کو بازیاب کرایا جائے

حیدرآباد یکم جولائی کو گوٹھ محمد حنیف، ٹنڈو آدم کے رہائشی غلام علی مکرانی نے حکومت سے اپیل کی ہے کہ اس کی بیٹی رخسانہ کو بازیاب کرا کے اس کے اغواء میں ملوث افراد کو گرفتار کیا جائے اور ملزموں کی سرپرستی کرنے والے بااثر افراد کے خلاف بھی کارروائی کی جائے۔ حیدرآباد پریس کلب میں پریس کانفرنس کے دوران انہوں نے بتایا کہ اس کی بیٹی رخسانہ کو 7 نومبر 2011 کو خان محمد، مکھن، ابراہیم سمیت چار دیگر افراد نے اغواء کیا تھا۔ عدالتی حکم پر ملزمان کے خلاف تھانہ ٹنڈو آدم میں کیس درج ہونے کے باوجود ملزمان کو گرفتار نہیں کیا گیا ہے۔ مقدمے سے دستبردار ہونے کے لئے اُسے ہراساں کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ بیٹی کو ملزمان سے بازیاب کرایا جائے اور انصاف فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

4 سالہ بچی بازیاب کرانے کا حکم

حیدرآباد 10 جولائی کو سندھ ہائی کورٹ حیدرآباد سرکٹ بنچ نے حیدرآباد کے رہائشی پرویز مہر کی 4 سالہ بیٹی علیزہ کو حبس بے جا میں رکھنے کے خلاف اور بازیابی کے لیے دائر درخواست پر ایس ایچ او فرنٹیئر ٹاؤن کراچی کو 30 جولائی کو بچی کو بازیاب کروا کر عدالت میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ پٹیشن میں موقف اختیار کیا گیا کہ پٹیشنر نے 2005ء میں کراچی کی رہائشی رابعہ سلمٰی سے شادی کی تھی جس سے اس کی چار سالہ بیٹی علیزہ ہے ان کی اہلیہ کراچی میں رہتی ہیں اور مجھے بچی سے ملنے نہیں دیتیں، بچی کو بازیاب کروا کر ان کے حوالے کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

محنت کش خواتین کی فلاح و بہبود پر زور

حیدرآباد 2 جولائی کو ہوم بیسڈ ورکرز کے تحت محنت کش خواتین کی فلاح و بہبود اور ان کے عنوان سے دو روزہ سیمینار قاسم آباد میں منعقد کیا گیا جس میں پی ڈبلیو سی کے محبوب علی قریشی و دیگر مزدور رہنماؤں نے شرکت کی۔ واپڈا ہائیڈرو یونین کے صدر عبداللطیف نظامانی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ محنت کش مرد ہو یا خاتون اس کے حقوق کو حکومت اور سرمایہ داروں نے سلب کر رکھا ہے لیکن سب سے زیادہ خواتین اس سے متاثر ہو رہی ہیں جنہیں ہر شعبے میں نظرانداز کیا جاتا ہے۔ مرد کے مقابلے میں خواتین کو اجرت کم اور کام زیادہ لیا جاتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومتیں قوانین تو بنا لیتی ہیں لیکن ان پر عملدرآمد کرانے میں ناکام ہیں۔ خواتین مزدوروں کو اپنے حقوق کے حصول کے لیے متحد ہونا ہوگا۔ سماجی رہنما مصطفیٰ بلوچ نے کہا کہ دنیا کا پہلا انقلاب فرانس میں آیا۔ دوسرا روس سے شروع ہوا جو مزدوروں کے لیے تھا۔ انہوں نے کہا کہ امریکہ میں یکم مئی کے بجائے ستمبر میں یہ دن منایا جاتا ہے کیونکہ امریکہ نے روس کے انقلاب کے بعد نئی جدوجہد کا آغاز کیا۔ سیمینار سے نزہت شہرین، زینب خان و دیگر نے بھی خطاب کیا۔ سیمینار میں سندھ کے مختلف اضلاع سے مرد و خواتین نے شرکت کی۔

(لالہ عبدالحلیم)

پولیس کی زیادتیوں کے خلاف احتجاج

حیدرآباد 11 جولائی کو حیدرآباد پریس کلب کے سامنے مختلف علاقوں کے مکینوں نے پولیس کی زیادتیوں کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ بھان سعید آباد کے رہائشی حاجی محمد صالح کا کہنا تھا کہ پولیس نے ان کے بھائی ہیبت جمالی کی ایما پر اسے ہراساں کرنے کا سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ جائیداد کے مسئلے پر دونوں بھائیوں کا تنازع عدالت میں بھی زیر سماعت ہے لیکن اس کے باوجود پولیس اسے ڈرا دھمکا کر اسے مقدمے سے دستبردار کروانا چاہتی ہے تاکہ مقدمے کا فیصلہ اس کے بھائی کے حق میں کیا جا سکے۔ ٹنڈو محمد خان کے رہائشیوں نے بھی پولیس مظالم کے خلاف احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس موقع پر عبدالواحد اور دیگر نے ایچ آر سی پی کے ضلعی کور گروپ سے گفتگو کرتے ہوئے بتایا کہ ہادی بخش ماچھی اور صالح ماچھی نے ان کے بیٹے اللہ واریو کو وحشیانہ تشدد کا نشانہ بنایا۔ متعلقہ پولیس واقعہ کا مقدمہ درج کرنے کی بجائے ملزمان کی سرپرستی کر رہی ہے جبکہ اس کے بیٹے کے خلاف ڈکیتی کا جھوٹا مقدمہ درج کیا گیا ہے۔ انہوں نے اعلیٰ حکام سے مطالبہ کیا کہ معاملے کا نوٹس لے کر واقعے کی تحقیقات کرائی جائے اور انہیں تحفظ فراہم کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

پنشن سے محروم مزدوروں کا مظاہرہ

حیدرآباد 5 جولائی کو مختلف فیکٹریوں کے سابق محنت کشوں نے پنشن نہ ملنے کے خلاف پریس کلب کے سامنے مظاہرہ کیا جس میں شریک مرد و خواتین محنت کش پنشن نہ ملنے پر ای او بی آئی کے ریجنل ہیڈ کے خلاف نعرے لگا رہے تھے۔ محمد شفیع، اظہر محمود و دیگر نے الزام عائد کیا کہ ای او بی آئی کے ریجنل ہیڈ جاوید قریشی کرپشن کر رہے ہیں۔ منظور نظر کیسز پر فوری پنشن جاری کرنے کا حکم دیتے ہیں جبکہ کئی حق دار بوڑھے مرد و خواتین دفتر کے مسلسل چکر لگا رہے ہیں لیکن ان کے کیسز پر کارروائی نہیں کی جا رہی ہے جس کے باعث بوڑھے محنت کش دربدر کی ٹھوکریں کھانے پر مجبور ہیں۔ انہوں نے ای او بی آئی کے چیئرمین سے مطالبہ کیا کہ ریجنل ہیڈ کو برطرف کیا جائے۔

(لالہ عبدالحلیم)

☆ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کے واقعات کی رپورٹ

1-وقوعہ کیا تھا:			
2-وقوعہ کب ہوا؟	سال	مہینہ	تاریخ
3-وقوعہ کہاں ہوا؟	گاؤں	محلّہ	
	ڈاک خانہ	تحصیل وضلع	
4- کیا وقوعہ کا مقامی رسم ورواج سے تعلق ہے	ہاں	نہیں	
5-وقوعہ کیسے ہوا؟ (مختصر تفصیل)			

6-وقوعہ کا ماضی کے کسی دوسرے واقعہ سے تعلق اور اس کی مختصر تفصیل

7-وقوعہ کا شکار ہونے والے کے کوائف	نام	ولد/زوجہ	پیشہ

8-وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے معاشی/سماجی حیثیت	بچہ/بچی	عورت/مرد	غریب/ان پڑھ	بوڑھا/بوڑھی	بیمار
	مخالف سیاسی کارکن	سماجی کارکن	اقلیتی فرقے کا رکن	دیگر (تخصیص کریں)	

9-وقوعہ میں ملوث اشخاص کے کوائف:	نام	ولدیت/زوجیت	عہدہ	پیشہ
	-1			
	-2			
	-3			

10-وقوعہ کے ذمہ دار فرد/افراد کی معاشی/سماجی حیثیت	بڑا جاگیر دار/زمیندار/بہت امیر آدمی	متوسط طبقے سے/غریب آدمی	با اثر صلاحیت/سیاسی اثر ورسوخ

11-وقوعہ کی پشت پناہی کرنے والے عناصر کے کوائف	نام اور ولدیت	عہدہ	پیشہ	پارٹی/ادارہ
	-1			
	-2			
	-3			

12-وقوعہ سے متعلقہ فریقین گواہان وغیر جانبدار افراد کے کوائف وموقف

وقوعہ سے تعلق	نام اور ولدیت	وقوعہ سے متاثر ہونے والے کے ساتھ تعلق/رشتہ داری	عہدہ	موقف
واقعہ سے متاثر				
واقعہ کا ذمہ دار				
چشم دید گواہ				
غیر جانبدار/پڑوسی				

13-اس قسم کے واقعات علاقہ میں کس قدر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں	بہت زیادہ	اکثر اوقات	کبھی کبھار	کبھی نہیں
14-اس قسم کے واقعات اندازاً کتنی تعداد میں ہوتے ہیں	روزانہ	ماہانہ	سالانہ	

15-وقوعہ کے بارے میں HRCP نامہ نگار/اس کے ساتھ چھان بین کرنے والے/والوں کی رائے

رپورٹ بھیجنے والے کے کوائف:	نام	پتہ: گاؤں/محلّہ	شہر/ضلع

انسانی حقوق کے عالمی منشور کی کس شق کی خلاف ورزی ہوئی؟

دستخط: ....

تاریخ: ....

کراچی، 20-17 جولائی 2014 :ایچ آر سی پی کے فیکٹ فائنڈنگ مشن برائے کراچی نے مختلف شعبہ ہائے جات سے
تعلق رکھنے والے افراد سے ملاقات کی اور اختتام پر پریس کانفرنس کا اہتمام کیا

پبلشر: ندیم فاضل: پاکستان کمیشن برائے انسانی حقوق
"ایوان جمہور" 107۔ ٹیپو بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور
فون : 35838341-35864994 فیکس : 35883582
ای میل hrcp@hrcp-web.org ویب سائٹ : www.hrcp-web.org
پرنٹر: مکتبہ جدیدپریس، 14ایمپرس، لاہور Registered No. LRL-15